جین مت منڈل ٹریکٹ نمبر ۲

جین دھرم

بے لوث، بے رو رعایت۔ اور غیر متعصبانہ نظر سے دنیا کے ایک نہایت قدیم
فطرتی فلسفانہ او عاقلانہ مذہب پر طالبعلمانہ اور محققانہ نظر سے مختصر
لیکن واضح ریویو

جو رادھا سوامی مت کے پیروں کے لئے بالعموم اور سناتنی اور
آریہ سماجی بھائیوں کے مطالعہ کے لئے بالخصوص قلم بند کی گئی۔

مضمون بیر رکھنا ہی بُرا اتم چھوڑ دو ہٹ دھرمی کو دھرم کا ہم گر تیاگ نے آگے پیچھے مرمی کو

تصنیف لطیف
مہرشی شیوبرت لال جی صاحب مقیم رادھا سوامی دھام
ڈاکخانہ رادھا سوامی دھام ضلع مرزاپور راج بنارس - یو - پی -

پرکاشک جین متر منڈل دریبہ کلاں دہلی - فروری سنہ ۱۹۲۸ع ویر نروان سمت ۲۴۵۴
دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپی

بار اول ۱۰۰۰

گذارش

مہرشی **شیوبرت لال** جی کی پاک ہستی مذہبی دنیا میں خورشید منور کی طرح روشن ہے انکے بارہ میں خامہ فرسائی یا لب کشائی کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ آپنے جملہ مذاہب کے لٹریچر کو نہایت اشتیاق اور استغراق کے ساتھ پڑھا اور سمجھا ہے اسلئے ایک غیر معمولی تحقیقات کے بعد کسی مذہب کی نسبت کوئی خاص رائے قائم کرنیکے لئے ایسی ہی بے لوث شخصیت موزوں و مناسب کہی جا سکتی ہے۔ ویدک دہرم۔ ہندو فلسفہ۔ بودہ دہرم۔ رادہاسوامی سدہانت کی تحصیل میں آپنے اپنی عمر عزیز کا زیادہ حصہ وقف کیا ہے۔ اب عالم پیری میں ہم لوگوں کی خوش قسمتی سے جین مذہب کی جانب بھی آپکی رغبت مبذول ہوگئی ہے۔ اِس کے متعلق جو بیش بہا خیالات آپنے وقتاً فوقتاً ظاہر کئے ہیں وہ آپکی صداقت پسندی اور بے تعصبی کے زندہ ثبوت ہیں۔

جین مترمنڈل دہلی نے سال گذشتہ میں مہاویر جینتی کے موقعہ پر کچھ عرصہ پیشتر سے چند عنوان مخصوص کئے تھے جن پر مضامین نگاروں کو ٹریکٹ لکھنے کے لئے تحریک کی تھی۔ اِن میں سے جین دہرم کی قدامت کے عنوان کو مہرشی جی نے بھی اپنی قلم جادو رقم کے حوالہ کیا۔ اور یہ ٹریکٹ جو ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اسی عنوان پر آپ کی سحر نگاری اور حقیقت شناسی کا ایک نمونہ ہے۔

جین قوم کے مایہ ناز جید رقم جین درشن دواکر ودیا وارد ہی بابو چمپت رائے صاحب بیرسٹر نے نہایت غور و خوض کیساتھ جملہ مضامین کو جو عنوانہائے معینہ پر مختلف زبانوں میں موصول ہوئے تھے امتیازی نقطۂ نگاہ سے جانچ کرکے مہرشی جی کا یہ ٹریکٹ منتخب قرار دیا تھا۔ اِس پر حسب وعدہ مترمنڈل نے سند افرازی (دان پتر) مہرشی جی کی خدمت میں پیش کی اور ٹریکٹ کو واقفیت عامہ کے لئے شائع کیا [illegible] یہ تاکہ مہرشی جی کی عالمانہ تحقیقات اور ساحرانہ تحریرات کے مقابلہ میں کاغذی اعزاز کچھ وقعت نہیں رکھتا نہ وہ اسکے خواہشمند ہیں لیکن ہمکو فخر ہے کہ رادہاسوامی پنتھ کی ماننے والی ایسی بھی ایک پاک اور بے لوث ہستی آج صفحۂ عالم پر جلوہ گر ہے جو جین دہرم کی قدامت پر قابل قدر مضمون لکھکر بیباکانہ پبلک کے روبرو علی الاعلان پیش کرنیکی ہمت رکھتی ہے۔ بیرسٹر صاحب موصوف نے اپنا دیباچہ دیکر اس سلک جواہر میں خوشبو پیدا کردی ہے۔ مترمنڈل اِن دونوں مقتدر و محترم شخصیتوں کا تہ دل سے مشکور ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین ٹریکٹ ہذا کے مطالعہ سے محظوظ اور مسرت یاب ہونگے۔ نیازمند **بھولا ناتھ** درخشاں مختار عدالت بلند شہر

وائس پریسیڈنٹ مترمنڈل دہلی ۱۵ جنوری ۱۹۲۸ء

شری یُت شبھو رت لال جی ورمن۔ ایم۔ اے۔ ایک مشہور اور معروف مصنف ہیں۔ آپ کا دل بھی اتنا ہی فراخ ہے جتنی آپ کی واقفیت وسیع ہے کچھ عرصہ سے آپ کو جین دھرم کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ نتیجہ موجودہ نسخہ کی شکل میں پیش ہے۔ فی الواقع بوجہ بیماری و عدیم الفرصتی کے ابھی آپ کو کافی موقعہ جین دھرم سے پوری پوری واقفیت پیدا کرنے کا نہیں ملا ہے۔ پس پر آپ کی "کھوج" قابل قدر ہے۔ ایسے امور زیادہ تعداد میں نہیں ہیں۔ کہ جن کے لئے عجلت باعث خرابی ہوئی ہو۔ آپکی ہمت و محنت کی داد پورے طور سے دینا مشکل کام ہے۔ آپ کا طرز تحریر پُر زور اور با اثر ہوتا ہے۔ کتاب کے بارہ میں اپنے دیباچہ میں خود آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ جینیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ غیر جینیوں کے مطالعہ کے لئے قلم برداشتہ لکھی گئی ہے"

دراصل اس مطلب کے لیئے یہ نہایت کار آمد نسخہ ہوگا۔ کم از کم یہ اُن غلط فہمیوں کو جو غیر جین اصحاب میں جین مت کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں ایک بہت بڑی

حدتک رفع کرے گا۔ تمام جین قوم "مہرشی جی" کی [illegible] باقی اور اُنکے پریم کا بار رہیگا کہ اُنھوں نے باوجود عدیم الفرصتی اور علالت طبع کے بھی جین مت منڈل دہلی کی استدعا کو قبول فرماکر اپنے خیالات کا اظہار مہابیر جینتی کے موقعہ پر ایسے عمدہ طریقہ سے کیا۔ یہ محبت۔ یہ مروت۔ یہ عنایت آپکی دلکو پھڑکائے دیتی ہے۔

بچار اور اختلاف باہمدگر ہمراہ ہیں۔ دونوں ہر جگہ ساتھ ساتھ ہی بالعموم رہتے ہیں۔ بعض امور پر آپکے خیالات سے جینیوں کو پورا پورا اتفاق نہ ہوگا۔ خود میرے اور آپکے خیالات میں بہت بھاری اختلاف بابت قدامت ہندو مت و جین مذہب کے بارے میں ہے۔ آپ ہندو مذہب کو زیادہ پورانا تصور کرتے ہیں۔ میں جین مذہب کو قدیم تر سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پریکٹیکل پاتھ کے ضمیمہ میں ثابت کیا ہے۔ مگر آزاد طبع آزادی پسند اصحاب اِس قسم کے اختلاف رائے کے قدر شناس ہوتے ہیں۔ پس پنڈت ورمن جی خود ہی "معذرت" میں رقم فرماتے ہیں کہ "ذرا صحت ہونے پر میں اور بھی جین گرنتھوں کا کچھ اور وسیع طور پر مطالعہ کروں گا۔ اُس وقت غالباً اِس مضمون پر اور بھی روشنی ڈال سکوں گا۔ اُس وقت جو میری کتاب نکلے گی وہ شاید بہتر ہوگی" بلاشبہ نیک دل اصحاب کے ایسے ہی بچار ہوتے ہیں اور ہونے چاہییں۔ کتنی سادگی۔ حلیمی و انکساری اِن الفاظ سے ٹپک رہی ہے۔ غرور اور تکبر کی بو تک اِن کو چھو نہیں گئی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ ایسی تصنیف کی تمہیدی عبارت کے لکھنے کے لئے مجھکو موقعہ دیا گیا ہے۔ جس کے مصنف کی تعریف میں مذکورہ بالا الفاظ میں کر سکتا ہوں۔ مہاشے ورمن جی صرف رادھا سوامی مذہب کے ہی عالم نہیں ہیں بلکہ

معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کی بھی آپنے خوب چھان بین کی ہے۔ اِس وجہ سے
آپکے خیالات بہت وقعت سے دیکھے جانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ میں اُمید
کرتا ہوں کہ قابل مصنف بہت جلد تندرست و توانا ہوکر اسی طرح سے بہت برسوں
تک دیش کی سیوا کرتے رہیں گے۔

چمپت رائے جین

دویاوار دہلی۔

بھینٹ

حضور معلی مقدس رامی سالگرام صاحب رادھا سوامی کی

تعظیمی یادگار میں

شردھا۔ بھگتی۔ پریم۔ وشواس۔ اور دلی پرارتھنا کے ساتھ

سمرپن

(۱) سچی بات سے پیار ہو۔ مجھ کو سچائی کا گیان رہے
ستگورو! دیا درشٹی ہو۔ ایسی سچائی کا دھیان رہے

(۲) پکش پات کا بندھن چھوٹے۔ ست کو گرہن کروں بس من
ست کی پریم پریت رہے اُنچے ست ہی کا انومان رہے

(۳) است بھاؤ نا چت نہیں آوے۔ است کی رُچی نہ ہو من میں
لکھوں۔ پڑھوں اور گنوں میں ست کو ست ہی کا پرمان رہے

(۴) است تیاگ کر ست کو دھاروں۔ ایسی کرپا کرو سوامی
جیون میرا ہو ست کا جیون۔ ست پد کا ابھمان رہے

(۵) بادِ بواد سے کام نہیں ہے۔ ست وکتا ست درشی بنوں
ست ہی میں ہے سچی بھلائی۔ سچ ہی میں کلیان رہے

(۶) سچ کا آدر کروں نرنتر ست کی اور جھکاؤں سیس
میرے گھٹ سے الگ تھلگ جھوٹا مد موہ اور مان رہے

(۷) رادھاسوامی۔ دین بندھو۔ دینا ناتھ دیال ہو تم
دُبدھا میٹو۔ دوِدھا میٹو۔ ست مت کی پہچان رہے۔

سب سے چھوٹا داس
شِو

رادھا سوامی دھام
راج نبارس۔

مَیں جینی نہیں ہوں۔ اور میں جینی ہوں

جس محدود مراد معنی میں جین لفظ سمجھا جا رہا ہے۔ اُس نظر سے میں جینی نہیں ہوں اور نہ اُس سے میرا تعلق اور واسطہ ہے۔

اسکے سوا جس وسیع المراد غرض کو مدِ نظر رکھکر "جین" لفظ گھڑا گیا ہوگا اُس خاص نظر سے موجودہ جینیوں کے درمیان مستثنیات ممکنًا موجود ہونگے ورنہ مکمل طور پر عملاً تمام فرقہ کو جینی ماننا بھی غلطی ہے۔

جینی ہونا کوئی مذاق یا دل لگی کی بات نہیں ہے۔ سچا جینی ہو کر دکھا دینا سخت مشکل کام ہے۔ یہ انسانی زندگی کی شاندار۔ مکمل۔ اور خوبصورت معراج ہے نفس پر قادر ہونا۔ دنیاوی بازیچی ہوس کو دل سے زائل کر دینا۔ اخلاق پاکیزگی۔ لطافت۔ اور روحانیت۔ کے نقطہ خیال سے اصلی انسانی کمال کی مجسم تصویر بن جانا۔ جینی ہونا ہے۔

جینی اس دنیا میں گزرے ہیں۔ دنیا نے ایسی پاک شخصیتوں کی زیارت کی ہے۔ ورنہ اس مخصوص نام کا وجود اور اس کا نشان و گمان تک نہ ہوتا۔

اور جن کے دلوں میں ایسے بزرگوں کی تعظیم کا مادہ موجود ہے۔ اور جو اُن کی پیروی کا کسی صورت میں دم مارتے ہیں۔ مقلد ہیں۔ یا اُن کے ارشاد کردہ طریقہ پر چلتے ہیں وہ جینی کہلانے کے دعویدار ہو سکتے ہیں۔

کون ایسا سمجھ بوجھ والا انسان ہوگا جو انضباطِ نفس کے اُصولوں کی مخالفت کرے گا۔ جو اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کا خواہشمند ہوگا۔ اور جس کی یہ خواہش نہ ہوگی کہ میں مکمل با اخلاق اور تہذیب کا آدمی بنوں۔ اگر ایسا کوئی شخص دنیا میں ہے تو وہ جینی نہیں ہے۔ لیکن یہ تمنا ہر ایک آدمی کے دل میں رہتی ہے کہ وہ انسانی تہذیب کا کمال اپنی ذات میں دکھلائے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو اس قسم کے ہر ایک شخص کو خواہ وہ کسی کُرہ۔ کسی ملک۔ اور کسی قوم۔ یا کسی انسانی گروہ سے تعلق رکھتا ہو۔ جینی کہا جا سکتا ہے۔ اور اس نظریے میں بھی اپنے آپکو جینی کہہ سکتا ہوں ”جینی“، سنسکرت مادہ ”جن“ سے نکلا ہے۔ جس کے لغوی معنے ہی فتح کرنے کے ہیں۔ اور فتح کرنے کا مقصد اپنے آپ کو قابو میں لانا ہے یہی اصلی سوراجیہ ہے۔

جینی کون تھے ؟

اصلی جینی وہ لوگ تھے جو دنیا میں قادر النفس ہو گزرے ہیں۔ جنہوں نے جسمانیت اور قلبیت پر فتح پائی۔ اور انسان کا وجودی اور نمودی جلوہ دکھا کر اپنے طرزِ عمل طرزِ مثال اور طرزِ کلام سے ہدایت کی کہ انسانی زندگی کا مقصد انسانی کمال حاصل کرنا ہے۔ اور انسانی کمال یہ ہے کہ اُسکے دل میں تمام موجودات کے لئے محبت کا عنصر موجود ہو۔ وہ تعصب۔ مغایرت۔ رقابت اور بغض و حسد کے کمینہ جذبات سے

زیر اثر نہ ہو۔ وہ سب کا ہو اور سب اُسکے ہوں۔ اُس کا دل ولگیر نہ ہو۔ محدود نہ ہو۔ بلکہ عالمگیر ہو۔ اور فاتح عالم ہو جسکی حکومت کی بنیاد تیغ و تبر کی خونریزی کی مدد سے قائم نہ کیجاوے۔ بلکہ اُس کا پایہ تخت ہر انسان کا دل ہو۔ اور وہ دلوں کو صرف اپنی محبت سے مسخر اور مفتوح کرے۔

یہ جین دہرم کا اُصول ہے۔ یہ اعلیٰ جینیوں کی پہلی تعلیم ہے۔ اور اس تعلیم یا تعلیمی ہدایت کا خلاصہ صرف ایک سنسکرت زبان کے مشہور جملہ "اہنسا پرمو دھرمہ" میں موجود ہے۔ یہ بنیادی اُصول ہے۔ جس پر اس دنیا کے قدیم قدرتی اور (اگر مجھے اپنے ذاتی خیال کے اظہار کی اجازت دیجائے) سادہ مذہب کی شاندار عمارت کی تعمیر ہوئی ہے۔

دل آزاری نہ کرنا ہی سب سے بڑا مذہب ہے۔ ہے اس دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ملیگا جو اس فطرتی اور اخلاقی اُصول کی تنسیخ۔ تردید۔ اور ابطال کا دعویدار ہو گا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ انسانی قالب میں آکر۔ انسانیت پاکر۔ اور انسانی عقل و تمیز سے فیضیاب ہو کر شاذ ہی کوئی انسان اِسکی تردید کا حوصلہ کرے گا۔ یا کر سکے گا! اہنسا انسانی اخلاق و تہذیب کے درخت کی جڑ ہے۔ اور باقی یا تو اُسکے شاخ۔ ٹہنیاں۔ تنہ۔ وغیرہ ہیں۔ یا پھل پھول اور بیج ہیں

جن باکمال مکمل آدمیوں نے اِس اہنسا کی اہمیت کی جانب انسان کو توجہ دلائی اُن کی تعداد جین دہرم کے مقدس نوشتوں میں چوبیس[1] مانی جاتی ہے یہ تعداد کس نظر سے ہے یا اِس خاص تعداد کے اندر کیا رمز ہے۔ اِس بارہ میں کوئی

---

[1] ویدانتیوں میں بھی زردشت تک ۲۴ ہی نبی ہوئے ہیں جن کے نام سے ۲۴ دسنتے صحیفے نازل ہوئے بتلائے جاتے ہیں۔

روشنی نہیں ڈال سکتا۔ ممکن ہے کہ جینیوں کی تعداد چوبیس ہی ہو۔ اور ممکن ہے کہ اُسکے اندر کوئی اور بات ہو جو عوام کو معلوم نہیں ہے۔ شبہہ ہوتا ہے کہ اِس تعداد میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ضرور رہی ہوگی۔ ورنہ ویدک دھرم پورانک شاخوں کے ماننے والے وشنو بھگوان کے دس اوتاروں میں اور چودہ اوتاروں کا اضافہ کرکے اُس تعداد کو چوبیس نہ بناتے۔ اور عین دھرم کے بعد اُس کا مقلد۔ پس آرویا مصلح (ریفارمر) بدھ مذہب بھی بدھوں کی تعداد چوبیس ہی نہ قائم کرتا۔ پورانک اور بودھوں دونوں نے اِس تعداد کی نظر سے جینیوں کی پیروی کی ہے۔ اِس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ اور اگر ایسا مان لیا جائے کہ پورانکوں۔ اور بودھوں۔ دونوں نے اپنے مذاہب کی بنیاد ڈالے ہیں۔ جینیوں ہی کے خیالات کی خوشہ چینی کی ہے اور اُنکے زیر بار احسان ہیں تو شاید غلط یا جھوٹ نہ ہوگا۔ کیونکہ جہانتک معلوم ہوتا ہے۔ یہ دونوں ہی دھرم جین مت کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔

جینی معلم چوبیس گذرے ہیں۔ اُنکو تیرتھنکر یا گورو کہتے ہیں۔ رشبھہ دیو اِن میں سے پہلے بزرگ تھے۔ اور مہاویر سوامی آخری تھے۔

رشبھہ دیو۔ ایک قدیم تواریخی نام ہے۔ جسکے تقدس کا سکہ ہندوں کے دلوں میں زمانہ سلف سے بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ یہ نام ویدک لٹریچر تک میں موجود ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسکی تقدیس کے زیر اثر آکر پورانکوں نے اِس بزرگ کو اپنے چوبیس اوتاروں کے اندر شامل کر لیا ہو۔ رشبھہ دیو کا شمول ہندوں کے اول قسم کے اوتاروں یا مکھیہ اوتاروں میں نہیں ہے۔ وہ انہیں

گون اوتار کہتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے مکھیہ اوتاروں میں بدھ اوتار کو نواں اور
آخری اوتار مانا گیا ہے۔ یہ بدھ جسے ہندو پورانک اوتار کا جامہ پہنا کر اُس کی
مذمت کرتے ہیں۔ کپل وستو کے بدھ بھگوان نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ اگر غور سے
اُنکے نوشتہ جات کا مطالعہ کیا جاوے تو جس شکل و صورت میں یہ بدھ ظاہر
کیا گیا ہے اُس سے ایک سوہیت ارہنتی کی تصویر خیالی نگاہ کے سامنے آجاتی ہے
اور کیا عجب اُنکی مراد مہاویر سوامی ہی سے رہی ہو۔ اگر یہ خیال سچا ہو تو اسکے
ماننے میں چنداں حرج نہیں ہے کہ ہندوؤں کے دسویں اوتار یہی مہاویر سوامی
ہیں۔ جو جینیوں کے آخری تیرتھنکر گذرے۔ تاہم یہ خیال پہلے کی طرح اب بھی
زیر بحث اور زیر تحقیقات چلا آتا ہے۔

جین دھرم دنیا کا بہت پرانا طریق ہے

آجکل کے جینیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ جین مت سب سے قدیم مذہب ہے اُنکی
قدامت پر تو کسیکو شک نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ ویدک دھرم سے بھی زیادہ
قدیم ہے یہ قابل تسلیم خیال نہیں معلوم ہوتا ✻ جین لفظ۔ پھر جین دھرم کے
یگیوں کے برخلاف مخالفانہ طرز عمل۔ لاینقطع ثبوت ہیں کہ قدیم آریہ ابتدا سے
یگیہ کرتے۔ اور یگیوں میں پشوؤں کے بلدان کرنے کے عادی تھے۔ یہ طریق کب
سے جاری ہوا۔ اور کس زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اس کو کون کہہ سکتا ہے! موجودہ

✻ اس مضمون کے صفحہ نمبر ۴۶ پر قابل مصنف نے خود رگ وید میں رشبھ دیو کا نام آنے سے جین
دھرم کو رگ وید سے یا ویدک دھرم سے قدیم تر تسلیم کیا ہے۔

جین دھرم اس طریق کے اصلاح کرنے کی کوشش ہے۔ اور سب سے پہلا شخص جس نے اس قربانی کے برخلاف مخالفانہ صدا بلند کی وہ رشبھ دیو جی تھے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ہم ہندوں کے درمیان روایتاً اور ضمناً یہ خیال برابر چلا آتا ہے کہ رشبھ دیو جی ”یگیہ پورش“ تھے۔ انہوں نے یگیہ کے اصول کو اپنی ذاتی قربانی سے پورا کر دیا۔ تاج و تخت چھوڑا۔ موجودات کی بہتری کے خیال سے فقیرانہ وضع کو شاہی تمکنت پر ترجیح دی۔ اور سب کے لئے آپ ہی بلدان ہو گئے۔ اور دنیا کو ہدایت کی کہ اب حیوانی قربانی یا اور قسم کی قربانی کا رواج بند کر دیا جائے۔ یگیہ پورش کا مطلب یہی ہے۔ قدیم آریوں نے اس نصیحت سے فائدہ اٹھایا یا نہیں؟ یا کہاں تک فائدہ اٹھایا۔ یہ دوسرا سوال ہے۔ لیکن اس زمانے سے پشو بدھ کی مخالفت کی ابتدا ہو گئی۔ اور اس کا سلسلہ اس وقت سے لیکر اب تک چلا آتا ہے اور اس نے ہندوؤں کے درمیان مذہبی کشمکش کی حالت پیدا کر دی جس کے نتائج کئی پہلو سے دلخراش اور کمزور کرنے والے ثابت ہوتے چلے آ رہے ہیں۔

جین دھرم اس نظر سے دنیا کا قدیم طریق ضرور ہے۔ لیکن غالباً وید کے مت سے پرانا نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ میرا خیال غلط ہو۔ ایسی حالت میں میں ہر وقت اسکی اصلاح کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ میں کم از کم رگ وید کو دنیا کی سب سے زیادہ قدیم کتاب تسلیم کرتا ہوں[عہ] اور دنیا کا کوئی طریق بھی اس سے زیادہ پرانی کتاب پیش نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا ہے۔ اس معاملہ میں جین دھرم بھی معذور ہے۔

عہ خود مصنف نے اسے دوسرے رسالہ میں بعد تحقیق مزید اسکی تردید کر دی ہے۔

جین دہرم شاہی مذہب ہے

رشبھ دیو سے پہلے دھرم کرم کے معاملات آجکل کے ہندو دھرم کی طرح برہمنوں* کے ہاتھ میں تھے۔ اُس وقت آجکل کی طرح براہمن دہرم یا "براہمنزم" کا اصطلاحی لفظ مستعمل نہیں تھا۔ کیونکہ اسکی ضرورت نہیں تھی "ورن آشرم" کی نہ صرف بنیاد پڑچکی تھی۔ بلکہ ہر ورن کے فرائض مخصوص ہوچکے تھے۔ کشتری کے ذمہ انتظامِ سلطنت تھا۔ براہمن دہرم کرم کے سرغنہ تھے۔ ویش تجارت اور مویشیوں کی پرداخت اور ترقی کے کام میں ممتاز تھے۔ شودر کلا کوشل تھیں انکے متعلق صنعت و حرفت اور اسی قسم کی دوسری ملکی اور قومی ضروریات تھے۔ جین مذہب کا لٹریچر اس ورن آشرم کی پابندی سے آزاد نہیں ہے۔ اور اب تک باوجود عالمگیر اخوت انسانی کے قائم ہونے کے بھی وہ ویدک دہرم کی اِس خصوصیت کو نہیں مٹ سکا۔ یہ کام اُسکی اصلاح شدہ شاخ بُدھ دہرم نے کیا میں بذات خاص بُدھ دھرم کو اس وقت تک جین دہرم کی شاخ مانتا رہوں گا جب تک اِس کے برخلاف کوئی زبردست ثبوت پیش نہ کیا جائے۔ اور آگے چلکر میں اِس پر کسی قدر تیز اور قابل اطمینان روشنی ڈالنے کی بھی کوشش کرونگا جس وقت رشبھ دیو جی نے یگیہ کے برخلاف اپنی صدا بلند کی۔ اُسی وقت

* دہرم کرم کی ضرورت اُس وقت ہوتی ہے جب کرم یگ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ بھوگ بھومی کی ریچھا میں کوئی دہرم یا مذہب عملاً موجود نہیں ہوتا۔ چونکہ جوگ بھومی کے بعد کرم یگ کے بین آغاز میں رشبھ دیو جی ہوئے جنہوں نے قدرتی مذہب کا پرچار کیا اور اُنہیں نے ورن قائم کیئے۔ برہمن ورن بھرت چکرورتی کے زمانہ میں قائم ہوا اسلیئے یہ خیال کہ رشبھ دیو جی سے پہلے دہرم کرم برہمنوں کے ہاتھ میں تھا بے ثبوت ہے

سے دنیا میں ایک شاہی مذہب کی بنیاد پڑی - اور برہمنوں کی مذہبی مدد کی محتاجگی
کی بنیاد ڈھانے کی ابتدا ہوئی - اِس میں کلام نہیں ہے کہ ابتدا میں راجہ ہی
ملک وقوم اور دھرم کا پیشوا رہا ہوگا - لیکن زمانہ نے رفتہ رفتہ دھرم اور دہارمک
کرم کی سرغنائی کی دستار برہمنوں کے سر باندھ دی - جیسا آجتک ہندوں کے
درمیان یہ خیال زور کے ساتھ موجود ہے -

رشبھ دیوجی - پہلے انسان تھے جنہوں نے براہمنی عظمت کو دھکہ پہنچایا -
اور عملاً مذہبی اور روحانی معلم کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا - اور اِس طرح
براہمن اور کشتریوں کے درمیان کشمکش کی حالت پیدا ہو گئی - یہ دنیا ایسی ہی ہے
جہاں غرض کا سوال پیدا ہو جاتا ہے وہاں کشمکش کا ہونا بھی لازمی ہے -

رشبھ دیوجی کی زندگی - پاکانہ - عارفانہ - اور بے غرضانہ تھی - یہ وہ تقدس
مآب بزرگ شخص تھا - جس نے ہندو تواریخ میں سب سے پہلے اپنی زندگی موجودات کی
اصلاح اور فلاح کے لئے وقف کر دی تھی - اِسی معراج میں وہ مرمٹا - اور عملی نظیر
دکھا گیا - کہ باکمال خواہ مکمل انسان کا خاصہ یہی ہے کہ وہ سب کا ہو اور اُسکی
زندگی سب کی زندگی کے لئے ہو - پاک دل انسانی گروہ نے اسکی ذاتی مثال
اور عملی علمی ہدایت سے فائدہ اُٹھایا - اُسکے زمرۂ معتقدین میں شامل ہوئے
اور جو ذاتی اغراض اور ذاتی مفاد کے زیر اثر تھے وہ اُس کے مخالف ہو گئے
تاہم شاہی طریق کی ابتدا ہو گئی - اور اگر ہم غلطی پر نہیں ہیں تو رشبھ دیوجی کے بعد
جتنے ترتھنکر جینیوں کے یہاں گذرے ہیں وہ سب کے سب بلا استثنا کشتری
ہی تھے - اور انکی روحانی تعلیم اس قسم کی لاثانی - بے نظیر - اور لطیف ہے کہ ابعد

زمانہ میں باوجود سخت مخالفت کے بھی اُس سے برہمنوں اور براہمن رشیوں کو
بھی روحانی خیالات مستعار لینے پڑے۔ اور اُنکی شاگردی اختیار کرنی پڑی۔

کشتری اور براہمن قوم کے درمیان جنگ و جدل

جس وقت کشتریوں نے روحانی معلموں کی حیثیت حاصل کر لی۔ برہمنوں کے
درمیان کھلبلی مچ گئی۔ اسے وہ اپنی میراث سمجھ چکے تھے۔ اب دو لوگ بھی دعویدار
ہوگئے۔ ایک طرف بے غرضانہ محبت تھی۔ دوسری جانب غرض کا سوال تھا۔ لڑائی
ہو پڑی۔ خونریزیاں ہوئیں۔ خون کی ندیاں بہیں۔ یہانتک کہ پرسرام جی کے زمانہ
میں اس نے نہایت ہولناک اور ہیبتناک صورت اختیار کی۔ کشتریوں کے سر
گاجر اور مولی کی طرح بے رحمی سے کاٹے گئے۔ اکیس مرتبہ ان کا قتل عام ہوا۔
مرے اور مارے گئے۔ مارنے والوں اور قتل کرنے والوں نے ارادہ کر لیا تھا
کہ کشتریوں کی نسل بیخ۔ کالعدم اور ہمیشہ کے لیئے نابود کر دی جائے اور اکیس
مرتبہ تلواروں کی جھاڑو سے کشتری کوڑا کرکٹ کی طرح سطح زمین سے صاف
کر دیئے گئے۔ لیکن انکے دلوں میں قاتلوں کے لئے بھی محبت تھی۔ محبت ان کا
اصل الاصول تھا۔ رشبھ دیوجی جیسے سچے انسانِ کامل نے اپنے آپ کو بلدان
کر کے انسانی دلوں میں عامۂ خلایق کی بہتری کا بیج بویا تھا۔ محبت میں پھر بھی
طاقت ہے۔ نفرت میں ضعف ہی۔ براہمنوں سے ملک کا انتظام نہ ہو سکا۔ کشتری
اپنی اصلی اور نسلی محبت کو دلوں میں لئے ہوئے غالب آئے اور پھر امن و امان کی
صورت پیدا کی۔ تالیف قلوب اِس شاہی نسل کا خاصہ ہے۔ درگزر کرنا شاہی حکمران
کی محبت کا لازمی عنصر ہے۔ پھر اپنی آبائی حیثیت حاصل کر لی۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا

کہ "کشاتر دھرم پرمو دھرمہ" (کشتریوں کا دھرم تمام دھرموں پر افضل ہے) اور وہ کشاتر دھرم ہے کیا؟۔ اہنسا پرمو دھرمہ" (دلآزاری نہ کرنا ہی پرم دھرم ہے) اور اس لیئے یہ اہنسا ہی پرم دھرم اور کشاتر دھرم ہے یہ اہنسا دھرم اور کشاتر دھرم ہم معنی اور مرادف ہوگئے اور اس لیئے اس نتیجہ پر لازمی طور پر پہنچنا پڑتا ہے کہ اہنسا دھرم ہی دنیا کا شاہی دھرم ہے جو اصلی کشتریوں سے مخصوص ہے۔
کشتری کشتریتی ہے۔ یہ فاتح عالم ہے اور دنیا کو وہ شخص فتح کر سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو فتح کرلیا ہے۔ اور یہ کشتری نسل کی خصوصیت میں داخل ہے

آگے دیکھو دوستو اس راجپوتی شان کو
مرتے مرتے مرگئے لیکن نہ چھوڑا آن کو

پورانوں نے اس براہمن اور کشتری کی لڑائی کو اور رنگت دینی چاہی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اور ہر پہلو سے ثابت ہوگیا کہ کشتری فاتح ہے اور جین دھرم کے نام میں اب تک اس "جن" لفظ کی اصلی مراد چھپی ہوئی ہے جس پر کمتر لوگ غور کرتے ہیں۔ جبتک کوئی جینی نہیں بنتا تب تک وہ نہ دنیا کو فتح کرسکتا ہے اور نہ نروان پدوی کو حاصل کر کے انسان کامل ہوسکتا ہے جو جین دھرم کی معراج ہے اور صرف جس کے لئے سوراجیہ کا لفظ صحیح معنے میں مستعمل ہوسکتا ہے۔ اسی نظریے میں نے اس دیباچہ کے افتتاحی سطروں میں عرض کیا ہے کہ "میں جینی نہیں ہوں"۔ اور جینیوں کے درمیان بھی مشکل سے کوئی اصلی جینی نکلے گا۔ میں ان الفاظ کے لئے اپنے جینی بھائیوں سے معافی چاہتا ہوں۔

مابعد کے کشتریوں کی روحانی تعلیم کا سلسلہ۔

سلطنت تو دوبارہ قائم ہو گئی۔ لیکن جین دہرم کی مخالفت کم نہیں ہوئی کشتری عالی دماغ تھے۔ اُن میں اعلیٰ درجے کی معاملہ فہمی کے سوا روحانیت میں بھی کمال تھا جو کبھی براہمنوں کے حصہ میں نہیں آیا تھا۔ اور کیا عجب کبھی بھی نہ آیا ہو کیونکہ نوشتہ جات سے اِس بات کا پتہ نہیں ملتا۔ اِس کے سوا کشتریوں کو ہمیشہ سے اِس بات کا بجا غرور اور ناز رہا ہے کہ روحانیت اُنکی میراث ہے۔ اور اس کا علم براہمنوں میں نہیں ہوا۔ اِس کے ثبوت سے خود اُپنشدوں کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ جنکو باوجود تعصب کے بھی یہ دور نہیں کر سکے۔

کشتریوں نے جین دہرم کو تو نظر انداز کر دیا۔ اور ویدک اصطلاحات کی تاویل روحانی نظر سے کرنا شروع کیا۔ اِس میں کامیابی ہوئی اور برہمن مذہب میں خاص قسم کی تبدیلی پیدا کر دی گئی۔ تعلیم اعلیٰ درجے کی تھی۔ اُس کی تہ میں اصلیت اور حقیقت تھی۔ جو جین دہرم کی خصوصیت ہے۔ اور یہ نئی تعلیم جو خاص قسم کے اضافہ کے ساتھ اسی جین دھرم سے اخذ کی گئی تھی۔ براہمن گرنتھوں میں بطور ضمیمہ کے شامل کر دی گئی اور اُس کا نام اُپنشد "راز باطن" "علم سینہ" یا سِر اکبر پڑ گیا۔

کشتری نہایت رازداری کے ساتھ یہ تعلیم دیتے تھے۔ سوائے لڑکے یا چیلے کے اور کسیکو بھی یہ راز نہیں بتایا جاتا تھا۔ براہمن کشتری اُسکے زیر اثر آ گئے دونوں قوموں کے لیے ایک عام مشترکہ طریق کی ایجاد ہوئی۔ براہمنوں نے اُسے آرنیہ کا مضمون بنا کر آرنیک بھاگ میں اسکو شامل کر لیا۔ اور باوجودیکہ یہ تعلیم بالکل آزادانہ اور جدا تھی تاہم اُسے ویدوں میں شمولیت کا حق دیا گیا۔ اور ایک طرح پر اُنکے ماتحت

بنا کرتا کیدی ہدایت کا اعلان کر دیا کہ جبتک کوئی وید جاننے والا نہ ہو اُسے اُپنشدوں
کے مطالعہ کا حق نہیں ہے۔ اس میں کچھ تحریف۔ تبدل اور تغیر سے بھی کام لیا گیا۔
اور ان کی تصنیف کا سہرا خاص خاص براہمن رشی کے سر باندھا گیا۔

کشتری کو مطلب سے مطلب تھا۔ وہ امن و امان کے خواہشمند اور درگذر
کے عادی تھے تاہم ہم اُپنشدوں کی تعلیم سے بہ آسانی پتہ پا سکتے ہیں کہ اُنکے
اندر کس قسم کا کرم کانڈ ہے

یا گیہ ولکیہ رشی۔ ورہد آرنیک اُپنشد ۳۔ ۹۔ ۲۱ میں کیا کہتے ہیں۔

"یہ یگیہ کیا ہے؟ اے خونخوار حیوانو!"

دوسرے موقعہ کو ملاحظہ کرو۔ (ورہد آرنیک ۔ ۱۔ ۴۔ ۱۰)

"وہ جو دوسرے دیوتا کو (آتما کے سوا) پوجتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اور ہوں اور یہ
اور ہے وہ اگیانی ہے اور دیوتاؤں کا گھریلو کُتا ہے۔ آدمیوں کے لئے کُتے کار آمد ہوتے
ہیں ایسے آدمی دیوتاؤں کے لئے کار آمد ہیں۔ اگر ایک کُتا چوری جاتا ہے تو کیسا رنج
ہوتا ہے۔ کئی چرائے جائیں گے تو کتنا رنج ہوگا۔"

ورہد آرنیک ۳۔ ۹۔ ۲۱ کو دیکھو۔

"ان یگیوں میں یم (موت کا دیوتا) رہتا ہے۔ لیکن ان میں دکشنا جو ملتی ہے"
وغیرہ۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

اُپنشدوں کا تعلق کشتریوں سے ہے۔

چھاندوگیہ اُپنشد ۔ ۵۔ ۱۱۔ ۴۔ ۲۔ میں پانچ عالم براہمن اُدالک اروُنی کے پاس
تعلیم پانے جاتے ہیں وہ انہیں نہیں بتا سکتا۔ تب یہ اسوپتی راجہ کی شاگردی

اختیار کرتے ہیں۔

وربد آرنیاک اُپنشد ۲-۱-(اور کوشتکی براہمن ۴-۴) گارگیہ بلاکی راجہ اجات شترو کاشی کے حکمران کو غلط صراحت کرتا ہے۔ اور آخر میں راجہ سے خود نادان کی طرح حیثیت شاگرد سوال کرتا ہے۔ راجہ کہتا ہے۔ "یہ اُلٹی بات ہو کہ براہمن کشتری کا شاگرد ہو۔ خیر! اب میں تجھے تعلیم دیتا ہوں"۔

چھاندوگیہ اُپنشد ۱-۸-۹ میں راجہ پرواہن جیوالی کے تذکرے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ راجہ پرواہن جیوالی کہتا ہے:۔ "اے گوتم اسکو اقرار ہے کہ ابتک اس اصول کی براہمنوں کے درمیان اشاعت نہیں ہوئی۔ اس لئے تمام لوگوں (ملکوں) کی سلطنت کشتریوں ہی کے ہاتھوں میں رہی ہے"۔

اس قسم کی مثالیں اور بھی ہیں۔

ان سب سے ظاہر ہے کہ گیان کانڈ اور اُپنشدوں کے راز باطن کی میراث کشتریوں کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ بعد کو ان کا شمول براہمن شاکھاؤں میں کر لیا گیا۔

جین دھرم شاہی طریق ہے۔ اُسکے اندر بھی اسی مکمل انسانی فضیلت کے کمال کی پرستش کا اہتمام ہے جو اصلی روحانیت کی جڑ ہے۔

جین دھرم کی اُپنشدوں سے باتعلقی اور بے تعلقی

جین دھرم کا براہِ راست اُپنشدوں سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ اور نہ ان میں اس دھرم کا کوئی تذکرہ ہی ہے۔ لوگ اس سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ یا تو اُس وقت جین دھرم اپنی موجودہ صورت میں کافی طور پر نشو و نما یافتہ نہیں تھا کہ جسکی اہمیت

دل نشین ہو چکی ہو گی۔ و یا دیدہ و دانستہ اُس کے تذکرہ کرنے سے اجتناب کیا گیا ہو گا۔ وہ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ لیکن اگر اپنشدوں کی تعلیم پر غائر نظر ڈالی جائے تو اُسکے اندر جین دھرم کے بیج کا پتہ لگے گا۔

خیالات کے نقطۂ نگاہ سے ایک طرف تو اپنشدوں کی تعلیم نے نشو و نما پا کر ادویت (وحدانیت) کی صورت اختیار کر لی۔ دوسری جانب اُس نے ابتداً دویت (دوئی) کا سے دو پہلو اختیار کر کے اُن میں سے صرف انسانی معراج کو اپنا مرکز بنایا۔ جس کی کامل صورت جین مت کا فلسفہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی کو نہ یہ کہنے کی جرأت ہوتی ہے کہ جین دھرم نے اپنشدوں سے اپنے خیالات مستعار لیے۔ اور نہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اُس کا اِن سے کوئی تعلق ہے۔ بلکہ وہ فلسفہ کی ایک جداگانہ شاخ معلوم ہوتی ہے۔

یہ فلسفہ کا مضمون ہے فلسفہ پسند طبیعتیں کمتر ہوتی ہیں اور تاوقتیکہ کوئی شخص سچا طالب علم یا محقق بن کر دونوں کا مطالعہ گہری نظر سے نہ کرے گا۔ تب تک وہ میرے کلام سمجھنے پر بھی قادر نہ ہو سکے گا۔

مثال کے طور پر میں اس موقعہ پر صرف دو ایک باتیں نظر کے سامنے لاتا ہوں جن سے کسی حد تک میرے خیال کی وضاحت ہو جائے گی۔

ویدانت ابتدا سے کہتا ہے کہ شے ایک ہے جس سے یہ سب ظاہر ہوا ہے۔ اور جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ اُس ایک شے کا ظہور ہے۔ اُس میں مایا وادی خواہ مخواہ شوق کے داخل کر دینے سے اکثر ویدانت کے سمجھنے میں سخت دقت حائل ہو جاتی ہے۔ ورنہ پھر بھی ادویت وادی نظر سے اپنشدوں کی تعلیم اسقدر مشکل نہیں ہے۔

برعکس اسکے جین دھرم شروع ہی سے یہ اعلان کرتا ہے کہ دو باہم گر مختلف چیزیں ہیں۔ جو دائمی ہیں۔ انکو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ قدامت میں ساتھ ساتھ موجود ہیں اور وہ انہیں جیو اور اجیو کا نام دیتا ہے۔ جن کو۔ جڑ۔ چیتن۔ یا روح اور مادّہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ خیال غالباً ویدوں میں نہیں ہے۔ وہ صرف ایک واحد شئے کو ہستی مطلق اور ذات مطلق تسلیم کرتا ہوا تمام موجودات کو وہی ایک قرار دیتا ہے اور باوجودیکہ اپنشدوں میں سمجھانے بجھانے کی نظر سے دویت اور ادویت دونوں پہلو وقتاً فوقتاً اختیار کئے گئے ہیں۔ لیکن خیال کا معراجی یا انتہائی پہلو ہمیشہ بلا استثنار احدیت خواہ ادویت وادہی کی جانب ہے۔

یہ ویدانت اور جین دھرم کے درمیان بدیہی اور صریحی فرق ہے وہ ویدانت کے ادویت واد کا حامی نہیں ہے۔ بلکہ سانکھیہ مت کے دویت واد سے زیادہ مشابہ ہے۔

لیکن یہ کہنا کہ جین دھرم کے دویت واد کا نقطہ نگاہ بطور بیج کے اپنشدیا ویدوں میں نہیں ہے ایک قسم کی صریحی غلطی ہوگی۔ اسکی وضاحت ہم ایک برہمہ لفظ کے مثال سے کرتے ہیں۔ جس کے لغوی معنی کے اندر جین دھرم کے جیو اور اجیو کا مسئلہ عجیب طور سے مخفی اور ظاہر ہے۔

برہمہ لفظ دو مختلف مادّہ۔ ورِدھ اور منن سے بنا ہے ان میں سے ورِدھ اجیو اور منن جیو ہے۔ جس میں یہ دونوں مل کر رہتے ہیں وہ برہمہ ہے۔ خواہ جس میں یہ ہر دو ورِدھ اور منن ہوں وہ برہمہ ہے۔ یہ صراحت اسقدر صاف او

واضح ہے کہ اسکے سمجھنے اور سمجھانے میں ذرا بھی دقت نہیں محسوس ہوتی۔ بشرطیکہ سمجھنے والے انسان کا خیال لغوی معنی و مراد کی جانب ہو۔

ویدانتی خود تمام بحث و مباحثوں کے بعد اس آخری نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جو جگت ہے وہی برہمہ ہے اور جگت برہمہ سے نیارا ہے۔

تاہم جین مت اور ویدانت کے اُصول میں دویت اور ادویت کا فرق ہے اور دونوں فلسفے متماثل یا موافق نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف اور جُدا ہیں۔

ویدانت برہمہ کو معراج مان کر جیو اور برہمہ کی اکتیا کی منادی کرتا ہے اور جین دھرم جگت کو جیوا ور اجیو دونوں سے بھرا ہوا مان کر انسان کامل کی ذات میں ایشور کی معراج کا متلاشی ہو کر اُس میں اُسے حاصل کرتا ہے۔

ممکن ہے کہ میرے الفاظ واضح نہ ہوں۔ اور وہ غلط فہمی پھیلائیں۔ اس لئے دوبارہ صاف لفظوں میں پھر اُسی خیال کا مختلف صورت میں اظہار کرتا ہوں۔ ویدانت کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ ایشور کے معاملہ میں اُس کے خیالات عام آدمیوں کی سمجھ کے لئے ذرا مشکل۔ پیچیدہ اور بحث طلب ہیں۔ یوں کہیئے کہ

ایک ہندو ایشور کو خالق۔ دائم۔ قائم۔ ازلی۔ ابدی۔ سب کچھ مانتا ہے اور اُسے بغیر سمجھے بوجھے۔ یا سمجھائے بجھائے۔ اپنی پرستش اور عبادت کی فرضی یا خیالی معراج قرار دیتا ہے۔ اور

ایک جینی۔ ایشور کو ان لفظوں یا ان الفاظ میں نہیں مانتا۔ وہ صاف لفظوں میں ایسے فرضی۔ خیالی۔ وہمی۔ ایشور کی ہستی سے منکر ہو کر تکمیل

ظہور میں ایشور کو مان کر اسی کو اپنی تقلید اور پرستش کا مقصد تسلیم کرتا ہے۔

ایشور کو تو دونوں ہی مانتے ہیں۔ لیکن ماننے میں فرق ہے

ایک کا ایشور آفریدگارِ عالم ہے۔

دوسرے کا ایشور آفریدگار نہیں ہے بلکہ انسان ہی مکمل ہو کر

ایشور کے درجہ کو پہنچتا ہے۔

یہ دونوں کی سمجھ کے درمیان فرق ہے۔ ان میں سے کون صحیح ہے اور کون غلط ہے اس کا فیصلہ شاید کوئی بہتر شخص کر سکے گا جو دونوں عقائد سے اونچا ہو۔ اور انصاف پسند طبیعت رکھتا ہو۔

کم از کم اسقدر خیال یا خیالی فیصلہ ہر معمولی سمجھ دار انسان اگر چاہے تو دے سکتا ہے کہ ایک نے محض سُنے سنائے اعتقاد کی بنا پر ایشور کی ہستی کو اپنے دل میں فرض کر لیا ہے اور دوسرا سمجھ بوجھ کر صرف انسان کامل کی معراجی حقیقت کو ایشور تسلیم کیا ہوا ہے۔

جین دھرم نرالا طریق ہے

ایک طرف دنیا کے تمام مذاہب ہیں جو پڑھے پڑھائے یا سُنے سنائے ایشور کو مان رہے ہیں۔ دوسری طرف ایک اکیلا جین دھرم ہے۔ جو سوچے سوچائے اور سمجھے سمجھائے ایشور کی ہستی کا قائل ہے۔ اس نظر سے یہ نرالا طریق کہا جا سکتا ہے اور حقیقت میں نرالا ہے۔ کیونکہ ظاہرا اس خاص نقطہ نگاہ سے اُسکی حیثیت اور سمجھ بوجھ کا اور کوئی مذہب دنیا میں نظر نہیں آتا۔ بالفرض اگر کوئی ہے تو مجھے کم از کم اُس کا علم نہیں ہے۔

جین دھرم کا یہ نرالا پن کم از کم ہر دیندار کی توجہ کا مستحق ہے۔ لیکن جس ملک میں اُس کا ظہور ہوا وہاں ہی نرالا پن اُسکی سخت مخالفت۔ مزاحمت اور رقابت کا باعث ہوا۔ اور اسکے سلسلہ میں اس قسم کے مظالم ظہور میں آئے کہ جن کے حالات سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ نہ صرف فسادی دنیا میں بلکہ مذہبی دنیا میں بھی ظالمانہ۔ سفاکانہ۔ بیرحمانہ۔ اور ناپاکانہ واقعات ہیں۔

میں بحیثیت ہندو دھرم کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ ہندوؤں نے جین دھرم ماننے والوں کے ساتھ ایسا کمینہ اور ذلیل برتاؤ کیا ہے جو شاید کسی وحشی سے وحشی انسان نے دوسرے وحشی انسان کے ساتھ کبھی نہ کیا ہوگا۔

اور کس بات پر ؟

ظاہرا صرف دو ہی باتیں ہیں۔

اوّل۔ یگیہ میں جانوروں کی قربانی نہ کی جائے۔ بلکہ رحم کے اصول کی پابندی ہو۔ دوسرے۔ ایشور کو سمجھ بوجھ کر مانا جائے۔ وہ حیوانوں کے خون کا پیاسا نہیں ہے۔ مخالف فریق انہیں دونوں باتوں کی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ اگر وہ پہلے حیوانوں کو ہی ایشور کے نام یگیہ کی ویدیوں میں قتل کر کے اُنکے بھُنے ہوئے گوشت پوست کو چٹ کرنے کا عادی تھا۔ تو اب اِسنے زبردستی بے انصافی کے جذبہ کے زیر اثر اپنے ہمدرد۔ اہنسک۔ معصوم اور بے خطا بھائیوں کو بھی تیل کے کھولتے ہوئے کڑاہیوں میں ڈال ڈال کر بھسم کر دیا۔ ہندو! سوچو کیا یہ انصافانہ کارروائی تھی!

اور یہ کیوں ہوا ؟ اِس ایک سوال کے جواب میں جین دھرم کی

وجودی اور نمودی ہستی کا پتہ لگے گا اور اسکی اصلی حیثیت قائم کرنے میں مدد ملے گی کمتر آدمیوں نے ادھر توجہ کی ہے۔

جین دھرم نرگرنتھ ہے

جینیوں نے سمجھانا بجھانا چاہا۔ آخر اس بے رحمی کا کوئی سبب بھی تو ہونا چاہیئے ؟ سبب کوئی نہیں۔ دلیل کوئی نہیں۔ نہ جواب تھا۔ وید مقدس کہاں تک اِس پشو بدھ (قتل بہائم) کی مذہبی ہدایت کرتے ہیں یہ ایسا مضمون ہے جس پر اس وقت بحث نہیں کی جاسکتی۔ ورنہ مضمون طول طویل ہوجائے گا۔

اُپنشدوں کے رشیوں نے یگیوں کی روحانی تاویل اور طریقوں پر عمل کرکے اِس مذموم رواج کے انسداد کی کوشش کی لیکن عوام کی نہ تو ادھر توجہ ہوسکتی تھی اور نہ ہی روحانی خیالات کے قبول کرنے کے لئے تمام قوم تیار ہوسکتی تھی۔ وہ تعلیم ہمیشہ سے علم سینہ کی حیثیت میں چلی آتی تھی۔ زیادہ تر وہ عقیل کشتریوں ہی سے مخصوص تھی۔ صرف ایسے براہمنوں کو ابتدا میں اُس سے مستفید ہونے کا موقعہ دیا جاتا تھا جو شاگردوں کی حیثیت میں ان کشتریوں کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور وہ تالیف قلوب کا اوزار بناکر براہمن اور کشتریوں کی خانہ جنگی کے دبانے کے مددگار بنائے جاتے تھے۔

سوامی شنکراچاریہ جیسے جید عالی دماغ فلاسفر تک نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اُپنشدوں کی روحانی تعلیم کشتریوں ہی کی میراث ہے۔

اُپنشدوں کی تعلیم محدودیت کی وجہ سے کارگر نہیں ہوئی۔ دانشمند براہمن اور عقیل کشتریوں نے مل ملاکر خانہ جنگی کی بھڑکتی ہوئی آگ کو کسی نہ کسی طرح

دیا تو دیا۔ لیکن یگیوں میں جانوروں کے ذبح یا بلیدان کرنے کے رواج کو نہ روک سکے۔ معصوم اور ہمدرد جینی آچاریہ اپنی کوشش کے موافق اسکی بیخ کنی میں لگے رہے۔

اُن کو یہ جواب دیا جاتا تھا کہ ہم اہل کتاب ہیں۔ وید ہمارے آسمانی صحیفے ہیں اُنکے زیر حکم ہم پشو بدھ کرتے ہیں۔ تم جینی کیا ہو؟ تم غیر اہل کتاب ہو۔ نرگرنتھ ہو اور اُس وقت سے جینیوں کا نام ہی نرگرنتھ ہو گیا۔ اور جینیوں نے اِس مضحکانہ نام کو اُسی طرح اپنے لئے موزوں سمجھ لیا جس طرح آجکل کے ہندو غیر قوموں کے کہنے پر اپنے آپ کو ہندو کہنے کے عادی ہیں۔

ممکن ہے نرگرنتھ کی اس وجہ تسمیہ کو جاینی صحیح نہ تسلیم کریں۔ وہ مجھ سے سند یا حوالہ مانگیں۔ جیسے ہندو لفظ کی وجہ تسمیہ کا کوئی پتہ نہیں دے سکتا ویسے ہی یہ لفظ بھی استعمال ہوتا چلا آتا ہے اور یہ اُس زمانہ میں ایسا کثیر الاستعمال ہو گیا تھا کہ بُدھ بھگوان اور اُنکے پیرو جینیوں کو اسی نام سے موسوم مخاطب اور مشہور کرنے کے عادی تھے اور اسی ایک لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ جینی بودھوں کے پیش رو ہیں اور اُن سے قدیم ہیں۔

پس ہندو اہل کتاب اور گرنتھ والے ہوئے۔

جینی غیر اہل کتاب اور نرگرنتھ والے ٹھہرائے گئے۔

دنیا میں اہل کتاب یا اہل صحیفہ ہونے اور کہلانے کا واقعہ غالباً اسی وقت سے ظہور میں آیا۔ کیونکہ وید مقدس سب سے زیادہ قدیم کتاب ہے۔ یہ دعویٰ ممکناً سب سے پہلے ہم ہندوں کو ہی ہوا ہوگا۔ اب تو موسائی۔ عیسائی۔ مسلمان وغیرہ

بھی اہل کتاب کہلانے کے دعویدار ہیں۔ پارسی بھی اِسی قسم کے اہل کتاب ہیں۔ اُنکی کتاب ژند و اوستا ہے جو چند نسخوں میں منقسم ہے۔ اور قریب قریب اُسکے دیوتا وہی ہیں جو ویدوں کے ہیں۔ الفاظ بھی قریب قریب سنسکرت ہیں۔ جیسے متر۔ اریہ مان۔ ورن۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی ہندوؤں کی طرح یگیہ یا یجن کرنے کے عادی تھے۔ جس کے لئے اُنکی مستعملہ اصطلاح جشن ہے جو یدن یا یجن کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ یہ اپنے یگیوں میں پشو بدھ کرتے تھے یا نہیں؟ مَیں نے اِس پر اب تک غور نہیں کیا نہ تحقیقات کی۔ گو پارسی بھی عام طور پر ہندوؤں کی طرح گوشت خوار چلے آتے ہیں۔

نرگرنتھ کا ترجمہ آزاد بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ (نہیں) اور گرنتھ (گرہ یا بندھن) لیکن میرے خیال میں اِس نظر سے جینی نرگرنتھ نہیں کہلاتے۔ بلکہ غیر اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اُنکا یہ نام رکھا گیا۔

جینی عقیل اور عاقل انسانوں کا گروہ تھا جو انسانی تجربات اور مشاہدات سے کام لیتے ہوئے اُسی کے کاربند تھے۔

ہندو لکیر کے فقیر۔ بوجھ والے تھے۔ لیکن حوالہ پسند۔ سند کے پابند اور پرمان بدھ تھے اور اُنکا پرمان وید تھا۔

یہ دونوں گروہوں کی امتیازی حیثیت تھی۔

ایک گرنتھ والا تھا۔

دوسرا۔ نرگرنتھ تھا۔

جین ناستک مشہور ہوگئے
جینیوں نے مابعد زمانہ میں اپنی کتابیں خود تصنیف کیں۔ اور اُنکی توجہ کا رُخ
اِس طرف پھرا۔ یہ شوق اُنھیں کب سے ہوا؟ یہ تواریخی مضمون بحث طلب
اور تحقیقات طلب ہے اور اس موقعہ پر میرا نفس مضمون یہ نہیں ہے۔ تاہم
اس قدر کہنا خلاف موقع نہ سمجھا جائیگا کہ ان کتابوں کی تصنیف اور تالیف
کا زمانہ بعد میں آتا ہے جینیوں کا علم وسیع ہے۔ اکثر اُنکی کتابیں قدامت
والی ہیں صرف تقلیدی ہی نہیں ہیں۔ اُنکی اصلی دھرم پستکیں پراکرت
زبان میں پائی جاتی ہیں جو بہار (بہار) میں بولی جاتی تھی۔ اِس کا نام آرش۔ یا
اردھ ماگدھی ہے۔ ڈگمبر اور سویت امبر۔ دونوں فرقوں نے بعد میں کتابیں تصنیف
کیں۔ ان میں اتہاس پوران۔ رامائن۔ مہابھارت۔ ویاکرن وغیرہ
سبھی موجود ہیں۔ بعد کو سنسکرت زبان کی طرف میلان ہوا۔ اُس میں
بھی بیشمار کتابیں ہیں۔ نظم و نثر کی رعایت کا بھی لحاظ رکھا گیا۔ اور جہانتک
مجھے اپنا ذاتی علم ہے۔ مارواڑی۔ گجراتی۔ اور تامل وغیرہ زبانوں میں بھی
جینی تصانیف کم نہیں ہیں۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پورانی ہیں۔ اور اگر
وہ قدیم ہیں تو اُنکی قدامت ہندوں کے سنسکرت لٹریچر کی نظر سے بھی نئی ہی کہی
جاویگی۔ کیا ہوا اگر وہ ہزار ڈیڑھ ہزار برس کی عمر کی ہوئیں۔
تاہم علمی نقطہ نگاہ سے جینیوں نے ملک کی بڑی خدمت انجام دی۔ اور
ہندوؤں کی آنیوالی نسل اُن میں بہت کچھ معلومات کا سامان تلاش کرکے قومی
تواریخ کی زنجیر کی گم شدہ کڑیاں اکھٹا کرنے میں کامیاب ہوگی۔

الغرض علمی میدان میں آکر جینی بھی گرنتھ کہلاتے ہوئے گرنتھ والے بنے اور وسیع ادبی سلسلہ قائم کیا۔ یہانتک کہ میں نے اپنے دوران تحقیقات میں ہوشنگ آباد وغیرہ کے اطراف میں ایسے جین مندر دیکھے ہیں کہ جن میں کسی ترتھنکر کی مورتیاں نہیں تھیں۔ وہاں صرف کتابیں اُسی صورت میں بندھی ہوئی رکھی نظر آئیں۔ جیساکہ سکھوں کے دربار میں گرنتھ صاحب کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس گروہ کو بت پرستی سے عار ہے۔ وہ صرف گرنتھ کی عزت کا لحاظ رکھتا ہے۔ غالباً جینیوں کے درمیان یہ نئی شق ہوگی۔ کیونکہ جہانتک دیکھا جاتا ہے دگمبر۔ اور سوتیامبر فرقوں کے سوا مختلف ممالک میں جینیوں کے درمیان اور بھی کئی نئے فرقے پیدا ہوگئے ہیں جنھیں عام آدمی نہیں جانتے۔

جب جینیوں نے علمی میدان میں آکر قدم جمایا۔ اپنے لئے ایک اور نئی دقت جس سے کشمکش میں اضافہ ہوگیا یہ پیدا کی کہ وہ ہندوؤں کی طرح اپنے کتابوں کے حوالے پیش کرنے کے عادی ہوگئے۔

اُس وقت ہندوؤں نے اُنکے بدنام کرنے کی دوسری تدبیر سوچی۔ اور وہ یہ تھی کہ چونکہ یہ ویدوں کی ننداکرتے ہیں اس لئے ناستک ہیں۔

"ناستک" کے اصلی معنے آستکتا یا حقیقت سے انکار کرنا ہے۔ جینی سچے معنے میں سچے حقیقت پرست اور حقیقت کے اقرار کرنے والے ہیں۔ وہ فرضی یا وہمی ایشور کو نہیں مانتے۔ ایشور کے نہ ماننے والے دنیا میں عام طور پر ناستک

لمی۔ یا دہریئے کہلاتے ہیں۔ جینی ایشور کو تو مانتے ہیں۔ لیکن ایشور کے
ماننے میں اُنکی اپنی سمجھ اوروں کے برخلاف ہے۔ اس پر بھی اُنھیں ناستک
کہا جا سکتا ہے۔ لیکن مزے کی بات یہ ہوئی کہ خود ہندوؤں کے درمیان ایسے
لوگ پیدا ہو گئے جو ہمی یا فرضی ایشور کے ماننے سے منکر بن بیٹھے۔ ان میں سے
اس قسم کا ایشور نہ ماننے والے مہرشی کپل جیسے بزرگ ہیں۔ جو ہندو فلسفہ کے
بانی مبانی اور جدامجد کہلاتے ہیں۔ وہ صاف لفظوں میں بلا رو و رعایت اعلان
کرتے ہیں ’’ایشوراسدھ ہے‘‘ (ایشور سدھ نہیں ہوتا) لیکن کپل جی میں
ایک بات تھی۔ وہ ویدوں کی تو تعظیم کرتے تھے۔ کس طرح تعظیم کرتے تھے یہ
دوسرا سوال ہے۔ وید مقدس کی تعظیم تو میں بھی کرتا ہوں۔ اور سبھی کرتے ہیں۔
اور جینی کوئی مخالف تو نہیں ہیں بلکہ اُنھیں ہنسا کے برخلاف شکایت ہے۔ وہ
ہنسا کی نندا کرتے ہیں۔

اس نندا کی وجہ سے ہندوں کو اُنکے بدنام کرنے کی اور تدبیر ہاتھ آئی
ایشور کو تو اُنھوں نے ایک طرف کیا۔ کیونکہ کئی ہندو فلسفے عوام کے نقطۂ نگاہ
سے ایشور کے معاملہ میں مختلف الرائے ہو گئے۔ اس لئے ’’ناستکو وید
نندکہ‘‘ (جو وید کی نندا کرے وہ ناستک ہے) اور ان غریبوں کے ستانے
بدنام کرنے اور اُن کے تنگ کرنے کا یہ نیا اوزار گھڑا گیا۔ جو یقینی کامیابی کے
لئے بے خطا ثابت ہوا۔ عوام کو ورغلایا او ربہکایا گیا۔ اور اُس کا نتیجہ اس قدر
دلخراش ثابت ہوا کہ جس کے لئے آجتک شرم و حجاب سے ہندوں کو سر اٹھانے
کا موقعہ ہاتھ نہیں آتا۔

ہندو۔ ویدوں کا پرمان دینے لگے۔

جینی اپنے گرنتھوں کے حوالے سُنانے لگے۔

وہ اپنی بات کہتے تھے۔ یہ اپنی سُناتے تھے۔ جب سند اور حوالہ جات کی ٹھہری تو کوئی کیوں نہ اپنی کتاب کے فرمان یا پرمان پیش کرے۔ دوسروں کی کتاب پر کیوں سر تعظیم کا جھکایا جاوے!

شاستر ارتھ ہوئے۔ بحث مباحثہ کی نوبت آئی۔ مناظرہ اور مجادلہ کی ٹھہری۔ اب دونوں پہلوان اہل کتاب ہو گئے تھے۔ کتابوں کی لڑائی ہونے لگی۔ جوگی جوگی کھپروں سے لڑے۔ اگر کھپروں ہی تک کی لڑائی ہوتی تب بھی غنیمت تھا! اس کتابی جنگ کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کا پتہ نہیں۔ کون ہارا اور کون جیتا! کوئی کیا کہہ سکتا ہے! ہاں نتیجہ نکالنے والے اپنا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ جینی شاستر ارتھ کرنے والے بالعموم بے خوف اور معصوم ہستی ہوا کرتے تھے۔ جو انضباطِ نفس کی مجسم تصویر بنے ہوئے سامنے آتے تھے۔ دوسرا مخالف گروہ انکے برعکس تھا۔ وہ رقابت اور حسد کی آگ سے مشتعل رہتا تھا۔ جب اس کا کوئی داؤ پیچ نہ چلا۔ کھسیانا ہو گیا۔ تو سب کی زبان سے متفقہ فتویٰ بر آمد ہوا کہ "ان کو کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں ڈال کر جلا دو۔ انکی تمام کتابیں چھین کر دریا میں غرق کر دو"

بھائی! اس وحشیانہ فتوے کی ضرورت کب تھی! شاستر ارتھ کا مقصد تو سچائی کا اظہار ہونا چاہیئے تھا۔ تم اپنی کہو۔ دوسرے کی سنو۔ کہہ سن کر عقل سے کام لو۔ اور اسی کے موافق فیصلہ نافذ کرو۔ یہ نہیں ہوا۔ اودھم مچانے کی

سوجھی۔ اور ہندوستان میں پھر دوبارہ دوسری صورت میں اُسی قسم کے محاربات پیش آئے جو زمانے نے پرسرام جی مہاراج کے عہد میں دیکھا تھا۔ صورتیں جداگانہ تھیں۔ یہاں ایک طرف نہتے بےکس بےبس اور معصوم جینی تھے۔ دوسری طرف تمام ظلم وستم کے اوزاروں سے مسلح مخالف گروہ تھا۔ اگر لڑائی ہوتی تو پہلے جیسی لڑائی ہوتی جس میں براہمن اور کشتری دونوں خم ٹھوک کر مقابلے پر تُلے بیٹھے تھے۔ اور یہاں تو لفس کُش۔ فنافی الحقیقت گروہ سچائی کی شہادت دینے کے لئے آیا تھا۔ اُسے مارا تو کیا مارا! اور مار کر کیا کیا!

کسی مُردے کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا

جو آپی مر گیا ہو اُس کو دھر مارا تو کیا مارا ذوقؔ

مُلک کے اِس سرے سے اُس سرے تک بے تمیزی کا آتشکدہ مشتعل ہو گیا یہ سُنا کرتے تھے کہ اکثر لوگ دشمنوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ یہاں نئی اُپج کی سُوجھی۔ معصوم۔ انسانی ہمدرد۔ تمام موجودات کی محبت کا دم بھرنے والے انسان زندہ درآتش کر کے خشک ایندھن کی طرح سوخت کر دیئے گئے۔ یہ بھی کوئی دھرم ہے! کیا یہ ایشور کا آئین ہے! کیا یہ انسانیت ہے! ہندو آج بڑے سیدھے سادے بنتے ہیں! کیا یہ مظالم کے کارنامے اُنکو یاد نہیں ہیں! غیر قومیں غیر قوموں کو ہلاک کرتی ہیں۔ ہندو ہندو کے خون کا پیاسا ہوتا ہے! اُدھر اکیس مرتبہ کشتریوں کا بےرحمانہ قتل عام ہوا کشتری نسل کی بیخ کنی ہو گئی۔ ادھر عام طور پر وہی برتاؤ جینیوں کے ساتھ ہوا جو معصوم محض تھے۔

شرم ! شرم !! شرم !!!
چھی ! چھی !! چھی !!!

ظلم کی حد ہوگئی۔ تیمور لنگ اور نادر شاہ کے قتلِ عام کی ان واقعات کے سامنے کیا حقیقت ہے ! جینی بے رحمی سے مارے گئے۔ یہی سلوک بودھوں کے ساتھ ہوا۔ بودھ یا تو غائب ہوئے یا اُنہوں نے تبت کے پہاڑوں کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔

جس قدر چاہو ان ناپاک، مفسدانہ۔ اور ظالمانہ کارروائیوں پر خاک ڈالو یہ اب تک ہندوں کے درمیان موجود ہیں۔ اور آج جب ہندوں پر کوئی غیر قوم بیجا ظلم کرنے لگتی ہے تو رہ رہ کر یہ باتیں یاد آتی ہیں کہ ہندوؤں کی ناعاقبت اندیش قوم نے خود اپنے معصوم بھائیوں پر اس سے زیادہ سختیاں کی ہیں۔! اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہندو نسل کی یہ درگت ہو رہی ہے۔

افسوس !

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند
سعدی از دستِ خویشتن فریاد

اور یہی سبب ہے کہ باہمی مخالفت کے نتیجہ کے طور پر ہر قسم کی آسمانی بلائیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور اب بھی یہ ہندو سنبھلنے پر نہیں آتے۔ اور یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ

ہر بلائے کز آسماں آید
خانۂ ہندواں تلاش کند

زرگرنتھ۔ گرنتھ والے بنے اور (کھولتے ہوئے کڑاہوں میں جلائے گئے) یہ اِنکے گرنتھ والے بننے کی سزا تھی۔ یہ علمی اشاعت کرنے کرانے کی قدر دانی تھی۔ جو علم دوست ہندوں کے ہاتھ سے ہندؤں کی ہوئی۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی
مارا خراب کردی و خود مبتلا شدی

اب جینیوں کے گرنتھوں کی باری آئی۔ لوٹو۔! چھینو!!۔ اِنکی ایک کتاب بھی نہ رہنے پائے۔ غارت کرو!! معدوم کرو!!! کتب خانے کے کتبخانے برباد کردو زرگرنتھی۔ گرنتھی نہ ہونے پائیں" یہ ہیبتناک صدا ہر چہار طرف سے بلند ہوئی۔

جینی جانتے تھے کہ یہ بلا اُن پر نازل ہوگی۔ جہاں تک ممکن تھا۔ تہ خانوں کے اندر کتابیں دفن کردیں۔ لیکن ایک عام طوفان بے تمیزی کا مقابلہ اِنے گنے آدمی کبتک اور کیسے کرتے! جو ہونا تھا وہ ہوا۔ تمام کتابیں کشتیوں میں بھر بھر کر دریا میں ڈبا دی گئیں۔!

صرف ایک کتاب باقی رہ گئی تھی۔ اُس کا نام امر کوش ہے۔ جوامر سنگھ جینی نے تصنیف کی تھی۔ یہ انسانی دماغ کی پہلی اُپج تھی۔ اِس سے پہلے دنیا میں اِس قسم کی تصنیف کسی نے نہیں کی تھی۔ ڈبانے والا اِسے بھی ڈبانے چلا ہندو پنڈتوں نے ذرا اُس وقت دوراندیشی سے کام لیا۔ ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے۔ ضد یا استبداد سے کام لینا ذرا مشکل تھا۔ کیونکہ غصہ کی آگ زور شور سے بھڑک رہی تھی۔ اُنہوں نے اپنے سردار کے سامنے عذر پیش کیا......

" بھگوان! یہ جینی کتاب ضرور ہے۔ لیکن سنسکرت کے خزانے کا انمول قیمتی رتن ہے۔ سنسکرت میں اسکے سوا اور کوئی بہتر لغت کی کتاب نہیں ہے۔ اگر یہ امر کوش غرقاب کیا جاتا ہے تو ویدوں کے غرقاب کرنے کا بھی حکم دیا جئے۔ اگر یہ نہ ہیگا تو پھر کوئی کیسے وید کا مطالعہ کرے گا!" غرقاب کرنے والے نے سوچا "بات سچی ہے" ورنہ اُس نے پرتگیا کر رکھی تھی کہ جینیوں کی ایک کتاب زندہ نہ بچنے پائے۔ یہ ویسی ہی پرتگیا تھی جیسی کہ پرسرام جی نے کی تھی کہ سطح زمین پر ایک کشتری کا بھی نام و نشان باقی نہ رہے۔

لیکن یہ دونوں بزرگ اپنی غلط اور ناپاک پرتگیاؤں کے پورا کرنے میں ناکامیاب ثابت ہوئے۔ کشتری اب بھی بڑی بھلی طرح سے زندہ ہیں۔ اور ہندوں کے درمیان اُن سے زیادہ ممتاز گروہ کوئی اور نہیں ہے۔ پرسرام جی کا یہ عہد ادھورے کا ادھورا رہ گیا۔ ادھر جینی بھی نہ تو معدوم ہوئے اور نہ اُنکی سب کتابیں ہی غارت ہوسکیں۔ ہاں چونکہ وہ دھرم پراین لوگ تھے۔ دھرم پستکوں کو زمین میں دفن دفنا کر کچھ تو بچا ہی لیا۔ تواریخی سامان بے شک غارت ہوگیا کیونکہ اُسکی اُنکی نظروں میں زیادہ وقعت نہیں تھی۔ اور اس لئے سوامی شنکر اچاریہ جی کی پرتگیا بھی بھنگ ہی رہی۔

کشتری اور براہمنوں کی لڑائیوں سے اُپنشدوں کی روحانی تعلیم کا سلسلہ ہمارے ہاتھ آیا۔ یہ شاہی طریق ہے لیکن جینیوں اور ہندؤں کی لڑائی سے قوم ناحق کمزور ہوتی چلی آئی۔ اب اُسکی جو درگت ہورہی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔ تاہم اہنسا مارگ کا سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ یہ بھی شاہی طریق ہے اور دنیا دیکھنے کا انتظار کررہی ہے کہ آیا نیچے لکھے نام کے جینی اِس النسانی محبت

کے آئین کی اُپنشدوں کی طرح مضبوطی کے ساتھ اشاعت کرتے ہیں۔ یا وہ معدوم ہو جاوے گا۔ دنیا میں صرف جینی ہی ایک گروہ ہے جو اہنسا کا پیرو ہے

جین دھرم کیا ہے؟

جین دھرم کیا ہے؟ اِس کا جواب تو پہلے دیا جا چکا ہے۔ اب بھی سنو! جین دھرم نفس کشی کا طریق ہے۔ یہ من اور اندریوں کے جیتنے کا مارگ ہے۔

مَن اور اندریوں کے فتح کرنے سے دلی یکسوئی آئیگی۔ یہ دلی یکسوئی انسان کے عقلی قویٰ کی تکمیل میں معاون ہوگی۔ اور عقلی قویٰ کے مکمل ہونے سے انسان حقیقت اور اصلیت کے سمجھنے کے قابل ہوگا۔ حقیقت اور اصلیت کے سمجھ لینے پر وہ پھر حقیقت کی حقیقی زندگی بسر کرنے پر قادر ہوگا۔ اور یہی حقیقی زندگی نروان۔ زندگی اور پرم پد ہے۔

جین دھرم کو اہنسا کا مارگ بھی تو بتایا گیا ہے؟ ہاں یہ سچ ہے۔ وہ یہ بھی ہے۔ بغیر نفس کشی کے اہنسا کے اصول کا پابند کون ہو سکتا ہے۔ اِس لئے اہنسا خود نفس کشی ہے۔

دنیا کے قریب قریب تمام مذاہب میں تین باتیں ہوا کرتی ہیں۔

(۱) دھرم۔ کرم۔

(۲) دھرم۔ کرم۔ چرتر۔

(۳) دھرم کرم وچار درشٹی۔

اور اس لئے جین دھرم بھی اِن سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا تھا۔

جبتک جین دھرم نرگرنتھہ تھا۔ اُس وقت تک اُسکی بابت اِس قسم کی رائے

قائم کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ کوئی بات حیطۂ تحریر میں نہیں آئی تھی جینیوں کا دعویٰ ہے کہ اُنکا دھرم کرم ابداً آباد سے چلا آرہا ہے۔ اور قلمی بندشوں میں آنے سے پہلے اُس کے اصول زبانی اور روایتی طور پر نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتے چلے آرہے تھے۔ اِس خیال کی بابت ہم اپنی رائے اشارہ کے طور پر پہلے اِن صفحات میں ظاہر کرچکے ہیں۔ اُسکے قدیم ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے کیونکہ جہانتک ہنود کے درمیان روایتوں سے پتہ چلتا ہے اُن میں کوئی نہ کوئی فرقہ ایسا شروع سے موجود تھا جو حیوانات کی قربانی کا مخالف تھا۔ اور وہ جس مقدس بزرگ رشبھ دیو سے اپنے مذہب کی بنیاد رکھے جانے کے سلسلہ کو قائم کرتے ہیں اُس کا ذکر ہمارے سدگرنتھوں میں باربار آتا ہے اور میں انھیں شاستروں کی بنا پر اِس پاک شخصیت کو تگیہ پرش کا نام دیچکا ہوں۔ یہانتک تو صحیح ہے لیکن یہ طریق اوائل سے نرگرنتھہ یعنے بغیر کتاب کا چلا آتا تھا۔ اُسکی یہ حیثیت قابلِ تعظیم شاکیہ منی گوتم بدھ کے زمانہ تک رہی ہے۔ اور خود بدھ بھگوان نے بارہا اپنی مذہبی تقریروں میں اسے نرگرنتھہ ہی کا نام دیا ہے کسی نرگرنتھہ طریق کی بابت کوئی مستحکم اور پختہ رائے قائم کرنے کی کسی اہل الرائے کو مشکل سے جرات ہوگی۔ اِس لئے اُس وقت تک اُس کا نام ہی نام تھا۔ اور جو کچھ کسی نے کہا وہ قیاسی ہی تسلیم کیا جاویگا۔ مابعد زمانہ میں اِن جینیوں کے عقائد پراکرت یا اردہ ماگدھی زبان میں اور پھر رفتہ رفتہ سنسکرت بھاشا میں قلم بند ہوئے۔ اور پھر نرگرنتھہ ہونے کا الزام خود بخود معدوم ہوگیا اب جینی نرگرنتھہ نہیں کہلاتے۔ اُنکی کتابیں موجود ہیں اور اُن کتابوں کے

مطالعہ کرنے سے اب اُنکی بابت رائے قائم کرنے میں سہولت کا امکان ہو گیا۔ اور اسی کی بنا پر ہمکو جرأت ہوئی کہ ہم جینی طریق کے دھرم کی اور مذہبوں کے نقطۂ نگاہ سے یہ تثلیثی حیثیت قائم کریں

جینی دہرم کرم والے ہیں۔

جینیوں میں دہرم کرم والے بزرگ ہوئے ہیں۔ اور

جینیوں کے درمیان کرم دھرم کی بابت اُنکا اپنا علیحدہ فلسفہ موجود ہے

جو کیا دھرا جاتا ہے وہ دہرم کرم ہے جس اعتقاد سے رسم و رواج کی پابندی ملحوظ رہتی ہے وہ دہرم ہے۔ اور جس قسم کے اعمال و افعال کی پیروی پر مجلسی طریقہ پر زور دیا جاتا ہے وہ کرم ہے۔ ایک علم الٰہی ہے۔ دوسرا علم اخلاق ہے۔ دونوں کی باہمدگر نسبت ہے اور انہیں کی مشابہت یا مخالفت سے کسی گروہ کی تمیزی حیثیت قائم کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ جن یا جس اصول پر بڑے بزرگ چلے ہیں اور جس یا جن اصول کی پابندی کرنے والوں سے کسی خاص گروہ کی ممتاز حیثیت بنی ہے اُنکے کارنامے۔ تذکرے۔ حالات اور سوانحات وغیرہ کے مجموعہ کہلاتے ہیں ہم نے اسکو اس موقعہ پر چرتر کا نام دیا ہے۔ یہ پوران ہیں اور جینیوں میں یہ پوران ہندو پورانوں کی طرح موجود ہیں۔ ان میں سے ایک آدی پوران اور ایک اُتر پوران کہلاتا ہے وغیرہ

ان اصول کی پیروی کیوں کی گئی۔ اُس کا مقصد کیا تھا۔ ان سوالوں کے توضیحی اور تفسیری جوابات کے مجموعہ کا نام فلسفہ ہے۔ یہ بھی اب ہاتھ آ گیا ہے یہ تینوں جینیوں کے درمیان ہیں اور ان ہی کی بابت ہم آیندہ صفحات میں صرف ضروری اور مختصر بحث کرینگے۔

سببِ تالیف کتاب ہذا

ناظرین جانتے ہیں کہ میرا تعلق رادھا سوامی مت سے ہے۔ میں جینی نہیں ہوں۔ جس وقت میں رادہاسوامی مت میں داخل ہوا سار بچن (نظم) نامی کتاب میں جین دہرم کی بابت کچھ تلمیحی اشارے دیکھنے میں آئے۔ وہ محقق طالب علم کے شوق کے پورا کرنے کے لئے غیر کافی تھے۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ جس طرح مسیحی۔ محمدی۔ اور بودھ دہرم کی کتابوں کو پڑھ کر اُنکے بالترتیب عقائد سے واقفیت پیدا کرلی گئی اُسی طرح ہندوں کے اِس قدیم دہرم کے ساتھ بھی تعرّف حاصل کر دیا جائے۔ یہ شوق برسوں تک پورا نہیں ہوا۔ اُس کے دو سبب تھے اول تو جینیوں کے ساتھ عام ہندوں کا شرمناک سلوک ہے جس نے دلوں کے اندر محض بغض للہی کے طور پر مشتبہ خیالات پیدا کر رکھے ہیں۔ اور بچوں تک کے دلوں میں یہ وہم داخل کیا جاتا تھا اور اب بھی داخل کیا جاتا ہو کہ جو کوئی جینی دیوتا کو دیکھ لے یا اُنکے مندر میں چلا جاوے وہ مرنے کے بعد نرک کو جائیگا۔

ہاتھی کے پاؤں تلے کچل کر مرجانا بہتر ہے لیکن اُس سے ڈر کر جین مندر میں پناہ لینا بدترین پاپ ہے۔

یہ خیال ابتک عام ہندوؤں کے دلوں میں سمایا ہوا ہے۔ اور دوسرا سبب یہ تھا کہ جینی کتابیں کمیاب کیا نایاب ہو رہی تھیں۔ جینی عام طور پر کبھی اپنی کتاب غیر جینیوں کو پڑہنے کے لئے نہیں دیتے تھے۔ دونوں گروہوں کے طرزِ عمل اپنے اپنے طور پر غلط ناقص اور مسموم اثر پیدا کر رہے تھے۔ میں بذاتِ خاص متعصبانہ خیال کا آدمی نہیں ہوں۔ لیکن ہندو ہونے کی وجہ سے مجھے علم ہے کہ ہندو کس طرح ناحق

جینیوں کے برخلاف زہر اُگلنے کے عادی تھے اور اب بھی ہیں۔ میں نے "سرب درشن سنگرہ" پڑھا۔ اس میں بھی کچھ غیر قابل اطمینان اور نہایت مختصر تذکرہ ہے جو اخباروں کے معمولی اور سرسری ریویو سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

خوش قسمتی سے میرے محترم دوست ڈاکٹر رام نراین صاحب پنشنر دہلوی نے ڈریم پرابلم (مسئلہ خواب) کی بابت انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی۔ مجھ سے بھی خواب کی بابت رائے طلب کی۔ جس وقت یہ کتاب شائع ہو کر میرے پاس پہنچی۔ حسن اتفاق سے میری رائے کے ساتھ ساتھ آخری صفحوں میں مسٹر چمپت رائے صاحب بیرسٹر ایٹ لا ہردوئی کی رائے بھی شامل پائی گئی۔ یہ معمولی سی بات تھی بعد ازاں مسٹر چمپت رائے صاحب کی ایک مخالف تحریر ڈریم پرابلم کے مصنف کے برخلاف کسی انگریزی رسالہ میں نکلی۔ ڈاکٹر صاحب نے اُسے میرے پاس بھیج دیا۔ اس تحریر میں میری رائے کی بابت بھی کچھ مخالف خیال ظاہر کئے گئے تھے۔ وہ کیا تھے اس وقت مجھے یاد نہیں۔ لیکن خوش قسمتی سے مجھے موقعہ ملا۔ میں نے مسٹر چمپت رائے صاحب سے جین دھرم کی بابت صلاح پوچھی کہ کونسی کتاب مجھے بآسانی اس مذہب کے حالات سے واقف کر یگی۔ اور ساتھ ہی اپنا ایک رسالہ بھی اُنکی نذر کیا۔ جو میں نے ایک معمولی گجراتی زبان کی کتاب کو پڑھ کر قلم بند کیا تھا۔ اس میری کتاب کا نام "جین پرنانت کلپدرم" ہے۔ خط و کتابت سے حالات کا استفادہ ہوا۔ بیرسٹر صاحب نے "کنفلوینس آف ریلیجنس" نام ایک اپنی تصنیف میرے پاس تحفۃً ارسال کی۔ جس میں اُنہوں نے علاوہ اور مذاہب کے رادہا سوامی مت کی بابت بھی کچھ سُنی سُنائی صحیح و غلط رائے ظاہر کی تھی

اِس رائے سے مجھے اسقدر تعلق نہیں تھا۔ کیونکہ رادھا سوامی مت کی کتابوں کی عام اشاعت نہیں ہے۔ اور کس وناکس ناواقف ہونے کی وجہ سے جو جی میں آتا ہے وہ کہتے ہی سنتے رہتے ہیں تاہم اس خط کتابت کے دو نتیجے ہوئے ایک تو مجھے جین دھرم کے مطالعہ کا موقع ہاتھ آیا۔ میں نے مختلف مقامات سے کتابیں منگائیں۔ بھائی پنّالال صاحب جینی۔ سکرٹری جین مِتر منڈل دہلی نے بالخصوص نہ صرف میرے مطالعہ کے لئے جینی کتابیں فراہم کیں بلکہ مختلف مقامات کا پتہ دیا جہاں سے میں آپنے طور پر کتابیں منگا سکا۔ اِس خاص مہربانی کے لئے میں ہر دو صاحبان کا دلی ممنون ہوں میں نے حتی الامکان غیر متعصب طالبعلموں کی نظر سے جین گرنتھوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اور شکر ہے کہ اب میں بلا رو و رعایت اپنی رائے قائم کرنیکے قابل ہو گیا ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مجھے رادھا سوامی مت کے خیالات کی اشاعت کا بھی دھیان ہوا اور اُس وقت سے اب تک میں اِس پر تین سو سے زیادہ کتابیں لکھ چکا ہوں جو عام طور پر پنجاب اور ممالک متحدہ میں ذوق شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور کسی حد تک اُن سے عوام کے خیالات کی تردید ہو چلی ہے۔

چونکہ "سار بچن رادھا سوامی (نظم)" میں جین دھرم کا مختصر تذکرہ آیا ہے۔ ممکن ہے رادھا سوامی مت والوں کو اس سے مزید واقفیت کے پیدا کرنے کی خواہش ہو۔ اِس لئے یہ رسالہ زیر تحریر ہو اس نظر سے اُنکے لئے مفید ثابت ہوگا۔ علاوہ ازیں چونکہ میری کتابیں عام طور پر باکثرت ہندوؤں کے درمیان پڑھی جاتی ہیں جن میں آریہ سماجی بھائی بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب زیادہ نہیں تو ایک حد تک ان

مسموم اور مخالف خیالات کے دفعیہ کا سامان بنے گی جو عام طور پر جین مت کے برخلاف ہندوؤں کے دلوں میں مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیئے گئے ہیں اور جو عام ہندوؤں کو جینیوں کے ساتھ برادرانہ میل ملاپ کرنے سے روک رہے ہیں۔

میں جینیوں کو ہندوؤں سے علیحدہ نہیں سمجھتا۔ دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں اور گو اُن کو مذہبی نظر سے دو مختلف گروہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم دونوں کے درمیان اسقدر مذہبی اخلاقی اور رسمی عمومیت ہے کہ کسی غیر قوم والے کو تمیز نہیں ہو سکتی کہ یہ دو ہیں۔

اور پھر یہ مذہبی تفرقات بھی کچھ ایسے نہیں ہیں کہ جنکی وجہ سے خواہ مخواہ باہمی منافقت کی صورت پیدا ہو جائے۔ جینی اس معاملہ میں بے قصور ہیں۔ جو کچھ غلطی یا غلط فہمی ہے وہ ہندوؤں کی ہے۔

میری اس کتاب کے لکھنے کی تحریک اور ترغیب کے باعث یہ خیالات ہیں اور مجھے امید ہے کہ جو صاحب اسے سرسری طور پر بھی پڑھینگے وہ نہ صرف غلط فہمیوں سے ہمیشہ کے لئے آزاد اور محفوظ ہو جائیں گے۔ بلکہ جینیوں کے دھرم پُران۔ اور درشن کے معاملہ میں اُنکی واقفیت وسیع ہو جاویگی۔

۵ مارچ ۱۹۲۷ء

شیو برت لال
مقیم رادھا سوامی دہام
ڈاکخانہ رادہا سوامی دہام
راج بنارس۔

معذرت

میں زیادہ عمر کا آدمی ہوں - کمزوری کے حملے ہو رہے ہیں چار مہینے بستر دوست بنا ہوں - پھر بھی روزانہ ست سنگ کراتا رہتا ہوں - فرصت بھی نہیں ہے -

بھائی پنّا لال صاحب جینی کے لگاتار اصرار کی تعظیم میں یا مجبوراً ایسی حالت میں بھی قلم اٹھائی اور یہ مختصر کتاب کسی نہ کسی شکل میں ترتیب دی - نہ یہ مکمل ہے نہ قابلِ اطمینان ہے - جو ہے وہ ہے - پسند آئے - اچھی بات ہے - نہ پسند آئے تو شکایت بھی نہیں ہے یہ جینیوں کے لئے نہیں بلکہ غیر جینیوں کے لئے قلم برداشتہ لکھی گئی ہے -

ذرا صحت ہونے پر میں اور بھی جین گرنتھوں کا ذرا مزید وسیع طور پر مطالعہ کروں گا - اسی وقت غالباً اس مضمون پر اور بھی مزید روشنی ڈالوں گا - اس وقت میری جو کتاب نکلے گی وہ شاید بہتر ہو -

میں نے عموماً جینی اصطلاحات کی بھرمار سے پرہیز رکھا ہے تاکہ غیر جینی پڑھنے والے نہ اکتا جائیں - اور انہیں دلچسپی کا لطف ملے -

شیوبرت لال

جین دھرم

پہلا باب

دھرم۔کرم

دھرم ۔سنسکرت مادہ دھری (رکھنا۔پکڑنا۔اختیار کرنا۔سنبھالنا) اورم (من) سے بنا ہے۔اِس لئے اِس لفظ کے اصلی ولغوی معنی یہ ہیں کہ جو من (دل) سے اختیار کیا جائے وہ دھرم ہے۔

دِل کِس شئے کو قبول کرتا ہے؟ وہ خیال ہے اور اس خیال کی سب سے اونچی اور بہترین حالت کو اشٹ آورش یعنی معراج کہتے ہیں۔

اشٹ آورش یا معراج ہمیشہ خیال ہوا کرتا ہے۔اِس نظر سے دل سے اعلیٰ او بہترین درجے کے خیال کو قبول کرنا ہی دھرم ہے۔مذہب کو اسی نظر سے دھرم کہا جاتا ہے لیکن دھرم کا تعلق صرف معمولی طور پر دل سے مان لینے یا قبول کرنے ہی سے نہیں ہے۔بلکہ اسکے لئے اور بھی کسی بات کی ضرورت ہے۔اگر دھرم صرف زبانی جمع خرچ کا سودا ہوتا۔یا یوں ہی مان لینے کی چیز ہوتی تو دل سے مان لیا اور ہو گیا۔لیکن یہ بات نہیں ہے۔اگر دل سے مانا ہے تو اُسے ہر پہلو سے اظہار کا موقع

دینا بھی لازمی ہے۔ اور جس طرح سے ہمارے دلی ارادے یا دلی نیتیں اپنا اظہار
ہاتھ پاؤں۔ زبان وغیرہ سے کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح دہرم کے معاملہ ہیں۔ اس
دہرم کے اظہار کے لئے اُسے ظہور کے مدارج ہیں لانے اور اسکی مشاقی کرنے
کی ضرورت ہے۔ اس مشاقی کے کرنے اور کرتے رہنے سے انسان کی زندگی
معراجی زندگی ہو جاتی ہے۔ اور اُس ہیں معراج کے کمال کی شان نمایاں ہوتی
ہے۔ دوسرے لفظوں ہیں اگر دہرم۔ خواہ دل سے گرفت کیا ہوا بہترین خیال
کوئی شئے ہے تو اُسکے عمل ہیں لانے کی شرط ہے تاکہ انسان کی زندگی دہرم کی
زندگی بنے یا وہ دہرم جیون ہو جاوے۔

اس قدر عبارت دہرم کی مراد کے سمجھانے کے لئے کافی ہے۔

اسی دہرم کے عمل ہیں لانے۔ اسکی مشاقی کرنے اور اُسے زندگی کی نمایاں
شان بنانے کا نام کرم ہے۔ کرم سنسکرت مادہ کری (کرنے) سے بنا ہے اس لئے
عملاً اور اصولاً دہرم کرم دونوں الفاظ ساتھ ساتھ استعمال کئے جاتے ہیں۔

اسکی اور صراحت اس طرح پر کیجا سکتی ہے۔ دھرم ایک قسم کا علم ہے جس
کا تعلق دل سے ہے اور کرم اُس علم کا عمل ہے جو مشاقی کا محتاج ہے۔ علم بغیر
عمل کے بے مصرف ہے اور کہا ہے عمل بغیر علم کے اسقدر بے سود نہیں ہے کیونکہ
عمل کرتے رہنے سے جب دل پر اُسکے ضرب لگتے رہیں گے تو وہ کچھ نہ کچھ پھر بھی
جانتے اور بوجھ کشف [illegible] ہوتا چلے گا۔ اور اگر علم عمل کے ساتھ اور عمل علم کے ساتھ
ہو تو پھر اُس کا کیا کہنا ہے۔ سونے کو سہاگہ ملا اور وہ چمک اُٹھا۔

جینی تیرتھنکروں کو اس علمی اور عملی اُصول کی پوری پوری واقفیت تھی۔

اور یہ واقفیت زبانی جمع خرچ تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ اُس کا انحصار صدیوں کے تجربات اور مشاہدات کے موافق تھا۔ اور انہیں کے موافق انہوں نے ایک ایسے دھرم کی بنیاد ڈالی جس میں علم و عمل اور دھرم اور کرم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

اگر کوئی شخص جین مت کا باقاعدہ مطالعہ اور مشاہدہ کرے تو یہاں اس اُصول کی پابندی کا خیال نہایت سختی کے ساتھ ملیگا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ بات اور مذاہب میں نہیں ہے۔ سب میں ہے۔ اور سب میں ہونی بھی چاہیئے۔ اگر علمی اور عملی پہلو باہمدگر ساتھ ساتھ نہیں ہیں تو پھر تمام دین اور آئین ادھورے کے ادھورے رہ جاتے ہیں۔ اور اس میں آدرش یا اشٹ کا کمال پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ ناقص رہتا ہے۔ ہمارے کہنے کی غرض صرف اتنی ہے کہ جینی تیرتھنکروں نے نہایت سختی کے ساتھ اپنے پیروکاروں کو یہ اُصول ذہن نشین کرایا۔ دھرم اور کرم کو لازم و ملزوم قرار دیا۔ اور سب سے زیادہ اسی بات پر زور دیا جسکی وجہ سے جین دھرم دنیا میں سب سے زیادہ سخت تپ یا ریاضت کا طریق موسوم ہوا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس سوال کا جواب اُوپر کی سطروں میں موجود ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ تیرتھنکر تھے۔

تیرتھنکر کسے کہتے ہیں؟ اس لفظ کی وضاحت کے لئے پھر ہمکو سنسکرت مادے سے مدد لینے کی مجبوری ہوتی ہے۔

تیرتھنکر۔ سنسکرت لفظ تیرتھ سے نکلا ہے جس سے مراد۔ گھاٹ۔ مرحلہ۔ منزل

سے ہے۔ جو تمام منزلوں سے گذر چکا ہے۔ اور سب قسم کے تجربے اور مشاہدے
حاصل کر لئے ہیں وہ تیرتھنکر ہے۔ سنسکرت لفظ ترہی کے معنے بھی گذرنے
کے ہیں اور اُس میں تھنکر بطور جزو کلام کے جوڑ دیا گیا ہے۔

دنیا کے اور مذاہب (جہاں تک ہمارا علم ہے) دیوتا۔ رسول۔ بابا اور کسی
مادر زاد فقیر سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ جین دہرم اس خصوصیت سے آزاد
ہے اور نہ ہی اس قسم کی ترجیحی خصوصیت کو اہمیت دیتا ہے۔ بلکہ اُس کا تعلق ایسے
گوروؤں کی تعلیم سے ہے جنہوں نے انسانی قالب میں آکر دنیا کے گرم و سرد
کا ذاتی تجربہ کیا۔ زندگی کے تمام مدارج سے گذرے۔ اور علم و عمل کی مدد۔ یا
مشاقی سے انسانی کمال کی معراج کو حاصل کیا۔ اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر
ایک ایسے عاقلانہ آئین کی بنیاد ڈالی جو وہمی اور فرضی نہیں ہے۔ بلکہ زندگی
کے صریحی اور بدیہی واقعات سے تعلق رکھتا ہے۔

اور اس وجہ سے بلا خوف تردید جین دہرم ہی ایک ایسا بےخوف گروہ
ہے جو انسانی کمال کی تعظیم کرتا ہوا اُسی کی پیروی کا اعلان کرتا ہے۔ اور
پُر زور طریقہ میں اُلوہیت یا ایشوری شان کو صرف انسانی کمال میں دکھلاتا
ہے۔ انسان انسان میں فرق ہے۔ ہر انسان صحیح اور سچے معنے میں انسان
نہیں ہے۔ کون جانے ان میں سے ابتک کون زندگی کے کس طبقہ سے
منسوب ہے۔ انسانوں کے درمیان انسانی صورت رکھتے ہوئے کتنے
ایسے انسان ملینگے جو بالکل بہائم سیرت ہیں۔ انکی شکل و صورت انسان
جیسی ہے۔ لیکن ابتک حیوانیت کے جذبات اور نفسانیت کے غلبات سے

پاک وصاف نہیں ہیں۔ ہاں انکے اندر انسانیت کا مادّہ موجود ہے جو ابتک جہولیت میں پڑا ہوا اظہار کی حالت میں نہیں آیا ہے۔ ممکن ہے آگے چل کر صحیح معنے میں یہ انسان نہیں۔ اور ممکن ہے انکی حالت اور طرح کی ہو جینی انسان کامل کی پرستش اور تعظیم کو مقدم سمجھتے ہیں اور اسی انسان کامل کا نام "تیرتھنکر" ہے جس نے زندگی کے تمام مدارج کو طے کر کے کمال اور عروج کی حالت حاصل کرلی ہے۔ ایسا انسان جینیوں کے دھرم میں ایشور دابشور یہ والا) کہلاتا ہے۔ اس کے سوا وہ کوئی اور ایشور نہیں مانتے۔

انسانی کمال کی تعظیم کا مسئلہ بری بھلی صورتوں میں قریب قریب بہت سے مذاہب میں موجود ہے۔ ہم جرأت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آیا یہ خیال ابتدا میں جینیوں کے درمیان پیدا ہوا۔ اور ان سے اوروں نے مستعار لیا یا یہ سب میں عام ہے ہندو کہتے ہیں "نرشریر شرکو بھی درلبھہ" یعنے دیوتاؤں تک کے لئے انسانی قالب کا ملنا دشوار ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ رات دن زبان پر لاتے ہوئے بھی۔ ہر ہندو دیوتاؤں کا غلام اور ان کا پرستار بنا ہوا ہے۔ کیا یہ عمل اس مسئلہ نرشریر شرکو بھی درلبھہ۔ کا بطلان نہیں کرتا ؟ یہ عام ہندو کی کیفیت ہے۔

خاص فلسفہ دان گروہ کی طرف جب نظر جاتی ہے تو وہاں بھی اکثر انسان کامل کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن کسی حد تک یہ مسئلہ وضاحت طلب ہی رہتا ہے۔ ورنہ آرنیک اپنشد کا مصنف یاگیہ ولکیہ رشی کہتا ہے "ابتدا میں انسان (پرش) ہی تھا جس نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے خلقت کا سلسلہ جاری کیا۔ وغیرہ یہاں انسان کا لفظ تو آتا ہے۔ کیونکہ پرش انسان ہی کو کہتے ہیں۔ پر (جسم) اور اس (رہنا) یعنی پرش کا مادہ ہے۔ جو جسم میں ہو وہی انسان ہے۔ لیکن یہاں ابتدا کا

لفظ استعمال ہوا یعنی پُرش کے لئے تیرتھنکر کمال کے ساتھ انتہا کرنے والے کا نام لیتا ہے۔ جو ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے۔ یہ فرق ہے تاہم اس رشی کے کلام میں انسانی کمال کی جھلک کا نظارہ موجود ہے جس پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالی جا سکتی ہے۔

یہی یاگیہ والکیہ رشی نہایت بیباکانہ تمسخرانہ بیباکی کے لہجہ میں یگیہ کرنے والوں کو کتا اور دیوتاؤں کی بار بردار کا جانور بتاتا ہے۔

کیا اس سے تشریح نہیں ہوتا کہ وہ یگیوں کے خلاف تھا؟

یہ ہندو فلاسفی کے خیالا اصلیت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔

مسلمان کیا کہتے ہیں اور ان کے درمیان کیا روایت موجود ہے؟ کسی معمولی سے معمولی مسلمان سے پوچھ دیکھو وہ کہے گا کہ خدا نے جب آدم کو پیدا کیا فرشتوں سے کہا اسے سجدہ کرو۔ اور تمام ملائک سربسجود ہوئے۔ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا وہ مردود ہوا۔

یہ خیال تو ان حضرات کے یہاں مذہبی روایت کی شکل میں موجود ہے جس سے انسانی کمال کا کم از کم پتہ تو چلتا ہے۔ لیکن عملاً اگر کوئی مسلمان کسی انسان کے سامنے سربسجود ہو تو موقعہ ملنے پر فوراً ہی اسکی گردن ریت دی جائیگی۔ انکے علم اور عمل کے درمیان اسقدر فرق ہے۔

بُدھ دھرم میں کیا تعلیم ہے؟ کیا وہ کسی فرضی خدا یا وہمی خدا کی پرستش کا اعلان کرتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ بدھ کی شرن میں آنے کی ہدایت کرتا ہے۔ "بدھم شرنم گچھامی" اور بدھ کہتے کسکو ہیں؟ بدھ انسان کامل کا نام ہے۔ جو تیرتھنکر کی مراد کی وضاحت کے لئے اسی کا مترادف ہے۔

مسیحیوں کی کیا کیفیت ہے؟ حضرت مسیح نے صاف لفظوں میں اپنے آپ کو گورو

کی صورت میں پیش کیا۔ اور اپنی پرستش کی تعلیم دی۔ اُن کا کلام ہے "جس نے بیٹے کو دیکھ لیا اُس نے باپ کو دیکھ لیا"

یہ عیسائی اور مسلمان سیدھی ناک نہیں پکڑتے۔ بلکہ ہاتھ کو گھما کر اور سر کے پیچھے کی سمت سے لاکر ناک پکڑتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ خوف اور جان کا ڈر۔

جین دھرم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بلا خوف و خطر صاف صاف اور غیر مبہم لفظوں میں انسانِ کامل کا مدارج بنا ہوا اُسی کو اپنا اِشٹ (معبود) قرار دیتا ہے۔ اور ابتک اُس میں وہی دم خم باقی ہے۔ کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں جلائے گئے۔ قتل ہوئے سارے گئے۔ غارت کئے گئے۔ اُنکی کتابیں برباد کی گئیں مصیبتیں جھیلیں۔ سروں پر آفتیں مول لیں۔ مرتے مرتے مرمٹے۔ اِس وقت اُنکی تھوڑی تعداد بھارت ورش میں موجود ہے۔ لیکن سچائی سے منحرف نہیں ہوئے۔ اور نہ جان کے خوف میں آکر اپنے عقیدہ کو تبدیل کیا۔

یہ انسانی کمال کا آدرش ان تیرتھنکروں میں تھا۔ جنکی بابت ہر ہر سو بھدر سوامی سمنت بھدر آچاریہ اس طرح کہتا ہے

اے مہ۔ پرنیتم۔ پربھتو۔ دھرم۔ تیرتھم
جیشٹھم۔ جنا۔ پراپیہ۔ جینتی۔ دکھم

(جس نے دھرم کا وسیع گھاٹ دکھلایا۔ جو سب سے افضل ہے۔ اور جس میں پہونچنے سے انسان دُکھوں پر غالب آتا ہے)

یہ تیرتھنکر کی تعریف ہے۔

زبردستی اور بے انصافی ظلم اور ستم ہٹ دھرمی اور تعصب دوسری چیز ہے

ورنہ کون ایسا طریق دنیا میں ہے جو مرشد پرستی کے آئین کا مخالف ہے۔ پردہ میں رکھکر اکثر لوگ اُسے جانتے۔ مانتے۔ اور کرتے دھرتے ہیں۔ لیکن کُھل کر حقیقت کے اظہار کرنے میں انکی جان نکلتی ہے۔ یہی مرشد پرستی انسان کامل کی پرستش ہے اور یہی انسانِ کامل تیر نظر ہے۔ جس کی تعریف میں اُس کا کمال اور اُسکے کمال کی معراج موجود ہے (اوپر کی عبارت ملاحظہ ہو)

مسلمان صوفی کیا کہتا ہے ؎

چونکہ کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
(مولانا روم)

جب تونے گورو کی ذات کو قبول کرلیا تو خدا اور رسول دونوں اسکی ذات میں آگئے۔

یہاں کون خدا کھجوایا جارہا ہے ؟

در بشر روپوش کردست آفتاب
فہم کن واللہ اعلم بالصواب
(مولانا روم)

انسان ہی میں سورج چھپا ہوا ہے۔

یہاں مغز سخن کس مراد کی جانب لئے جارہا ہے ؟

اور بھی سنیئے !

مسجدے ہست اندرونِ اولیاء — سجدہ گاہ جملہ ہست آنجا خدا
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — من نہ گنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز — من نہ گنجم این یقین دان اے عزیز
در دلِ مومن بگنجم این عجب — گر مرا خواہی ازاں دلہا طلب
([illegible])

دولیوں کا دل ہی سچی مسجد۔ تمام دنیا کا سجدہ گاہ اور خدا کے رہنے کی جگہ ہے
پیغمبر نے کہا خدا فرماتا ہے۔ میں پستی یا بلندی۔ آسمان۔ زمین اور عرش تک میں
نہیں رہتا۔ اِس بات کا یقین کرو۔ میں اگر کہیں رہتا ہوں تو بھگتوں کے دل میں
رہتا ہوں۔ تعجب نہ کرو۔ اگر میری خواہش ہے تو اُن دلوں سے مجھے مانگو،
اور خدا کیا ہے؟ اُوپر اُس کا ذکر آگیا ہے۔
جینی تیر تھنکروں کو سروگیہ کہتے ہیں جسکی ہر جگہ رسائی ہے۔ اور یہ صوفی
ولیوں کی نسبت کیا صدا سناتے ہیں ۔

ارض اللہ قلب عارف است ۔۔۔ لامکان است نداردفوق وپست
گر بپا ید ذرّہ سنجید کوہ را ۔۔۔ بردرد کوہش ترازو اے فتی
کز قیاس خود ترازو می کند ۔۔۔ مرد حق را در ترازو می کشد

دعارف کا دل خدا کی زمین ہے۔ یہ لامکان ہے جس میں پستی بلندی نہیں ہے۔
اگر ذرّہ پہاڑ کا وزن کرنے آوے (یعنے معمولی دل ودماغ کا آدمی عارف کا امتحان
لینا چاہے) تو پہاڑ اُسکی ترازو کو پھاڑ دیگا۔ کیونکہ یہ اپنے قیاس سے ترازو کرتا اور
مردِ حق کو ترازو میں کھینچنا چاہتا ہے ۔
یہی خیال تیر تھنکروں کی بابت جینیوں کا ہے۔ اور اس لئے وہ اُنکو ایشور کہتے
ہیں اور انھیں اپنی معراج تمنّا بتاتے ہیں ۔
یہ تیرتھنکر اور کچھ نہیں ہیں۔ پُورن گورو اور مرشد کامل ہیں اور اسی وجہ سے
میں نے اُسے مرشد پرستی کا طریقہ کہا ہے۔
گورو کی عزت کس مذہب میں نہیں ہے؟ گورو کو ایشور ماننے سے کون مذہب انکار

کرتا ہے۔ ناوان ہندو محض تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے جینیوں کو ناستک کہتے ہیں۔ حالانکہ جینی ہی سچے معنے میں سچے آستک ہیں۔ ورنہ یہ ہندو خود اپنے آچاریوں کے کلام پر غور کریں۔ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

(۱) گورو برھما۔ گورو وشنو۔ گورو دیو۔ مہیشورہ
گورو ساکھشات۔ پر برہمہ تسمے شری گورو نمہ
(گورو برہما ہیں۔ گورو وشنو ہیں۔ گورو مہادیو ہیں۔ گورو ساکھشات پر برہمہ ہیں۔ گورو کو نمسکار ہے۔)

(۲) دھیان مولم گورو مورتی۔ پوجا مولم گورو پدم
منتر مولم۔ گورو واکیم۔ تسمے شری گورو نمہ
(دھیان کی جڑ گورو کی مورتی ہے۔ پوجا کی جڑ گورو کا پانو ہے۔ گورو کا بچن مول منتر ہے گورو کو نمسکار ہے)

(۳) گورور دیو جگت برہم برہما وشنو شیو آتمکم
گورو پترم ناستی۔ تسمے شری گورو ے نمہ
(گورو ہی تمام دنیا ہیں۔ گورو ہی وشنو شیو کی آتما ہیں۔ گورو سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ گورو کو نمسکار ہے)

(۴) اکھنڈ منڈلا کارم ویاپتم اے نہ چراچرم
تت پدم درشتم اے نہ تسمے شری گورو ے نمہ
(محیط کل متحرک اور غیر متحرک میں غیر محدود! ایسے گورو کی زیارت مطلوب ہے۔ گورو کو نمسکار ہے۔)

(۵) اگیان تمر۔ اندھستیہ گیان انجن شلاکیا
چکشورم نیمیتم ۔ تسمے شری گورٔے نمہ

(اگیان کے اندھیرے کے دور کرنے کے لئے گورو کا گیان انجن کی سلائی ہے۔ آنکھوں کے لئے (میعذ) ہے۔ گورو کو نمسکار ہے)

گورو انسانِ کامل کا نام ہے۔ اور یہ انسانِ کامل ہی ایشور ہے۔ اِس کے سوا جو ایشور ہوگا وہ فرضی۔ خیالی۔ وہمی۔ اور قیاسی۔ وجود ہوگا۔ جسکو آجتک کسی نے نہیں دیکھا۔ اور یہ اُسے من۔ مانی۔ (دل اور زبان کی رسائی) سے اُونچا کہتے ہی آرہے ہیں۔ اور اُسکے نام پر مکرو فریب۔ ہٹ دھرمی اور تعصب کی لڑائی چھیڑ رکھی ہے۔ ناستکوں کی ذات سے تمسکل کس کیا ایذا پہنچتی ہوگی۔ یہ آستک اپنے دل کو تعصب کا سلیقہ بنائے ہوئے زبان کو چاقو اور چھری کی طرح تیز کئے ہوئے کلیجوں کو بھونکتے رہتے ہیں۔ اور دل آزاری (ہنسا) کو اپنا مشرب قرار دے رکھا ہے۔

ویدانتی گیان کے زعم میں صدا دیتا ہے "اہم برہمہ آسمی" (میں ہی برہمہ ہوں) خواہ "سوہم آسمی" (جو وہ ہے وہی میں ہوں) صوفی مستی کے جذبہ میں آکر کہتا ہے "من خدا ایم من خدا" (میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا ہوں) یہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں! ستیا جینی جس پر تیرتھنکروں جیسے کامل انسانوں کا احسان ہر حقیقت کے اظہار میں ایسے کلمے کا استعمال نہ کرے گا۔ لیکن وہ اپنے دل کے اندر سمجھتا ہے کہ انسان میں ایشور ہونے کا امکان ہے اور انسان ہی ایشور ہوا ہے اور ہوتا ہے۔ اور اسی کا علم اُسے تیرتھنکروں سے ملا ہے۔ جس پر اُس کا عمل ہے۔ اصل میں یہی

تصوف اور ویدانت کا عطر ہے۔ اور یہی جین مذہب کا دہرم اور کرم ہے۔

مہرسری نوارنجی نظر

میں جینیوں کے مستعملہ الفاظ کا مقلد نہ ہوکر صرف اُنکے نقطۂ نگاہ سے اپنے طور پر خیالات کا اظہار کر رہا ہوں میری زبان سیدھی سادھی۔ عام فہم ہے جو اسوقت رائج ہے جینی ہادیان طریقت بالعموم اسی قسم کی مروجہ زبان میں اپنے خیالات کی اشاعت کرنے کے عادی تھے۔ پہلے وقتوں میں کیا کیفیت تھی اس کا تواریخ سے پتہ لگانا مشکل کام ہے۔ لیکن جس وقت سے تواریخ میں جین دہرم یا جین دہرم کی اصلاح شدہ شاخ بدھ دہرم کی تعلیم کا پتہ لگتا ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ پراکرت زبان ہی تعلیم اور تعلم کا ذریعہ بنائی گئی تھی۔

جین دہرم کا سلسلہ تو **رشبھ دیو** جی کی ذات سے قائم ہوا تھا۔ اور وہ برابر سینہ بسینہ چلا آرہا تھا۔ پارس ناتھ جی تیئسویں تیرتھنکر کے زمانہ میں اسکی اور صورت قائم ہوئی۔ اور مہابیر سوامی وردھمان چوبیسویں اور آخری تیرتھنکر نے اُسے موجودہ شکل عطا کی۔ لیکن یہ طریقہ آخری تیرتھنکر کے زمانہ تک بھی کتابی صورت میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ نرگرنتھ ہی بنا رہا تھا۔ اور اُنکے زمانے میں اور اُنکے بعد بھی وہ نرگرنتھ ہی کہلاتا رہا۔

ممکن ہے نرگرنتھ لفظ دلوں میں شبہہ پیدا کرے اس لئے سکھے ہاتھوں

اس لفظ کی بھی میں اپنے طور پر وضاحت کرنا مصلحت سمجھتا ہوں اور خوش ہوں کہ جین دھرم کے مطالعہ سے مجھے ایسی بہت سی باتوں کی سمجھ آئی۔ جن کا پہلے پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ کیوں ایسی ہیں۔ اُن سے خود بخود ثابت ہوگیا کہ یہ قدیم طریق ہے۔ اور بہت سی باتیں اور مذاہب نے ضرور اس سے مستعار لی ہونگی۔

اِن میں سے ایک لفظ نرگرنتھ ہے۔ یہ کوئی بُرا لفظ نہیں ہے۔ نرگرنتھ کا ترجمہ بغیر کتابی ہے۔ اور بعد کو یہی لفظ آہستہ آہستہ صورت شکل بدلتے ہوئے علم سینہ کی مروجہ اصطلاح میں نمودار ہوا۔ جو اب اُردو زبان میں کثرت سے مستعمل ہے۔

جین دھرم اس لئے پہلے علم سینہ تھا۔ علم سفینہ نہیں تھا جو کتابی صورت میں آجائے۔ وہ علم سفینہ یا کتابی علم کہلاتا ہے۔ اور جو سینہ بسینہ منتقل ہوتا آئے وہ علم سینہ یا نرگرنتھ ہے۔ اسی کا دوسرا نام "نتھا گر" زبانی، شروتی، مسموعی یا سماعی ہے۔ قریب قریب یہ تمام الفاظ مذاہب اور اہل مذاہب کے یہاں رائج ہیں۔ اور اُنکے بننے کی کنجی صرف نرگرنتھ لفظ کی مراد پر غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہے۔

پہلے تمام مذاہب نرگرنتھ ہی ہوتے ہیں۔ بعد کو انہیں گرنتھ تدھ کتاب بند یا قلم بند کیا جاتا ہے۔

ویدک دھرم بھی پہلے ایسا ہی تھا۔ کلجگ کے زمانے میں شری وید ویاس جی نے کتاب یا کتابوں کی صورت میں ترتیب دی تھی۔ وید نام گیان کا ہے۔ مختلف اور متعدد رشیوں کے کلام لوگوں کو زبانی یاد تھے۔ وہ بھی نرگرنتھ ہی تھے لیکن سبھی رشیوں کے خیالات آخری کتابی شکل اُنکو پانچ ہزار برس ہوئے دیگئی۔ لوگ یونہی زبردستی ویدوں کو اپورشیہ یعنی غیر شخصی کہتے ہیں۔ اور ویدوں کی تعلیم کو کسی

وشیش پورش یا خاص آدمی سے منسوب نہیں کرتے۔ حالانکہ اُنکے تمام منتر کسی
نہ کسی رشی کے نام سے منسوب مخصوص۔ اور مربوط ہیں جو اُن کا مصنف ہے۔ ہر منتر کا
کوئی نہ کوئی رشی۔ کوئی نہ کوئی دیوتا۔ اور کوئی نہ کوئی چھند ضرور ہے وعلی ہذا القیاس
ہند و ہونے کی وجہ سے میں متعصب ہونا پسند نہیں کرتا۔ ویدوں کی مناسب تعظیم۔ اور
سچی تعظیم اور دلی تعظیم میرے دل میں ہے۔ لیکن میں سوچتا ہوں۔ جب ہر منتر کا
رشی اور چھند وغیرہ دیئے ہیں تو پھر یہ اپورشئیہ کیسے ہوئے۔ بلکہ رشی منتر درشٹا
بھی! منتر راز کو کہتے ہیں۔ رازداں یا راز دانی اپورشئیہ تو نہیں ہے۔ وہ پورشئیہ
ہے شخصی ہے۔ غیر شخصی نہیں ہے اور اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے نرگرنتھ
ہی تھے بعد کو گرنتھ بدھ ہوئے۔

بدھ بھگوان نے خود کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ اور گو وہ جینیوں کو نرگرنتھی
یا علم سینہ بسینہ۔ رواجاً ویدک دھرم والوں کے تقلید اور تتبع میں کہنے کے عادی
تھے۔ لیکن کیا اُنکی تعلیم پہلے نرگرنتھی نہیں تھی۔ بعد کے کونسلوں اور جلسوں کے بعد
بدھ دھرم ترپٹک کی صورت میں گرنتھ بدھ ہوا۔ جیسے کلجگ کے شروع میں تین وید بنائے
تھے۔ یہ تین ہی تین کیوں ہوئے یہ بھی سوچنے کا مضمون ہو جاتا ہے۔ وہاں تین وید
تھے۔ یہاں تین ترپٹک ہوئے۔ یہ بھی جینیوں کی تقلید ہے۔ انکی تعلیم تین صورتوں میں
سینہ بسینہ چلی آرہی تھی۔ وہ سمیک درشن۔ سمیک چرتر۔ اور سمیک گیان ہے۔

جتنے مذہب بنتے ہیں پہلے سب نرگرنتھی۔ شروتی یعنی گویا مسموعی ہوا کرتے
ہیں۔ ایک سے سن کر دوسرا اُسکو یاد کرتا ہوا چلا آتا ہے اور پھر زمانہ پاکر علم سینہ
علم سفینہ کی شکل میں مرتب ہوتا ہے۔ یہ کچھ قدرتی معلوم ہوتا ہے۔

دنیا کا آخری مذہب **اسلام** ہے اسکے یہاں بھی پہلے یہی رعایت تھی۔
قرآن کی آیتیں لوگوں کو یاد تھیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان نے اُسے علم سفینہ
بنایا اور اسی ترتیب کی نظر سے عثمان جامع القرآن کہلاتے ہیں۔ یہی کیفیت
عیسائی وغیرہ مذاہب کی بھی ہوئی ہے۔

نرگرنتھ لفظ کی وضاحت کے لئے اسی قدر سامان کافی ہے۔

جین دہرم ابتداہی سے علم سینہ ہوتا ہوا چلا آیا۔ غالباً اُپنشدوں کے علم
سینہ ہونے کی بابت بھی بات صحیح ہوگی۔

جینیوں کے سویت امبر فرقہ کا خیال ہے کہ ان کے دہرم کا ضابطہ پٹنہ کے کونسل
کے بعد سنہ مسیحی سے چار سو برس پہلے باقاعدہ مرتب ہوا۔ لیکن اسکی موجودہ اور آخری
صورت ولبھی مقام کے جلسہ کے بعد قائم ہوئی۔

دگمبر فرقہ کے جینی کہتے ہیں کہ یہ کام وکرم سمت کے ۱۱۴ ویں برس میں ہوا ہو
اور یہ زیادہ قرین قیاس بھی معلوم ہوتا ہے۔

نرگرنتھ جینیوں کے اصول اس طرح بہت دنوں بعد گرنتھ بدھ ہوئے اور بیشمار
کتابیں تصنیف اور تالیف ہوئیں۔ علمی دور آگیا۔ اور علوم وفنون کے ہر شعبہ کی
کتابی صورت ظہور میں آئی۔ اور وہ اپنے ساتھ رقابت اور حسد کی بلا بھی لائی۔

سمت ۸۴۶ بکرمی میں سوامی شنکراچاریہ جی مہاراج نے غیظ وغضب میں ہم نہیں
کشتیوں میں بھر بھر کر ڈبونا شروع کیا اور اپنی دانست میں ہم انکا خاتمہ ہی کردیا تھا۔ لیکن
عاقبت اندیش جینیوں نے نیپال۔ سرون بیل گولا۔ اور میواڑ کے تہ خانوں میں
زمین کے نیچے دھنا کر ان کو کسی حد تک بچالیا۔ لیکن چونکہ وہ مفید زیادہ نہیں۔

سوامی شنکر اچاریہ جی مہاراج کے مرتے ہی راجاؤں اور مہاراجوں نے پھر سرپرستی کا وعدہ کر کے انہیں برآمد کرایا۔ بہت سی کتابیں تو معدوم ہو ہی چکی تھیں۔ کچھ تھوڑی سی باقی بچیں۔ لیکن جینیوں کے دل میں ہیبت چھا گئی تھی۔ اور وہ ہیبت انگریزوں کے آنے کے بعد بھی دور نہیں ہوئی۔ یہ وجہ ہے کہ جینی ابتک اپنی کتابوں کو چھپایا کرتے تھے۔ اور اب بھی چھپاتے ہیں۔

اس جنگ بے ہنری کا نتیجہ جینیوں کے لئے سخت مضر اور زہریلا ثابت ہوا۔ جینی زبردستی تبدیل مذہب کے لئے مجبور ہوئے۔ تعداد تو یونہی قتل و خون کے سلسلہ میں نہایت کم ہو گئی تھی۔ جو لوگ بچے تھے نئی نئی چھوٹی موٹی کتابیں بھی لکھنے لگ گئے۔ ان میں سے بہت آدمی ایسے تھے جنہیں اصلیت سے خبر نہیں تھی۔ ہاں معتقد ضرور تھے۔ روایات میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ سچائی مغلوب ہوئی۔ اور اس عقلی طریق کو سخت صدمہ پہنچا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جو تعلیم ہم تک پہنچی ہے وہ وہی ہے جو مہابیر سوامی کی ذات سے منسوب تھی۔ اور اس میں بہت کچھ فاسد اضافہ نہیں ہوا ہے کیونکہ ہم جہاں تک بودھوں کے نوشتہ جات کو دیکھتے ہیں۔ باوجود مذہبی رقابت کے ان میں پھر بھی "جن" لفظ کی عزت تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے بدھ بھگوان سے سوال کیا "کیا تم جن ہو" آپ نے جواب دیا "ہاں ہم جن ہیں۔ جو نفس پر فتحیاب ہو وہ جن کہلاتا ہے" شنکر اچاریہ سے پہلے جین دھرم عالمگیر ہو گیا تھا۔ اور جین دھرم اور بدھ دھرم پہلو بہ پہلو اپنے اپنے طریقہ کے موافق ملک کی مذہبی اخلاقی اور روحانی خدمات انجام دے رہے تھے (ان کے درمیان اختلاف تو ضرور تھے لیکن ان کے شگاف بہت فراخ نہیں تھے)

سوامی شنکراچاریہ نے جین اور بودھ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا تھا۔ ہمارے آریہ سماجی بھائی بڑے ناز اور فخر سے مسلمانوں کی شکایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اسکندریہ وغیرہ کے بیشمار کتب خانے سوخت کرا دیئے۔ لیکن وہ اپنے بزرگوں کے سلوک کو نہیں دیکھتے کہ اُنکے یہاں جینیوں اور بودھوں پر کیسی کیسی سختیاں کی گئی تھیں۔ جن کی نظیر مسلمانوں کے مظالم میں بھی نظر نہ آئیگی بودھ بھاگ نکلے۔ دوسرے ملکوں میں جاکر پناہ لی۔ جینی نہیں بھاگے بُری طرح مارے گئے اور اُنکا علمی خزانہ سخت بیرحمی کے ساتھ برباد کیا گیا۔ اور اب بھی نفسانیت و خصومت کی وہی بُو باقی چلی آتی ہے۔

جینیوں پر سخت ظلم کئے گئے۔ بودھوں کے ساتھ نہایت بیرحمی کا سلوک کیا گیا مسلمان مندروں کو ڈھاکر مسجد بنا لینے کے ملزم ہیں۔ کیا بودھوں اور جینیوں کے مندر ہناروں کے دست بُرد۔ نمار نگری اور چھین جھپٹے کی پیٹ میں نہیں آئے؟ یہ جگناتھ پوری کا مندر کس کا ہے؟ جس میں ابتک ناخوشگوار قومی تہذیب مٹنے کی یادگار کسی نہ کسی صورت میں باقی ہے ایسی ہی حال اور مندروں کا بھی ہوا۔ شاکر ہے ظلم کے یہ تواریخی واقعات معدوم کرا دیئے گئے ورنہ اُن سے پتہ چلتا کہ ہندوں نے ہندوں پر مذہبی بغض و عناد کے جوش میں کیا کیا ستم نہیں ڈھائے ہیں۔

بودھ تو بھاگ نکلے۔ آجتک جلاوطن ہیں۔ بچے کھچے مٹھی بھر جینی آجتک موجود ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے۔

لیکن کیا جین دھرم معدوم ہوگیا؟ نہیں شنکراچاریہ کے بعد مدراس میں شٹ کوپ نامی ایک بزرگ نے شری سمپرداکی بنیاد ڈالی۔ جو وشنو دھرم کا پیش رو

اور مشہور ہوا ہے۔ یہ دور اندیش اور پاک شخصیت تھی۔ جس کے یہاں ذات پات اور
چھوت چھات کا پرہیز تھا۔ اِس بزرگ کا آئین جین دھرم کی اگر اصلی نہیں تو نقلی اور کسی
صورت ہے۔ اُس نے جینیوں کے بہت سے اُصول مستعار لئے۔ ایک نئے مذہب کی
بنیاد ڈالی جو ظاہری باتوں میں جینیوں سے مشابہ ہے۔ یہ کچھ دنوں تک کام کرتا رہا۔
یون اچاریہ یا منا چاریہ اور یمونا چاریہ کے بعد اسکی گدی پر سوامی رامانج آچاریہ بیٹھے
یہ سوامی شنکر اچاریہ کے اصول کے مخالف تھے۔ شری سمپردا انکے عہد میں۔
وششٹ ادویت کے نام سے مشہور ہوا۔ اور شٹ کوپ جی کے دھرم میں پھر وہی
چھوت چھات اور ذات پات آگھسی۔ ہاں اہنسا کا اُصول جوں کا توں تسلیم
کیا گیا۔ تاہم انہیں بھی جینیوں کے ساتھ عداوت تھی۔ اور دکن کے جینیوں کو انہوں
نے اپنا مذہب دینا شروع کیا۔ سوامی رامانج آچاریہ کے بعد وشنوؤں کے درمیان
پھر نئی شق پیدا ہوئی۔ اِس کے بانی سوامی مادھو اچاریہ جی ہوئے۔ جنہوں نے
اپنے پنتھ یا نئی سمپردا کا نام "دویتا دویت" رکھا۔ یہ شنکر مت اور رامانجی مت کے
مانند سخت نفرت کرنے والے نکلے۔ انکے بعد وشنوؤں کی چوتھی شق ظہور میں
آئی۔ جسکی بنیاد سوامی ولبھ اچاریہ جی نے ڈالی۔ یہ شق شُدھ ادویت کہلاتی ہے
یہ ویدانت کی چار شاخیں ہیں جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔ ان میں سے شنکر اچاریہ
جی نے تو بدھ دھرم کے ذیادہ تر آکر اسکی اور اُسکے ساتھ جینیوں کی بھی خبر لی۔ اکثر
لوگ شنکر جی کو چھپا ہوا بودھ کہتے ہیں۔ انکی تعلیم میں اُسکی چھپی ہوئی روح موجود
ہے۔ صرف ویدانتی ہونے کی تمیز زیادہ ہے اور چونکہ یہ نہایت عقیل اور دانشمند
فلاسفر گذرے ہیں۔ انہوں نے نہایت خوبصورتی اور قابلیت کے ساتھ وید

اُپنشد، برہمہ سوتر، گیتا کے مضامین کو ملا جلا کر ویدانت کی معقول اتحادی صورت بنائی۔ جو دنیا کے استعجاب اور حیرت کا مضمون ہے۔ اس نظر سے انکی جسقدر تعظیم کی جائے بجا ہے۔ یہ تو ظاہر ظہور جینیوں کے دشمن تھے۔ باقی ویدانت کی اور شاخیں جو انکی مخالفت میں پیدا ہوئیں اُنکے درمیان کیثر حدتک جین دہرم کے مسائل، طرز عمل، اور عملی اُصول، روح بن کر موجود ہیں۔ رامانج سوامی نے جو کچھ کیا وہ اس قدر نوشتہ جات میں نہیں آیا۔ بلبھ آچاریہ جی نے اور طرح پر جینیوں کے درمیان اپنا اثر ڈالا۔ مسلمانوں کا عہد تھا۔ اسقدر سختی بھی نہیں کیجا سکتی تھی۔ تاہم اس بزرگ نے بچے کھچے جینیوں پر جو تجارت پیشہ بن گئے تھے۔ اپنا اثر ڈالا۔ اور دولتمند اگروال، جھیشوری، اوسوال، کھنڈیوال، بھاٹیہ وغیرہ جینی مذہب کو چھوڑ کے بلبھ سمپرداے کے نام لیوا ہو گئے۔ یہ طریق نہایت سختی سے جینیوں کے بعد ترک حیوانات کے اُصول کا پابند ہے۔ اور گوشتخواری کو جائز نہیں قرار دیتا۔ اس خصوصیت کی نظر سے جینیوں کا یہ سچا مقلد ہے۔

انکے علاوہ رامانند جی وغیرہ کی کتنی سمپرداے چلیں جو گوشتخواری سے پرہیز رکھتی ہیں۔

یہ شکست یافتہ مظلوم اور ستم رسیدہ جین دہرم کی فتح ہے۔ جس کا سکہ دلوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ جینیوں کی تعداد لاکھوں کم ہو گئی۔ لیکن اُسکی روح ان سب میں موجود ہے اور اس لئے وہ بالکل مردہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور کم از کم اُس کا ایک اُصول اہنسا کا اسقدر مؤثر ثابت ہوا کہ اُس کے سامنے سب کو سر نگوں ہونا پڑتا ہے ہندو شروع سے گوشتخوار رہتے تھے۔ ہندو اب بھی گوشت کھاتے ہیں اس سے

انکار کرنا سورج پر دھول ڈالنا ہے۔ جینی شروع ہی سے گوشت خواری سے پرہیزگار ہیں
جینی اب بھی گوشت نہیں کھاتے اِس سے انکار کون کرسکتا ہے! ۔
ہندوں کے مذاہب فرقوں نے جینیوں کے اہنسا کے زیر اثر آکر نرمیدہ
یگیہ۔ اسومیدہ یگیہ۔ گومیدہ یگیہ وغیرہ کی اور طرح پر تاویل کرنی چاہی۔ بہت کچھ
ہاتھ پاؤں بھی مارے۔ لفظوں کے توڑ مروڑ سے کام لئے۔ لیکن کیا اُنکو کبھی کامیابی
ہوئی؟ کبھی نہیں۔ اور پھر اس طرح ہاتھ گھُما کر ناک پکڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے
صاف طریقہ میں اہنسا کی پابندی کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا۔ یہی تو جینی کہتے
چلے آرہے ہیں۔ اور یہی ہندوں کے اور جینیوں کے درمیان بنار مخاصمت ہے
یہ نہیں ہوتا۔ لیکن ایسا ہونا چاہیئے۔

جین دھرم گو محدود التعداد ہے۔ لیکن اسکی روح سب میں محیط کل ہوتی
جارہی ہے۔ اور اگر وسعت کے ساتھ خیالات کی اشاعت کیجائے تو کامیابی
کے امکان کی اُمید کیجا سکتی ہے۔

تیسرا باب

جینیوں کے فرقے

جینیوں کے فرقے متعدد ہیں۔ اوروں کو کون کہے۔ عام ہندوں کا یہ خیال ہے
کہ جینی صرف ایک ہی گروہ ہے جسے ہمارے پورب کے اضلاع میں سراوگی کہتے ہیں

سراوگی جہاں تک میں سمجھتا ہوں کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے۔ بلکہ خانہ دار گرہست جینی ہی سراوگی کہلاتے ہیں۔ پنجاب میں یہ بالعموم بھابڑے کہلاتے ہیں۔

تاہم جینی کئی فرقوں میں منقسم ہیں۔ ان کا ایک فرقہ دِگمبری کہلاتا ہے۔ یہ سنسکرت لفظ دِک (آکاش) اور امبر (لباس) سے نکلا ہے۔ برہنہ اور ننگے کو دِگمبر کہتے ہیں ہندوؤں کے درمیان شِو بھگوان کا یہی نام ہے۔ جنکی بابت یہ روایت ہے کہ وہ برہنہ مادر زاد رہتے تھے۔ ایک زمانہ تھا جب ایسے سادھو ہندوؤں کے درمیان کہیں کہیں نظر آجایا کرتے تھے۔ اب یہ گروہ معدوم ہو گیا ہے۔ دِگمبری جینی بھی ننگے نہیں رہتے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ انکے سادھو یا سنت کو بھی برہنہ رہنا چاہیئے۔ وہ غذا اور خواہش کے محتاج نہیں ہوتے۔ انکے سادھو شاید اب بھی اسی طرح برہنہ رہنے کے عادی ہیں۔ کم از کم میں نے ایسا نہیں دیکھا۔ برہنہ رہنے کا خیال نیا نہیں ہے۔ بہت قدیم ہے اور جینی اور ہندو دونوں میں عام ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال رشبھ دیو جی کے زمانہ سے چلا آتا ہو۔ کیونکہ جب انہوں نے ترک دنیا کیا تھا تو اسی وضع میں رہتے تھے۔ یہ روایت ہے۔ دِگمبر جینی اپنی مورتوں کو کپڑے نہیں پہناتے انکی مورتیاں ننگی بنائی جاتی ہیں اور اس وجہ سے ہندو معترض رہتے ہیں کہ ننگی مورت کا دیکھنا پاپ ہے۔ لیکن یہہ اعتراض ہی اعتراض ہے۔ جب خود ہندوؤں میں ننگے سادھو (ناگا) اب تک موجود ہیں تو جینیوں کی بابت انکا یہ اعتراض بیجا ہے۔

دِگمبر اور جینیوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ عورتوں کو نجات یا مکتی کی برکت سے

* برہنہ رہنے والے سادھو اب بھی موجود ہیں۔

محروم تصور کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انکے یہاں کبھی عورتوں کے وہار یا مٹھ نہیں ہوا کرتے تھے۔ یہ صرف اپنے آپ کو سچا جینی مانتے ہیں اور سویت امبر فرقے تک کے ضابطہ کو غلط قرار دیتے ہیں۔

دوسرا فرقہ **سویت امبر** (سفید پوش) کہلاتا ہے۔ یہ نام غالباً انکی اپنی سفید پوشی کیوجہ سے نہیں بلکہ سادہوں کی سفید پوشی کی وجہ سے ہے۔ اِس فرقہ کی آبادی اور فرقوں سے زیادہ ہے اور یہ لوگ اپنی عورتوں کو زیورات وغیرہ سے آراستہ کرتے ہیں۔

نرگر نتھ کب سے دگمبر یا سویت امبر کہلانے لگے۔ یا انکا جینی نام کب سے پڑا؟ بحث طلب تواریخی مضمون ہے اور کب سے مختلف فرقوں میں منقسم ہونے لگے تھے۔ اس کا بھی پتہ لگانا آسان نہیں ہے۔ اسکے سوا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے قدیم شاخ کون ہے اور جدید کون ہے۔ دونوں ہی اپنے آپ کو قدیم بتاتے ہیں اور دوسرے کو نیا قرار دیتے ہیں۔ ممکن ہے **دِگمبر** بمقابلہ سویت امبر کے پرانے ہوں۔ لیکن یہ میرا اپنا قیاس ہے جس کے صحیح ہونے کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ قیاس اس وجہ سے ہے کہ دِگمبر گروہ سویت امبر گروہ کے مقدس نوشتہ جات کو مقدس قرار نہیں دیتا۔

صرف یہی دو قسمیں جینیوں میں نہیں ہیں بلکہ انکے سوا اور بھی کئی فرقے ہیں۔ جو اس طرف پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک لنکا گروہ ہے جو بت پرستی کا سخت مخالف ہے اور ہر قسم کی مورتیوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کیا عجب میں نے ہوشنگ آباد میں نربدا کے کنارے جو جین مندر دیکھا تھا اسی گروہ کا ہو۔ اس میں

اُونچے چبوترے پر جین گرنتھ جزدان میں لپیٹے ہوئے رکھے تھے۔ اِس مندر کی پوجاری ایک عورت تھی۔ قیاس کہتا ہے کہ اس فرقہ میں عورتوں کے برخلاف وہ نفرت نہ ہوگی جو دگمبروں میں ہے ورنہ اس عورت کو پوجاری نہ بنایا جاتا۔ میں نے پوچھا مائی! مندر میں مورتی کیوں نہیں ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ مورتی پوجا پاپ ہے ہمارے یہاں صرف گرنتھ کی پوجا ہوتی ہے۔

یہ پوجارنی ناواقف تھی زیادہ حالات نہ بتا سکی۔ اور اُس وقت مجھے جین دہرم کے ساتھ اس قدر دلچسپی بھی نہیں تھی۔ جو اور دریافت کرتا۔

بت پرستی کی طرف سے نفرت دلانے کا خیال اسلام سے پیدا ہوا۔ اور گرنتھ پوجا یا کتب پرستی کا خیال گورو گوبند سنگھ صاحب کی ہدایت کے موافق ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ خیال سکھ پنتھ کی تقلید ہو۔ لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ اس لنکا گروہ کی ابتدا ۱۴۵۲ء میں قائم کی جاتی ہے۔ دوسرے گروہ بالعموم ڈھنڈھی ڈھنڈیا۔ یا استھانک واسی کہلاتے ہیں۔

حیدرآباد دکن کے علاقہ جات میں اکثر جینی مجھ سے ملنے آیا کرتے تھے۔ یہ بالعموم ناخواندہ تھے اور اپنے دہرم کرم سے ناواقف تھے۔ اُن کو صرف اسقدر علم ہے کہ وہ جینی ہیں اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتے۔ اور نام کے سوا اپنے عقائد میں وہ ہندؤں سے زیادہ مشابہ ہیں۔

چوتھا باب

جینی تیرتھنکروں کے حالات

جینی تیرتھنکروں کے حالات اول تو ملتے ہی نہیں۔ صرف دو تین کے حالات ملتے ہیں۔ اور جو ملتے بھی ہیں وہ بہت مبالغہ آمیز ہیں۔ اِس لیئے جن خاص خاص بزرگوں کے تذکرے میں نے اپنی پہلی کتاب "جین بزبانت کلپدرم" میں اکھٹا کیئے تھے انہیں ذیل کی سطرات میں اختصار کے ساتھ قلم بند کرتا ہوں۔ انکا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے جان جائیں کہ وہ کس پایہ کے بزرگ تھے۔

پہلی فصل

رشبھ دیو۔ آدی ناتھ پہلے تیرتھنکر

رشبھ دیوجی۔ نابھی راج کے لڑکے تھے۔ ماں کا نام مرودیوی تھا۔ اجودھیا میں پیدا ہوئے اور وہیں کے راجہ بنے۔ ابتداہی سے دانائی اور انصاف پسندی کی عادت تھی۔ ماں باپ دونوں کو اُنکے حسن صورت اور حسن سیرت پر ناز تھا۔ چہرہ طلائی کُندن کی طرح دمکتا تھا۔

جب یہ بالغ ہوئے نابھی راجہ نے انکو تاج و تخت حوالہ کیا اور آپنے مرودیوی کو ساتھ لے کرتپ کرنے کی نیت سے بدریک آشرم کا رستہ لیا۔

رشبھ دیوجی نے بڑی خوبصورتی سے راج کا کام سنبھالا۔ کئی ملک

فتح کیئے انھیں اجودھیا کی سلطنت میں شامل کیا۔ یہ صاحب ایجاد بھی ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کاشتکاری کے فن کے تمام آلات جو اس وقت رائج ہیں انہیں کے دماغ کی اختراعات ہیں۔ تجارت کو فروغ دیا۔ کثیر الاولاد تھے۔

جب یہ مدت العمر تک سلطنت کا کام کر چکے سلطنت لڑکوں کے درمیان تقسیم کی۔ بھرت جی انکے بڑے لڑکے تھے۔ جن کے تذکرے ہندو پورانوں میں جڑ بھرت کے نام سے آتے ہیں اور جن کی وسیع سلطنت کی تعظیم اور یادگار کے طور پر یہ ملک بھارت ورش کہلاتا ہے۔

رشبھ دیو جی نے پھر اپنی زندگی لوگوں کے اپدیش دینے میں صرف کی۔ ملک میں گوشتخواری کا رواج بہت بڑھ گیا تھا۔ اور یگیوں میں حیوانات بہ کثرت مارے جاتے تھے۔ انکو رحم آیا۔ اہنسا کا وعظ کرنے لگے۔ اور یہی اہنسا کا اصول جین دھرم کی بنیاد ہے۔

روایتوں سے پتہ چلتا ہے بہت بڑی عمر پائی تھی۔ آخری عمر میں یہ بالکل سنت فقیروں کی طرح رہنے لگے تھے۔ کھانے۔ پینے پہننے۔ اوڑھنے کا خیال کسے ہوتا ہے اسی مستی میں وہ کیلاش پربت کی طرف گئے اور وہیں نروان حاصل کیا۔

یہ اس قابل تعظیم بزرگ کی سیدھی سادھی زندگی کے حالات ہیں۔ یہ زندگی ضرور پُر از واقعات رہی ہوگی اس میں کسے شک ہوسکتا ہے۔ لیکن نہ تو اس سے زیادہ ہندو پوران اس پر روشنی ڈالتے ہیں اور نہ روایات ہی مددگار ہوتی ہیں۔

یہ جینیوں کے پہلے تیرتھنکر اور آدی ناتھ تھے اور ہندو انھیں اپنے چوبیس اوتاروں میں وشنو کا اوتار مانتے ہیں۔

(✻)

دوسری فصل

نیمی ناتھ جی - بائیسویں تیرتھنکر -

نیمی ناتھ جی سوری پور میں پیدا ہوئے تھے جس کا مشہور نام دوارکا ہے۔ یہ سمدر وجے راجہ کے لڑکے تھے۔ ماں کا نام شیوارانی تھا۔ صورت شکل کا رنگ سیاہ کنول کی رنگت کی طرح تھا۔ یہ بچپن ہی سے ساہت چت والے اور گیانی دھیانی کہلاتے تھے اور اکھنڈ برہمچاری مانے جاتے ہیں۔ اور رشبھ دیو جی جیسے رحم دل اور نرم مزاج تھے جینی کہتے ہیں اُن کی دوارکا جی کے کرشن بھگوان اور ہندوؤں کے مکھیہ آٹھویں وشنو اوتار کیساتھ رشتہ داری تھی ورایک لڑائی میں یہ اُنکے رقیب بھی تھے۔

جب جوانی کا وقت آیا ماں باپ نے راج متی نامی سورٹھ دیش کے ایک خاندانی سیٹھ کی لڑکی سے شادی کرنی چاہی۔ شادی قرار پاگئی۔ اتفاق وقت شادی کا لباس پہنے ہوئے یہ اپنے شہر کے مکان کے پچھلے حصہ کی طرف سے گذرے وہاں بہت سے مویشی بھوکے پیاسے بندھے ہوئے تھے اُنکی حالت قابل رحم تھی۔ آپنے دریافت کیا۔ یہ کیوں اسقدر کثرت سے بندھے ہوئے ہیں۔ رکھوالے نے سبب بتایا۔ انھیں رحم آیا۔ اُنکے آزاد کرنے کا حکم دیا۔ چرواہے کو پس وپیش ہوا۔ بمجبوراً اُن سب کے گردن کے بندھنے خود اپنے ہاتھوں سے کھول دیئے وہ تو نکل بھاگے۔ اِنکے دل میں طرح طرح کی خیالات پیدا ہوئے۔ شادی کو نامبارک سمجھا۔ فقیر ہوگئے۔ جب تپ اور اہنسا کی تعلیم کی اشاعت سے تعلق رکھا' اس طرح ریاضت کی زندگی بسر کرتے ہوئے وہ گرنار پربت پر پہنچے۔ سمادھی لگائی اور اسی حالت میں نروان پد کو حاصل

کیا۔ یہ گرنار پربت جوناگڈھ کے قریب ہے اور انکی تعظیم میں جینیوں کی زیارتگاہ اور تبرّک استھان ہے ٭

تیسری فصل

راج متی

شوہر کے سادھو ہو جانے پر راج متی نے باپ کے گھر رہنا پسند نہیں کیا۔ یہ بھی یوگنی ہو گئی۔ گرنار پر آئی۔ سخت سے سخت تپ کئے اور فنافی الریاضت ہو گئی۔

اسکے خیال اور طرز تعلیم کے مضمون کو کسی گجراتی شاعر نے اِس طرح نظم بند کیا ہے۔

(۱) برسات کا موسم ہے۔ کوئل کوک رہی ہے۔ چمپا کے پھول ہر چہار طرف بہ کثرت کھلے ہوئے ہیں۔ زمین نے ہری ہری گھاس کی سبز چادر اوڑھ رکھی ہے۔ یہ موسم کام دیو کا بھڑکانے والا ہے۔ صرف سخت ورن دہارن کرنے والے ہی اُس کے دام سے آزاد رہتے ہیں۔

(۲) نیمی ناتھ نے تپ کے ورن دہارن کرنے کی عملی اور زندہ مثال قائم کی۔ دیکھو وہ پہاڑ کی اونچی چوٹی پر بیٹھے ہوئے کس طرح ریاضت میں محو ہیں۔ اگر آدمی گرے تو ہڈی پسلی چور چور ہو جائیں۔ لیکن اُنکو نہ مرنے کا خوف ہے نہ زندگی کی ہوس ہے وہ رنج و غم اور دنیا کے ملوّثات سے آزاد ہیں۔

(۳) کام دیو نے وِسوامتر جیسے منی کو مار گرایا۔ شرنگی رشی کے تپ کو بھنگ کر دیا۔ اِس موذی سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے۔ یہ وہ دشمن ہے جو اُس کے پھندے میں پھنسا ہلاک ہوا۔ اِسی نے سونے کی لنکا کو مٹی میں ملا دیا۔ اور راون کے خاندان کو اس طرح غارت کرا دیا کہ اُس کے گھر میں کوئی چراغ بتی جلانے والا تک نہیں باقی رہا۔

محتاط! محتاط!! محتاط!!! اے انسان! تو محتاط رہ!

(۴) تیل ہے۔ بتی ہے۔ زندگی کا چراغ جل رہا ہے۔ اگر کام کی تیز ہوا اسے نہ لگے تو وہ کتنے بھولے بھٹکوں کو راہ دکھائے گی اور وہ روشنی کے اظہار میں لگا رہیگا کام کی ہوا کا جھونکا ذرا اسے لگنے دو۔ پھر کیا ہے! بجھ جاوے گا اور تاریکی چھپا جائیگی۔

(۵) گھربار چھوڑا۔ دھن دولت ترک کیئے کس کے لئے؟ اگر تو سچا تھا تو تپ کے سانگ بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ سچے آدمی دنیا میں کم ہیں۔ ان پر افسوس ہے جو سچائی کا دامن نہیں پکڑتے!

(۶) حسن کا کمال چند روزہ ہے۔ جوبن دو دن کا ہے۔ بھونرا گھوم پھر کر کنول کے اردگرد منڈلاتا ہے۔ دو دن کے بعد پنکھڑیاں بکھر جاوینگی۔ پھول مرجھا جاوے گا سرخی کی جگہ سیاہی آجاویگی۔ رس غائب! خشکی موجود! خوشبو کا پتہ نہیں! بدبو آنے لگے گی۔ اے نادان بھونرے! تیری عقل پر افسوس ہے!!!

(۷) کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ سب کے سب دکھدائی ہیں۔ جو انکے پھندے میں پھنسا بری طرح سے مارا گیا۔ اسکی زندگی کی جڑ کٹ گئی۔ کون ہے جو اسے مصیبت سے بچا سکتا ہے؟ افسوس! آدمی آپ ہی اپنے کرموں کی الجھن میں پھنستا ہے اور دوسروں کو ناحق الزام لگاتا ہے!

(۸) اے جینی! تو اپنے ورت کو یاد کر۔ شکل کو یاد کر سچا جینی بن۔ دشمن پر فتح حاصل کر۔ جو انہیں جیت لیتا ہے وہی جن ہے۔ وہ بھوساگر کے پار جاتا ہے۔ اور سِدھ شلا پر آسن جماتا ہے۔

چوتھی فصل

پارسنا تھ جی

تیئسویں ۔ تیر تھنکر

پارس ناتھ جی تیئسویں تیر تھنکر تھے ۔ باپ کا نام اشو سین ۔ ماں کا وا ما دیوی تھا ۔ اشو سین ۔ کاشی کا راجہ تھا ۔ یہ اُسکے بڑے لڑکے تھے ۔ ان کا رنگ نیلا تھا کاشی میں پیدا ہوئے اور پارسناتھ پہاڑ پر تپ کر کے نروان حاصل کیا ۔

کہتے ہیں جین دہرم کی ترتیب انکی ذات سے ظہور میں آئی اور انھوں ہی نے دہرم کرم کے قاعدے منضبط کیئے جن کا ذکر کسی اور جگہ ان صفحات میں آئیگا ۔

پانچویں فصل

مہابیر ۔ وردھمان

چوبیسویں ۔ تیر تھنکر

پارسناتھ جی کا ظہور غالباً سمبت کے نوسو برس پہلے بتلایا جاتا ہے اِنکے ڈھائی سو برس کے بعد مہابیر سوامی پرگٹ ہوئے ۔

باپ کا نام سدھارتھ اور ماں کا پریہ کارنی تھا ۔ پیدایش کی جگہ کنڈل پور ہے ۔ اور نروان پاوا پوری میں ہوا تھا ۔ صورت شکل کا رنگ زرد طلائی تھا ۔

سدھارتھ ۔ اکشواکو بنس کا راجا تھا ۔ اُس نے وردھمان جی کو پڑھایا لکھایا ۔ شہسواری ۔ تیر زنی ۔ اور راج کاج کے تمام کرتب سکھائے ۔ وہ اپنے زمانے کے عالم

فاضل تھے۔ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کے پنڈت سمجھے جاتے ہیں لیکن قدرت میں وہ کسی اور ہی کام کے لئے وضع ہوئے تھے۔ باپ کی خواہش تھی کہ وہ اُسکے بعد راجہ ہوں لیکن سندکار کچھ اور ہی قسم کے تھے وہ دھرم راجہ بنکر آئے تھے۔ بچپن ہی میں وہ قدرت کے سربستہ راز کی گرہ کشائی میں حصہ لیتے تھے او یوگ اور گیان کے مسائل کی گتھیاں سلجھایا کرتے تھے راجہ کو خوف ہوا کہ کہیں یہ ورکت دنیا رک الدنیا) نہ ہوجائیں۔ اِس خیال کے زیر اثر اُس نے اُنکی شادی کردی۔ بیوی کا نام یشودا تھا۔ اُسکے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جوانوجا اور پریہ درشنا کے نام سے موسوم تھی۔ اسی ایک واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ظاہری اور رسمی باتوں کا کس حد تک پاس کرتے تھے۔ اِس لڑکی کے بطن سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی

اُنکا ایک بڑا بھائی تھا جو باپ کے بعد راجہ ہوتا۔ جب یہ اٹھائیس برس کی عمر کے ہوئے اُسنے انکو راج کا کام سپرد کرنا چاہا۔ کیونکہ یہ بہت ہر دلعزیز تھے۔ لیکن یہ راضی نہیں ہوئے۔ پھر بھی اُس نے زبردستی دو برس تک اپنے پاس رکھا۔ دنیا کے نشیب و فراز کو سمجھایا لیکن سب بے اثر ثابت ہوا۔ بڑے بھائی نے کہا۔ ”وردھمان! کشتری کا دھرم راج کرنا ہے۔ سب کو اپنا ماتحت بناؤ۔ سلطنت کو بڑھاؤ۔ تاکہ ہمارا گھرانا دنیا میں ممتاز ہو“

وردھمان نے جواب دیا۔ ”راج کا نام واقعی قابو میں لانا ہے۔ اور راج دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک اندرونی۔ دوسرا بیرونی۔ آپ بیرونی ملک پر حکومت کیجئے۔ ملک کو دشمنوں سے صاف کیجئے۔ میں اندرونی سلطنت کا انتظام کرونگا۔ کام۔ کرودھ وغیرہ دشمنوں کو ٹھکانے لگاؤنگا آپ تخت پر بیٹھکر ملکوں کو قبضہ میں لاؤ۔ میں انساں کے

دلوں کو اپنا تختگاہ بناؤنگا۔ میں جن ہو کر دنیا کو فتح کرونگا آپ اکھنڈ راج کرو۔ میں بھی اکھنڈ راج کرونگا۔ جگت کے پرانی دکھوں کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ میں اُن کے دکھوں کے ساتھ لڑکر انہیں ان سے نجات دلاؤنگا۔ دنیا سے دُکھ کا خاتمہ ہو یہ میری زندگی کا فرض ہوگا۔ آپ اپنی رعایا کو خوش اور آباد رکھو یہ آپ کا فرض ہے۔ میرا۔ آپ کا اس معاملہ میں مقابلہ ہوگا۔ اور میں دیکھوں گا کون زیادہ کامیاب ہوتا ہے اور کس کو لاثانی اور دائمی فتح حاصل ہوتی ہے"۔

بھائی چُپ ہو گیا۔ کہتا بھی تو کیا کہتا۔

ماں باپ نے بہتیرا سمجھایا۔ عورت نے روکنا چاہا۔ روئی۔ چلائی۔ شور مچایا۔ لیکن انکو قوتِ ارادی کا کمال حاصل تھا۔ کسی کی نہیں سُنی۔ پتھر کو جونک نہیں لگتی اور نہ پانی میں پڑے ہوئے پتھر کے اندر اُسکی رطوبت داخل ہوتی ہے۔ جب تیس برس کی عمر ہوئی ایک دن چپکے اُٹھ کھڑے ہوئے جنگل کا رستہ لیا۔ بہن۔ بھائی۔ ماں باپ عورت۔ لڑکی سب نے واویلا مچایا۔ ماتم برپا کیا۔ لیکن پنجرے کے باہر نکلا ہوا۔ اور پھڑ پھڑاتا ہوا پرند کب دوبارہ قید میں آتا ہے۔

گھر سے نکل کر کاشی آئے۔ بھکشو بنے۔ ایک سُونسان جگہ میں بیٹھکر بارہ برس تک سخت تپ کیا۔ کھانے پینے تک کا خیال دل سے دور ہو گیا۔ شریر کا دو تہائی سوکھ گیا۔ ہڈیاں جیسے جی میٹ دیا۔ نہ کسی سے بولنا نہ چالنا۔ سردی آئی اور چلی گئی۔ گرمی آئی اور آگ برسانے لگی مستقل مزاج تپسوی پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ موسم برسات آیا۔ موسلا دھار پانی برسا۔ آندھی اور پانی کے صدمہ سے تناور درخت اُکھڑ گئے۔ لیکن اس تپ کرنے والے نے ٹس سے مس نہیں کیا۔

تپ سے کیا نہیں ہوتا۔ دل کا مضبوط ارادہ کیا نہیں کر لیتا! دبی ہوئی انسانی کمال کی طاقتیں اُبھر کھڑی ہوئیں۔ گیان ملا۔ اندرونی آنکھیں کھل گئیں۔ روشن ضمیر ہو گئے۔

ایک بھکشو نے حاضر ہو کر درخواست کی "مہاپربھو! اب دھرم کی مریادا قائم کیجئے اور اپنے اُپدیش سے دُکھیوں کو سُکھی بنائیے۔"

یہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور سفر کرتے ہوئے راج گرھ میں پہنچے۔ یہاں ایک دیہاتی پنڈت ملا۔ جو جِت کا چنچل تھا اور جسے اپنی پنڈتائی پر ناز تھا۔ ان سے بادبواد کرنے پر آمادہ ہوا۔

انہوں نے کہا "تو دھرم کا شائق ہے یا اپنی علمیت دکھانے آیا ہے؟"

اس معمولی سوال نے اسکی دلی حالت کو بدل دیا۔ جواب دیا "میں دھرم کا متلاشی ہوں۔"

آپنے فرمایا "دیکھ دھرم مجھ میں ہے۔ میں دھرم کی مجسّم صورت ہوں۔ مَیں ہی اِس دنیا میں دھرم ہوں۔ مجھ میں اور میرے روپ میں دھرم کا درشن کر۔ تجھے جس دھرم کی تلاش ہے وہ میں ہی ہوں۔"

یہ انکی سیدھی سادی باتیں سُن کر حیران رہ گیا۔ کلام میں تاثیر تھی۔ دل میں کھُب گئی اور وہ انکا شاگرد ہو گیا۔

پھر یہ دورہ کرتے ہوئے شراوستی اور ویشالی نگری میں آئے اور ہزاروں کو اپنا معتقد بنایا۔ کشانتی شہر کا راجہ سنا تک انکا شاگرد ہوا۔ رفتہ رفتہ اس اُپاتزعلمی زندگی کے دور کا یہ نتیجہ ہوا کہ بیشمار آدمی دھرم میں شریک ہوئے۔

کہتے ہیں یہ اُپدیش ہیں تھوڑا وقت دیتے تھے باقی وقت تپ میں گذرتا تھا اسلئے انکی زندگی ہی تپ کی زندگی تھی۔عملی زندگی بمقابلہ زبانی جمع خرچ کے انکی تعلیم کی خصوصیت تھی۔

انکی مجموعی عمر بہتّر برس تھی۔تیس برس تک خانہ داری کی۔بارہ برس تپ میں گذرے اور تیس برس دہرم کی اشاعت میں گذرے۔

آخر عمر میں پاواگڈہ آئے اور وہاں ہی انکا نروان ہوا۔

بُدھ بھگوان کے ہمعصر تھے۔یہ خبر نہیں دونوں بزرگ باہم کبھی ملے تھے یا نہیں۔لیکن وہ اکثر انکا ذکر کیا کرتے تھے۔"ناٹ پُت" کا لفظ بودھوں میں انہیں کے لئے مخصوص ہے۔

انکے نروان کا سال سنہ مسیحی سے ۵۲۷ برس پہلے ہوا ہے۔پاواگڈہ اب پاواپوری کہلاتا ہے۔اور یہاں انکی یادگار میں میلا لگتا ہے۔

دگمبر فرقہ کے جینی کہتے ہیں مہابیر سوامی نے شادی نہیں کی تھی وہ تمام عمر برہمچاری بنے رہے۔*

چھٹی فصل

جینی تیرتھنکروں کے نام معہ ولدیت وسکونت وغیرہ کے

نمبر	نام	باپ کا نام	ماں کا نام	پیدائش	نروان کی جگہ	رنگ
۱	رشبھ دیو آدی ناتھ	نابھی راج	مرو دیوی	اجودھیا	کیلاس پربت	طلائی
۲	اجت ناتھ	جت شترو	وجے دیوی	”	پارسناتھ ہل سمید شکھر	”

* نہ انکے کسی بڑے بھائی ہونا بتلاتے ہیں۔

نمبر	نام	باپ کا نام	ماں کا نام	پیدائش	نروان کی جگہ	رنگ
۳	سمبھو ناتھ	جتاری	سوسینا	شراوستی	پارسناتھ پربت سمید شکھر	طلائی
۴	ابھی نندن ناتھ	سمور	سدھارتھا	اجودھیا	"	"
۵	سومتی ناتھ	میگھ پربھو	سومنگلا	"	"	"
۶	پدم پربھو	دھرن شری پر	سوسیما	کوشمبی	"	سُرخ
۷	سوپارسناتھ	سوپرتشٹھ	پرتھوی	کاشی	"	سبز
۸	چندر پربھو	مہاسین	لکشمنا	چندرپوری	"	سفید
۹	پشپ دنت	سگریو	راما	کاکنادی	"	"
	سیدھی ناتھ					
۱۰	سیتل ناتھ	درڑھ رتھ	سونندا	بھدرک پوری بھدیلا	"	سرخ
۱۱	سری یانس ناتھ	وشنو رائے	وشنو شری وشنا	سنگھ پوری	"	زرد طلائی
۱۲	واسو پوجیہ	وسو پوجیہ	وجیا۔ جیا	چمپا پوری	چمپا پوری	"
۱۳	ومل ناتھ	کرت ورمن	سولیا شیاما	کام پلیہ	پارسناتھ پربت	"
۱۴	اننت ناتھ	سنگھ سین	سرشیا سوییشا	اجودھیا	"	"
۱۵	دھرم ناتھ	بھانو رائے	سوورتا	رتن پوری	"	"
۱۶	شانتی ناتھ	وشوسین	ایرا دیوی	ہستناپور	"	"
۱۷	کنتھو ناتھ	سوریہ پربھو سور	شریمتی دیوی	ہستناپور	"	"
۱۸	ارنا تھ	سدرشن	سمترا دیوی	"	"	"
۱۹	ملی ناتھ	کمبھ رائے	پرکشتا پربھاوتی	متھلا پوری متھرا	"	سیاہ

نمبر	نام	باپ کا نام	ماں کا نام	پیدایش	نروان کی جگہ	رنگ
۲۰	منی سوورت	سومتر	پدماوتی	کوساگر راجگرہ	"	زرد طلائی
۲۱	نمی ناتھ	وجے رتھ	ویرا	متھلاپوری متھرا	"	شیامرخی مائل
۲۲	نیمی ناتھ	سمدروجے	شیوادیوی	سوری پور دوارکا	گرنار	
۲۳	پارسناتھ	اشوسین	واما	کاشی	پارسناتھ پربت	نیلا
۲۴	مہاویر وردہمان	سدھارتھ	پریہ کارنی ترشلا	کنڈاپور	پاواپوری	زرد طلائی

یہ چوبیس تیرتھنکر دنیا میں مشعل طریقت یا (نور حقیقت) بن کر آئے تھے۔ یہ چوبیس ہی کیوں ہوئے پچیس یا زیادہ یا اِس تعداد سے کم کیوں نہیں ہوئے! اس کا سبب کسی کو معلوم نہیں۔ یا اگر معلوم ہو تو ہم کو اسکی خبر نہیں ہے۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ ایرانیوں میں بھی زردشت نبی تک کل چوبیس ہی نبی ہوئے ہیں۔ جن کے نام سے چوبیس نسک (نسخے یا صحیفے) نازل ہوئے ہیں اور جن کے نام مقدس دساتیر نامی کتاب میں درج ہیں۔ انکے یہاں نبی یا رسول کو دستور کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں بھی چوبیس ہی اوتار ہیں اور آخر میں بدھ دھرم کے بدھوں کی بھی یہی گنتی گنائی گئی ہے۔ کیا ان میں سے سب ایک دوسرے کے مقلد ہیں یا یہ عقیدہ کسی عام اور مشترکہ خیال کے زیر اثر پیدا ہوا ہے؟ اس سوال کا جواب کہیں بھی نہیں ہے۔ جینی بیشک ایسا کہتے ہیں کہ ایک کلپ میں صرف چوبیس ہی تیرتھنکر ہوتے ہیں۔ کیوں اسی قدر ہوتے ہیں یہ نہیں بتایا جاتا۔ اِس لئے انکے یہاں مہابیر سوامی تیرتھنکر آخر الزماں ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کے یہاں حضرت محمد ختم المرسلین یا ایرانیوں کے درمیان زردشت ختم الدساتیر ہیں۔ ہندوں کے

درمیان چوبیس وتاروں کا سلسلہ کلپ کی نظر سے نہیں ہے بلکہ چترنگی کے حساب سے ہے اور ست جگ سے لیکر کلجگ تک دس اوتار ہوئے اور چودہ گون ہو آکرتے ہیں اور مجموعی تعداد چوبیس پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔ بودھوں نے آخری بودھ کو چوبیسواں قرار دیا۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ اب آیندہ نہ ہونگے۔ گوتم بدھ کے بعد ... کی آمد کی پیشینگوئی کردی گئی ہے۔

جو کچھ ہے جینی تیرتھنکروں کو انسانِ کامل مانتے ہیں اور یہی انسان کامل مکمل ہو چکنے پر ایشور کہلاتے ہیں۔

یہ دنیا کو جتانے آتے ہیں یا دنیا کو جتانا انکے انسانی کمال کا خاص وصف ہے اسکے بعد یہ سدھ گتیہ ہوکر نروان پد کو حاصل کرتے ہیں اور انسان کی تقلیدی مثال کے لئے نمونے بن جاتے ہیں۔ جب یہ گذر جاتے ہیں انکی تعلیم کے سلسلہ کو انکے خاص شاگرد کچھ دنوں تک اپنی زندگی میں جاری رکھتے ہیں اور پھر یہ کام آچاریہ کرتے ہیں۔ جینی مت میں ان خاص شاگردوں کو گن دھر کہتے ہیں۔ جن کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے۔ مثلاً۔

رشبھ دیوجی کے گندھر		۸۴ تھے
اجت ناتھ کے	//	۹۰
سمبھو ناتھ کے	//	۱۰۵
ابھی نندن ناتھ	//	۱۰۳
سومتی ناتھ	//	۱۱۶
پدم پربھو	//	۱۱۱

سوپارسو ناتھ کے گندھر		۹۵
چندر پربھو	//	۹۳
پشپ دنت	//	۸۸
ستیل ناتھ	//	۸۱
سریانس ناتھ	//	۷۷
واسو پوجیہ	//	۶۶
ومل ناتھ	//	۵۵

انت ناتھ کے گن دھر	۵۰	منی سوورت کے گن دھر	۱۸
دھرم ناتھ "	۴۳	نمی ناتھ "	۱۷
شانتی ناتھ "	۳۶	نیمی ناتھ "	۱۱
کنتھو ناتھ "	۳۵	پارسو ناتھ "	۱۰
ارہ ناتھ "	۳۰	اور پھر	
ملی ناتھ "	۲۸	مہابیر سوامی کے گندھر ۱۱ ہوئے ہیں۔	

ان سب کے حالات بھی تاریکی میں ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا اس لئے اُنکے تحفظ کا اہتمام نہیں ہوا۔

انکے سوا جینیوں کے درمیان (۱) بارہ چکرورتی (۲) نو نارائن (۳) نو پرتی نارائن (۴) نو بلبھدر (۵) نو نارد (۶) گیارہ رُدر (۷) چوبیس کام دیو اور (۸) چودہ کلک۔ وغیرہ مانے جاتے ہیں۔ جن کے خاص خاص اوصاف مقرر کئے گئے ہیں ان سب کی صراحت طوالت ہے اور چونکہ وہ مذہبی عقائد سے متعلق ہے اور سرسری مطالعہ کرنے والے معمولی طالب علم کے لئے دلچسپی کی کشش نہیں رکھتے اُن کے بیان سے دیدہ و دانستہ گریز کیا جاتا ہے۔

چھٹا باب

کیا جینی مورتی پوجک۔ یا بُت پرست ہیں ؟

جینی عام طور پر مورتی پوجک مشہور ہیں۔ اور یہی الزام کو دھوں پر بھی لگایا جاتا ہے

ہمارے بھائی آریہ سماجی کہنے کے عادی ہیں کہ ہندوؤں کے درمیان مورتی پوجا کا رواج جینیوں کی دیکھا دیکھی شروع ہوا۔

یہ دونوں ہی خیال غلطی پھیلانے والے ہیں۔

نہ جینی مورتی پوجک ہیں اور نہ ہندوؤں نے مورتی کا طریق جینیوں سے سیکھا ہے ہندوؤں کو جینیوں کے رسم و رواج سے ہمیشہ نفرت رہی ہے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ہندوؤں نے جینیوں سے مورتی پوجا سیکھی ہے تو پھر ہندو مذہب کی قدامت پر دھبہ آئیگا اور وہ جینیوں کے مقلد اور پیرو کہلانے لگیں گے جو شاید ہی کوئی ہندو پسند کرے گا۔

اور میں تو ہندوؤں کو بھی اس نظر سے مورتی پوجک نہیں سمجھتا جس نظر سے یہ الزام انکے سر تھوپا جاتا ہے۔

جسے بت پرستی کہا جاتا ہے وہ دراصل ایک غلط العام فصیح لفظ ہے جینیوں کے مندروں میں مورتیں رکھی جاتی ہیں انکی تعظیم کا بھی اہتمام ہوتا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن اس کا مقصد یہ کبھی نہیں ہے کہ یہ پتھر کی مورتیں بہ ذات خاص انکے معبود ہیں۔ پرستش یا دھیان کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ تو ضرور ہی ہونی چاہیئے ورنہ دھرم کی اشاعت کا اہتمام غیر عملی ہو جاتا۔ یہ سبب مندروں کی تعمیر کرنے کا ہے ممکن ہے بہت دنوں اسی قسم کا عمل ہوتا آیا ہو۔ بعد ازاں جس وقت انکو دھرم کی اصلاح کا خیال آیا۔ کونسل منعقد ہوئے۔ اور اس وقت دلوں کے اندر ایک قسم کا بھاؤ پیدا کرنے کی نیت سے کوئی صورت وہاں گھڑ کر رکھدی گئی۔ اور انکو تیرتھنکر یا بدھ کی مورتی کا نام فرضاً دیدیا گیا۔ تاکہ دلوں پر اثر پیدا ہو۔ یہ روایت محض ہے اور

صحیح بھی معلوم ہوتی ہے۔ اسکے بعد سے ہر معبد کے اندر اس قسم کی مورت رکھنے کا فطرتی
طور پر رواج بڑھتا گیا جو اب تک نظر آتا ہے۔ یہ مندروں میں مورتی رکھنے کا تواریخی
واقعہ ہے۔ ورنہ جین قوم نے کتابوں تک کے رکھنے کا اہتمام نہیں کیا تھا اور صدیوں
سے بزرگ نسخہ کہانی چلی آرہی ہو وہ مورتی کی پرستش کی طرف کیا توجہ دیگی! اسکے
جو اہینر تنکر جس زمانہ میں ہوئے ہیں اُس وقت عملاً شاید ہی بجنسہ اُنکی مورتی
بنانے کا رواج رہا ہو یہ ضرور ہے روایتی طور پر اُنکے رنگ، قد و قامت اور جسامت
کے تذکرے نسلاً بعد نسلاً زبانوں پر چلتے رہے ہوں لیکن عقل تسلیم نہیں کرتی کہ یہ
کسی بزرگ کی اصلی اور ٹھیک مورتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ سب کی سب فرضی اور خیالی ہیں
اور اُن کا مقصد صرف مذہبی جذبہ کے پیدا کرنے کا تھا۔

مندروں میں مورتی رکھنے کا ایک سبب یہ تھا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ عام آدمی لطیف خیالات کو اُس وقت تک بمشکل سمجھ
سکتے ہیں جب تک اُنکی کثیف صورت نہیں بنا دی جاتی۔ اس وجہ سے قریب قریب
دنیا کے تمام مذاہب میں بطور یادگار چیز یا علامتی نشان رکھنے کا رواج ہوا اور یہی
چیز یا علامتی نشان دلوں کے اندر خاص قسم کے جذبات کی تحریک کے باعث ہوئے
تقدس کے جذبہ پیدا کرنے کے لئے کسی نہ کسی قسم کے نشان رکھنے کی ضرورت تو
محسوس ہی ہوتی جو اصلی خصوصیت بنجاتی ہے۔

جاپان کے ہر شہر میں بودھوں کے مندر بکثرت ہیں جن میں ہر جگہ بدھ دیو
کی مورتیوں کے رکھنے کا رواج ہے۔ لیکن وہاں ایک قومی مذہب اور بھی ہے جو
”شنٹو“ کہلاتا ہے۔ دوران سفر میں میں نے اس مذہب کا مندر کہیں بھی نہیں دیکھا

ممکن ہے ٹوکیو یا کیٹو میں کہیں ایسے مندر ہوں لیکن کم از کم میری نظر سے نہیں
گذرے اور دریافت کرنے پر بھی پتہ نہیں چلا۔ یہ مورتی نہیں پوجتے صرف شیشہ وغیرہ
کی شکل کے چنھ رکھ لیتے ہیں اور انہیں بالعموم بودھ مندروں میں جگہ دیجاتی ہے
جن کو اپنا مذہبی فرض ادا کرنا ہوتا ہے وہ وہاں جاکر اُسے ادا کرتے ہیں۔ جاپان میں
بودھ دہرم کی حیثیت پیوندی مذہب کی ہے یہاں وہ شنٹو طریق میں بطور پیوند کے
لگایا گیا ہے اور چین میں جاکر بھی بدھ دھرم کنفیوشزم۔ اور تاوزم کا پیوند بنا جو اُس
ملک میں قدیم قومی مذاہب ہیں۔

کوئی مذہب خواہ کسی قسم کا ہو بغیر چنھ یا علامتی نشان کے چل نہیں سکتا ہاں
یہ دوسری بات ہے کہ یہ چنھ مسجد۔ مکان۔ گرجا وغیرہ کی صورتوں کا ہے یا کفِ دست
میدان یا درختوں کے کنج کی شکل کا ہے۔ خصوصیت تو خصوصیت ہی ہے خواہ وہ کسی
شکل کی ہو۔ خصوصیت ہی ایک ایسی شکل ہے جو عامیت کے درمیان تمیز کراتی ہے۔

مثال کے طور پر حروف کی ایجاد کے مسئلہ پر غور کرو۔ یہ آوازوں کے چنھ یا نشان
ہیں۔ بطور خود آواز نہیں ہیں۔ لیکن تحلیل اور ترکیب کے سلسلہ میں وہ آواز کی مراد
کے ذہن نشین کرانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ اور انکا مقصد بھی صرف اتنا ہے۔ مسجد
رکھنے سے کوئی مسلمان مسجد پرست نہیں کہلاتا۔ نہ مندر بنانے سے کوئی مندر پرست
ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مورتی بطور چنھ یا علامتی نشان کے رکھی جاتی ہے تو رکھنے والے
کو مورتی پوجک کہنا غلطی میں پڑنا ہے۔ مسجد سے مسلمانوں کی عبادتگاہ ہونے کا
خیال پیدا ہوتا ہے۔ گرجا سے عیسائیت کی پرستشگاہ کا تصور بنتا ہے کیونکہ وہ خاص
خاص وضع کے بنائے جاتے ہیں تاکہ تمیزی خصوصیت کو ذہن نشین کرادیں۔

اوم - الف - واو - میم - کی ایک تصویری یا مورتی یا شکل ہی تو ہے جو تحریری خط و خال کی صورت میں اصلی "اوم" کا خیال دلاتی ہے جب تحریری یا قلمی "اوم" اصلی اوم نہیں ہے تو جین مندر کی مورت اصلی تیرتھنکر خواہ نقلی تیرتھنکر کیسے کہلا سکتی ہے جینی اس بات کو جانتا ہے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ انسانی دل کسی نہ کسی شکل میں اپنے دلی اعتقادی یا حسی جذبہ کو عملی صورت دینے کا خواہشمند رہتا ہے۔ وہ ایک مندر بناتا ہے یا کسی بزرگ کے نام معنون کرتا ہے اور اسکے اندر بطور یادگار ایک مورت گھڑ کر رکھ دیتا ہے۔ کیا یہ مورت اسے اسکی یاد دلا دیتی ہے اور اسکے دلی تقدس کا جذبہ ابھر آتا ہے۔

یہ باعث ہے جو مورتی رکھنے کا محرک ہوا ہے اسکی وجہ سے کسی جینی کو مورتی پوجک کہنا ویسی ہی غلطی ہے جیسے کہ مسجد بنوانے سے کسی مسلمان کو مسجد پرست قرار دینا میں نہیں سمجھتا اس قسم کی مورتی رکھنے میں کیا ہرج اور کیا نقص ہے؟ اور وہ کس طرح ادہرم یا کفر ہے!

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر جینی مورتی پوجک نہیں ہیں تو پھر پھل پھول وغیرہ کیوں ان مورتوں کے سامنے رکھتے ہیں؟ اس کا سبب بھی انسانی تقدیس پرستی کا بے خطا جذبہ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے اس زمانہ کے مہذب انسان بھی تو ایسی یادگاری مورتوں کے ہار پہنانے اور انکی تعظیم کرنے کے عادی ہیں۔ یہ صرف تعظیمی جذبہ ہے۔ جو ہر انسان کے دل میں رہتا ہے۔ اسکی موجودگی کی وجہ سے وہ مورتی پوجک یا بت پرست تو نہیں کہلاتا۔

یہی بات جینیوں کی بابت بھی سمجھنا چاہئیے۔

مثال کے طور پر سمجھو ایک آریہ سماج کا مندر ہے۔ آریہ سماجی اپنے آپ کو مورتی کھنڈک کہتے ہیں لیکن میں نے آج تک ایسا ایک مندر بھی آریہ سماج کا نہیں دیکھا جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج خواہ اوم کے نقشوں یا وید کے منتروں سے نہ سجایا جاتا ہو۔ وہاں جا کر آخر تصویر، اوم کے نقشے یا منتر دیکھنے سے تعظیم، تصویر اور تقدیس کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہوگا یا نہ پیدا ہوتا ہوگا؟ اگر پیدا ہوتا ہے تو ایک طرح کی مورتی پوجا آ گئی۔ اور اگر نہیں پیدا ہوتا تو پھر انکار کھنا بے صرف بے سود اور نادانی کی حرکت ہے۔ یہ تصویر یا نقشہ یا جنتر آخر تو مورتی ہی ہیں۔ تصویر قلمی خط و خال کی صورتگری ہے۔ اوم کا نقشہ حرفی مورت ہے۔ منتر تحریری اور کاغذی مورت ہے۔ مورت تو تینوں ہی ہیں۔ پھر ایک آریہ سماجی اور ایک جینی کے درمیان فرق کیا رہا؟ جیسے یہ ویسے ہی وہ۔!

جیسے۔ آوئی ویسے بھان۔ دونوں پوجیں نام نشان

تعصب اور زبردستی دوسری چیز ہے اور انصاف اور حقیقت پسندی دوسری چیز ہے میں نے آج تک کسی جینی کو پارسناتھ یا وردھمان کی مورتی کے سامنے اس طرح سر بسجود ہو کر استتی کرتے ہوئے نہیں سنا کہ "اے مورتی تو تو پتھر ہے۔ چھینی کی کان سے نکلی ہے سنگتراش نے تجھے گھڑا ہے اور کسی بھگت نے مندر میں لا کر رکھ دیا ہے تجھے نمسکار ہو" بلکہ عام طور پر وہ مودبانہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔

منگلم بھگوان بیرو۔ منگلم گوتمو گنی
منگلم کندکندآریو۔ جین دھرموستو منگلم

جینی کسی حالت میں مورتی پوجک۔ یا بت پرست نہیں ہیں ممکن ہے کوئی شخص کہے "یہ صرف تم کہتے ہو۔ جینیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے" میرا جواب یہ ہے دراصل جینی

نہیں ہوں جو اُنکا خوشامدانہ گیت گاتا پھروں - عملاً جینیوں کے ساتھ میرا ربط ضبط بھی
نہیں ہے - ہاں میں بے تعصب ہوں - ہندو ہوں - رادھا سوامی پنتھ کا پیرو ہوں
جسے جین دھرم سے کوئی نسبت نہیں ہے - مجھ سے خیال ظاہر کرنے کی خواہش کی گئی
جو میں نے اپنی دانست میں صحیح اور سچا سمجھا اُسے کہہ رہا ہوں (۲) جینی خود اپنے آپ کو
اِس قسم کے مورتی پوجک نہیں قرار دیتے جیسا کہ ناواقف عوام کا خیال ہے -

رتن کرنڈ سِشراوک آچار کا مصنف سمنت بھدر اچاریہ جو جین مت کا
مستند آچاریہ ہوا اِس طرح کہتا ہے -

دریاؤں اور سمندروں میں نہانا - ریت اور پتھر اکٹھا کر کے پوجنا - پہاڑ سے گرنا - آگ میں جلنا
یہ عوام کی جہالت کا نتیجہ ہیں - خواہشوں کے زیر اثر دیوتاؤں کی پرستش کرنا سخت حماقت
ہے - کیونکہ یہ دیوتا خود جسمانی رغبت اور نفرت سے آزاد نہیں ہیں اور اس لئے پرستش کے
مقصد نہیں ہیں - یہ بھی سمجھ لے کہ جھوٹے یتی کی پوجا بھی گورو موڑھتا (غلط مرشد پرستی)
ہے کیونکہ وہ یتی ابھی تک سنسار چکر میں پھنسا ہے - اِس میں پھنسا - دولت اور پیشہ کا تیاگ
ابتک نہیں ہے "

اِس سے بہتر اور کیا سند ہو سکتی ہے! یہ غلط ہے کہ جینی مورتی پوجک ہیں - اُنکی پرستش
اور دلی تعظیم صرف اُن سچے گوروں کے لئے ہے جنہوں نے نفسانیت سے پاک و
صاف ہوکر - اور مکمل انسان بن کر نِروان حاصل کیا ہے - وہ اُنہیں تیرتھنکر کہتے ہیں
اور " ایشور " کا نام انہیں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے -

(۵)

جین مت کا کرم ۔ کانڈ

دھرم کی بنیاد ۔ وشواس ۔ عقیدہ ۔ یقین ۔ اور ایمان پر ہے ۔ یہ عام آدمیوں کا خیال ہے اور یہ خیال غلط نہیں ہے ۔ بلکہ صحیح ہے اور لفظ بہ لفظ صحیح ہے اگر وشواش ہی نہیں ہے تو دھرم کے کوئی معنے نہیں ہیں ۔ عام مذاہب کے پیرو کاروں نے جس بھاؤ ۔ خیال یا عقیدہ کو اپنے دل میں قائم کر لیا وہی اُنکا مذہب ہو گیا ۔ اور اس عقیدہ کے موافق جو کام کیا جاتا ہے ۔ خواہ جس قسم کا کام اُس عقیدہ کی پختگی کا باعث ہوتا ہے وہی کرم ہے ۔ خواہ جس قسم کے اعمال یا ضابطہ کی پابندی کی اُنکو تعلیم ملی ہے اُس تعلیم کا عمل میں آنا کرم ہے ۔

جین مت کا کرم کانڈ بہت پیچیدہ ۔ سخت اور کسی حد تک معمولی آدمیوں کے لئے غیر عملی ہے ۔ یہ کرم کانڈ کیا ہے ۔ ایک قسم کے مشکل تپ کا سادھن ہے جسکی پیروی آسان نہیں ہے ۔ یہ کیوں اسقدر مشکل رکھا گیا ہے اِس کا جواب دینا آسان نہیں ہے اور چونکہ تیر تھنکروں کے اپنے کلام براہ راست ہم تک نہیں پہنچے اُنکی بابت رائے قائم کرنے میں بھی پس و پیش ہوتا ہے ۔

پھر بھی جو کچھ ہدایت دی گئی ہے سچی اور صحیح ضرور ہے ۔ وقت ہو تکلیف ہو

لہ اِس باب میں جو کچھ قابل مصنف نے درج کیا ہے اگرچہ ایک حد تک درست ہے مگر بالکل جین دھرم کے سدھانت کے مطابق نہیں ہے ۔

مشکل سے عمل میں آئے۔ لیکن جب ایک مرتبہ عملی زندگی شروع ہو جاتی ہے پھر مسابقت ہو جانے سے وہ سہل بھی معلوم ہوتے ہیں۔ دقت جو کچھ ہوتی ہے وہ ابتدا ہی میں ہوتی ہے۔

اس کرم کی پابندی کے اندر انسان کے ان تمام فرائض کا شمول ہے۔ جس کا انسان کو اپنی ذاتِ خاص کی بھلائی اور سام مجلسی مفاد کی نظر سے لحاظ کرنا لازمی ہے اور اس نقطہ نگاہ سے جین دھرم کی تعلیم اور مذاہب کے مقابلے میں لاثانی نظر آتی ہے سختی ہویا دِقت ہو اس کا خیال نہیں کیا گیا۔ اپنا بھلا اور دوسروں کا اپنے ساتھ بھلا ہو۔ امن و امان اور شانتی قائم رہے۔ صرف اسی اُصول کا پاس کیا گیا ہے اور اس میں پس و پیش اور تامل کو گنجائش کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ یہ سادھوؤں کا طریق ہے۔ اور اگر گرہست جینی۔ گرہستیوں کے فرائض کا سختی کے ساتھ پابند رہے تو وہ اور مذاہب کے فقیروں اور سادھوؤں سے زیادہ شاندار نظر آئے گا۔

گرہستیوں کے فرائض بمقابلہ ورکتوں کے نسبتاً آسان ہیں اور وہ آسان صرف نسبتاً ہی کہے جائینگے۔

پہلی فصل

گرہستیوں کے فرائض

یہ فرائض دو قسم کے ہیں ایک ابتدائی۔ اور اُنکے بعد اخلاقی حالت کے درست ہو جانے پر آخری منزل آجاتی ہے جو ورکت یا سادھوں سے مخصوص ہے۔ بغیر اس کے خاطر خواہ تکمیل کے سادھو ہونا مشکل ہے۔ انکے سادہ اور سچے ہونے میں شک نہیں ہے

اورکاش اگر انسان انکا پابند ہوکر رہے تو انسانی نشانہ داری کے خوشنما اورخوشگوار ہوتے ہیں پھر کسے شک رہے گا۔

دھرم کے ابتدائی اخلاقی اصول

(۱) جین دھرم پر وشواس
(۲) منشی اشیا کے استعمال سے پرہیز۔
(۳) گوشتخواری سے پرہیز
(۴) بڑے گلے پھلوں کے استعمال سے گریز جن میں کیڑے کے رہنے کا خیال ہے اس فہرست میں شہد بھی داخل ہے۔
(۵) رات کے وقت کھانے پینے سے گریز

انکے ساتھ وہ حسب ذیل اصول کا پابند ہے

(۶) صرف صاف پانی پئے۔
(۷) شکار کبھی نہ کھیلے۔
(۸) کسی جاندار کو کسی صورت میں ایذا نہ پہنچائے۔
(۹) ہتکار کرنے سے باز رہے۔
(۱۰) دھرم کے روزانہ مذہبی فرائض انجام دے۔ جیسے پوجا وغیرہ۔
(۱۱) کھیتی نہ کرے علم کو معاش کا ذریعہ نہ بنائے۔ گانے کا پیشہ نہ اختیار کرے نہ صنعتگری۔ فوجی خدمت اس کے رزق کا وسیلہ بنے۔
(۱۲) عیاشی اور شہوت پرستی سے دور رہے۔

ان سے ذرہ اعلیٰ قسم کے اصول بھی کم وبیش اسی قسم کے ہیں۔ مثلاً

(۱) درشن - دھرم کے اصول سے واقفیت ہو اور اس کا پابند رہے۔
(۲) ورت - کی پاسداری پر مضبوطی سے قائم رہے۔ یہ حسب ذیل ہیں۔
(الف) اہنسا - (دل آزاری - گوشت خواری وغیرہ سے پرہیز)
(ب) جھوٹ کبھی نہ بولے۔
(ج) بغیر مالک کی رضامندی کے اسکی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائے۔
(د) پاک دل رہے برہمچاری بنے۔
(ہ) زندگی کی ضروریات کو سادہ اور محدود رکھے۔
(و) ایسی چیز نہ کھائے جس میں جانداروں کے رہنے کا خیال ہو۔
(ز) روزانہ کام - خورش وغیرہ میں باقاعدگی ہو۔
(ح) صبح - دوپہر - اور شام کو پوجا کرے۔
(ط) کسی کسی دن بالکل کھانا نہ کھائے۔
(ی) ان - دوا - گیان - اور آرام کا دان دیا کرے۔
(۳) تین مرتبہ روزانہ آدھ آدھ گھنٹہ سے زیادہ پوجا و چار اور من کی شدھی کے شغل کا شاغل رہے۔
(۴) پوشدھوپواس - ہر چودھویں روز مہینے میں دو مرتبہ اپاس (روزہ) رکھے
(۵) سچت تیاگ - گوشت اور تازہ نباتات نہ کھائے۔
(۶) راتری بھگت تیاگ - رات کو بالکل نہ کھائے۔ سورج ڈوب جانے پر بالکل نہ کھائے
(۷) برہمچریہ رکھے۔
(۸) آرمبھ تیاگ - دنیاوی تعلقات مصروفیت اور کاروبار سے گریز رکھے۔

(۹) پربگرہ تیاگ۔ } ان نینوں کا مقصد آہستہ آہستہ دنیا سے قطع تعلق کرنا۔
(۱۰) اُدِشٹ تیاگ } بتدریج علمی اور عملی واقفیت او تجربہ کو بڑھانا۔ گیان حاصل
(۱۱) انومتی تیاگ } کرنا اور آخر میں نجات کے معلم کی صورت میں دنیا کو نروان
کا راستہ دکھانا ہے۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جینی عملاً کہاں تک ان سیدھے سادے اصول کے پابند ہیں۔ غیر جینیوں کی نظروں میں تو یہ پتھر جیسے سخت معلوم ہونگے۔ لیکن انکی سختی بظاہر ایسی معلوم ہوتی ہے۔ سال بسال یا لگاتار اُنکے عمل کرتے رہنے سے عادتاً پھر وہ آسان ہو جاتے ہیں یہ ہر کام کا قاعدہ ہے۔

دوسری فصل

مذہبی۔ فرائض

اخلاقی فرائض یا نینہ نیمتک کرم کا مقصد زیادہ تر لوک کی درستی ہے اور مذہبی فرائض یا نیمتک بیوہار کا تعلق پرلوک کی درستی ہے۔ لوک اور پرلوک کی بہتری کے خیال سے چلے رہتے ہیں۔ ایک تو معمولی طور پر رسمی آداب کا پابند رہنا ہے دوسرا آورش یا اشٹ کی پراپتی کا ساذہن اور اُس دائمی او محیط خوشی کا حقدار ہونا ہے جو ہمارے اندر اور باہر پھیلی ہوئی ہے۔ خواہ جو پرے کی خوشی یا پرلوک کی خوشی یا پرم آنند ہے یہ بات صرف اُس وقت ممکن ہے جب اشٹ یا معراج کا انکشاف ہمارے اندر ہوتا ہے یہی سچا گیان اور گیان کی تکمیل ہے۔

یہ گیان چار طرح پر حاصل ہوتا ہے۔ خواہ اُسکے چار پہلو ہیں۔

(۱) نام (۲) ستھاپنا (۳) درویہ (۴) بھاؤ۔

نام ۔ آدرش کا سمرن یا یاد دہانی ہے جو اُسے ذہن کے اندر قائم کرنے میں مددگار ہوتا ہے اور نام کے لیتے ہی وہ دل میں خود بخود آجاتا ہے ۔ مثلاً کسی شخص نے کہا ۔ گائے ۔ گائے نام محض ہے ۔ اُس کے نام لینے سے گائے کی خیالی صورت خود بخود مع اپنے تمام اوصاف کے دل کے اندر داخل ہو گئی ۔ یہ نام جینیوں کے درمیان ۔ مہاویر وردھمان ہے ۔ نام لیا اور اُسکے لیتے ہی ایشور جنیشور یا جینیوں کے معبود کا تصور دل میں قائم ہو گیا ۔ اسکی لگاتار مشاقی سے اشٹ کی تمام خوبیوں اور اوصاف کا مخزن علمی اور عملی طور پر انسان کا دل ہوتا چلے گا ۔

دوسرا طریقہ ستھاپنا ہے ۔ اسکی عملی تدبیر اشٹ کی تصویر مورت یا اسکی کوئی مخصوص علامت یادگار یا نشان کو کسی جگہ ۔ مندر ۔ مکان ۔ معبد ۔ یا مٹھ میں قائم کرنا کرانا ہے اسکے دو فائدہ ہیں ۔ ایک تو خود اس عمل سے اپنی زندگی کی اصلاح کرنا ۔ دوسرے اوروں کی بہتری اور فلاح کی نظر سے اشٹ پد کی باقاعدہ یاد دہانی کرانے کی مثال قائم کرنا ۔ آدمی خود اپنے اشٹ کی تعظیم کرے اور دوسروں کے درمیان اُس کی تعظیم اور پرستش کا سامان مہیا کرے ۔ لوگ اسے بت پرستی کہیں کوئی اُنکی زبان کو نہیں روک سکتا ۔ لیکن یہ بت پرستی نہیں ہے ۔ لطیف آدرش کو ستھول جامہ پہنا کر پھر دلی لطافت کے طبقہ میں اُسے لیجاتا اور اُسی کے موافق بناتا ہے ۔

تیسرا طریقہ درویہ ہے ۔ اِس کا سمجھنا ذرا مشکل ہے ۔ اِس سے مراد دوسرے کلپوں کے تیرتھنکروں کی تعظیم ہے ۔ جیسی صرف ایک آدرش کو اپنے دلی ذہن کے اندر آباد کرتا ہے جس کے اندر وہ اور تیرتھنکروں کو شامل سمجھتا ہے ۔ وہ خود یا اُسکی زندگی خود

ماضی، حال، استقبال کی نظر سے ہے اس لئے اُسکے دل میں انکی تعظیم کے نادو دکا
رہنا لازمی ہے۔ درتویہ کا مقصد اتنا ہے۔
چوتھا طریقہ بھاؤ ہے۔ بھاؤ فطرتی جذبہ ہے۔ ابتدا میں یہ وشواس، یقین اور
ایمان کہلاتا ہے۔ مذہبی مراسم کے ادا کرنے کے زمانے میں اسکو تقویت ملتی رہتی ہے
اور وہ اسکے عمل سے پختگی حاصل کرتا جاتا ہے۔ اور پھر جب یہ عمل ہو جاتا ہے تو یہی گیان
اور سچائی ہو جاتا ہے۔ جو انسانی کمال کی مراد ہے۔ خواہ اسے یوں سمجھو۔ بھاؤ یقین کا
قدرتی جذبہ ہے جسے ہم اپنے سے جدا تمیز کر کے کہتے تھے کہ ہمارا بھاؤ یہ ہے۔ ابھی اس
سے ہم اس سے روز بروز قریب ہوتے جاتے ہیں اور مجسم بھاؤ بنجاتے ہیں اس وقت یہ
بھاؤ ہم سے جدا نہیں سمجھا جاتا۔ ہم خود بھاؤ یا بھاؤ روپ ہو رہتے ہیں۔ یہی گیان ہے۔
اُس وقت تمیزی تذات کا لعدم ہو جاتے ہیں۔

خیال۔ احساسی جذبہ ہے۔

سادھن۔ اِس جذبہ کا ستھاپنا یا قیام کی تدبیر ہے۔

درتویہ مجسم بھاؤ بننا ہے، اور

بھاؤ۔ اِس خیال کا کمال۔ مماثلت۔ یکسانیت اور ایکتو پنا ہے۔

یوں سمجھو۔ وشواس ہمارے اندر سچائی پیدا کرتا ہے۔ تپ اور وچار جو فلسفہ کے پہلو ہیں
اُسے ذہن نشین کراتے ہیں وہ عملی صورت اختیار کرتا جاتا ہے اور پھر زندگی مکمل ہو جاتی
ہے۔ اِن چاروں کے اندر تصوف کے چار مرحلے شامل ہیں۔ خواہ وہ کسی مذہب کا علم
معرفت ہو۔ اور جبین وہرہ بیشمار صورتوں میں اِن چار پدوں کے سمجھانے بجھانے کی کوشش
کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسکی اصطلاحات وغیرہ کی فہرست طول طویل ہو جاتی ہے

خیال تو خیال ہی ہے۔ دہارک جیون اُسکے صاف اور خالص بنانے کی تدبیر ہے وہ اس طرح صاف ہو جاتا ہے اور مکمل صورت میں جینی کے اندر گمان ۔ اُمید۔ طاقت بے خوفی ۔ انوبھو ۔ اور شانتی کو لاکر بھر دیتا ہے۔ اُس وقت جینی سچا جینی بن جاتا ہے تمام سفلی جذبات پر اُسے فتح نصیب ہوتی ہے اور جیون آدرشی ہو جاتا ہے سخت مشکل یہ ہے کہ ان باتوں کا سمجھنا اور سمجھانا مشکل ہو رہا ہے۔ آدمی فراخ دل۔ اہنسک معصوم پریمی ۔ وشواسی اور غیر متعصب ہو تو انہیں سمجھے ۔ ورنہ یہ آسان نہیں ہے۔

ساتواں باب

جینیوں کا طرز معاشرت

گو جین دہرم تپسیوں کا طریق معلوم ہوتا ہے لیکن وہ عملی ہے۔ غیر عملی نہیں ہے اور لوگ تو اُسے سن کر گھبرا جاتے ہیں اور سخت سمجھنے لگتے ہیں لیکن انکے آچاریوں نے ہزارہا برس کے تجربات اور مشاہدات سے اس مذہب کی بنا ایسے اصول پر قائم کی ہے کہ اگر معمولی اور عام جینی گرہست آشرم کے شراوک اصول کا پابند رہے تو عمر بھر وہ خود آہستہ آہستہ ایسی بہتر اور خوش تر روحانی کیفیتوں کا وارث ہو جاویگا جو اور مذاہب کے آدمیوں میں محنت شاقہ سے بھی بمشکل پیدا ہو سکے گی۔ کیونکہ انسانی زندگی کی بنیاد بچپن ہی سے دہارک ڈالی جاتی ہے۔ یہ خصوصیت انکے افراد کی صورت و شکل سے نمایاں تو رہتی ہے لیکن تعجب ہے کہ وہ ترقی کی حالت میں پہنچی ہوئی نظر نہیں آتی۔ اسکا سبب صرف یہ ہے کہ عملاً طرز معاشرت پسندیدہ ہے علماً وہ کورے ہی رہتے ہیں۔ انکی

زیادہ تعداد تجارت پیشہ ہے اور علمی ناواقفیت کی وجہ سے انہیں زندگی میں ایسا موقعہ نہیں ملتا کہ وہ ارتکا بنیاد کے اثرات روحانی نظر سے ابھار چہ آجاتے لیکن سامان اُنکے اندر کثرت سے موجود رہتا ہے۔ کاش اگر موقعہ ملتا رہے یا موقعہ دیا جائے تو اُنکے اندر بڑی بڑی شخصیتیں پیدا ہوتی رہتیں۔ تعلیم اور تدریس کی سخت کمی نظر آتی ہے۔

قانون وراثت پشت ہا پشت سے کام کرتا چلا آرہا ہے۔ ذرا تحریک اور ترغیب کی ضرورت ہے۔ پھر انسانی کمال حاصل کرنے میں انہیں وہ سہولیت ہوگی جسکی امید اور مذاہب والوں کے تعلیم یافتہ افراد سے کمتر کی جاسکتی ہے۔

جس ترک یا نفی کی تعلیم اور مذاہب میں اونچے درجہ کے آدمیوں کو ملتی ہے وہاں یہ عملاً ہر شخص میں ہے۔ اور اثبات کی صورت میں نمودار ہے۔

حیرانی اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ شروع ہی سے یوگ کے اصول کے پابند پائے جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے پانچ مہاورت سادھو سنتوں کے لئے مخصوص ہیں لیکن ہر جینی کی ابتدائی زندگی میں انکی خصوصیت نظر آتی ہے۔

(۱) اہنسا۔ یہ پہلا اصول ہے جینی گوشت نہیں کھاتا۔ صوفی کو ترک حیوانات کی تعلیم دیر سے ملتی ہے۔ یہاں بچپن ہی سے اس کا عملدرآمد کرایا جاتا ہے۔ اور دنیا میں جینیوں کے سوا کوئی ایسی قوم نہیں ہے جو سختی کے ساتھ اس اصول کی اس طرح پابند ہو۔ عموماً بچن من کرم سے جینی دل آزار نہیں ہوتا۔

(۲) ستیہ۔ من بچن کرم سے سچ بولنا۔ اس عادت کی اُنکے درمیان ویسی

کمی نہیں دیکھی جاتی جو اوروں میں ہے۔

(۳) کسی کے مال اور اشیا کو بلا اجازت نہ لینا۔ یہ اُنکے یہاں معمولی سی بات ہے۔ اِس کا سبب اول تو طرز عمل۔ دوسرے مجلسی تقلید۔ تیسرے ہر جینی کی مصروفیت کی زندگی ہے۔ جو حق و حلال کی کمائی کا محرک رہتا ہے۔ مستثنیات کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ عامیت کی نظر سے یہ بات کہی جا رہی ہے

(۴) برہمچریہ۔ جینی گو سب کے سب شادی شدہ ہوتے ہیں اور کمتر کنوارے دیکھے جاتے ہیں لیکن قوت کے افراد او باشی کے اُن الزامات اور بیہودگیوں سے زیادہ محفوظ پائے جاتے ہیں۔ جنکی اوروں میں شکایت ہے۔ ایک ناری سدا برہمچاری مشہور مسئلہ ہے

(۵) پرمی گرہ تیاگ۔ دنیاوی معاملات سے بے تعلقی۔ اِس میں کمی ہے۔ لیکن تمام جینی تارک الدنیا تو نہیں ہیں۔ جن کے اندر یہ وصف ہو۔ جینی بیشک اِس طرح کے انسان ہوتے ہیں۔

پانچویں اور آخری ورت کے سوا باقی چار ورت خود بخود اُنکے عمل میں موجود رہتے ہیں۔

اِس کا باعث صرف ایک اہنسا کے اصول کی پابندی ہے جو جین دھرم کا بنیادی اصول کہا جا سکتا ہے۔ اہنسا ضروری ہے۔ جو شخص من بچن کرم سے اس کا عامل ہوگا۔ اُس کا جیون خود بخود دھارمک ہوگا۔ اور ولی پاکیزگی کے تمام اوصاف کا اُس میں پیدا ہونا قطعی طور پر امر لازمی ہے۔

زندگی کا برباد کرنا پاپ ہے۔ کہنے کو ہر شخص ایسا کہتا ہے۔ لیکن کسی مذہب کے

بانی نے اسکی عملی صراحت کا اہتمام نہیں کیا۔ جینی کہتا ہے گوشت کھانا ترک کردو وہ گوشت نہیں کھاتا۔ اب اسکی ذات سے زندگی کے برباد کرنے کے جرم کا ارتکاب خود بخود نہ ہوگا۔ لوگ چرند و پرند اور کیڑوں مکوڑوں کو کیوں مارتے ہیں؟ صرف غذا کی نیت سے۔ اور اس طرح انکی غذا کے لیئے دنیا میں بیشمار زندگیاں روزانہ برباد ہوتی ہیں۔ اور برباد کی جاتی ہیں۔ یہ پاپ ہے۔ اور جین دہرم نے اِس پاپ کی جڑ میں کلہاڑی لگا کر ہمیشہ کے لیئے اسکی طرف سے بیفکر بنادیا۔ کہا جاتا ہے۔

جیو بنا جیوے نہیں جیوے جیوا ہار

زندگی کا انحصار زندگی پر ہے۔ بہتر زندگیوں کو قائم رکھنے کے لئے۔ کمتر زندگیوں کے قربان کرنے کا دنیا میں قدرتاً رواج ہے۔ ہنود بھی اہنسا کی سچائی کے قائل ہیں لیکن زندگی کی محفوظیت زندگی کے برباد کرنے سے ہوتی ہے۔ یہ خیال انکے اندر سرایت کیا ہوا ہے۔ پس انہوں نے نہ صرف یگیوں میں بھی حیوانی قربانی کے جواز کا فتوی دیدیا۔ جس پر اب تک عملدرآمد ہے۔ اگر ضرورتاً مصلحتاً ایسا کیا جاتا۔ تو شکایت کا استقرار موقع نہیں تھا۔ لیکن گوشت کا کھانا مذہبًا جائز ہو گیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں کی کوئی قوم سوا جینیوں کے ایسی نہیں ہے جو گوشت خوار نہ ہوگی۔ قدرت میں بڑے جانور چھوٹے جانوروں پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اِس سے انکار کیسے ہے لیکن انسان اِس قسم کی مخلوق بنایا گیا ہے۔ جس کے رزق کا دارومدار گوشت پر نہیں ہے۔ وہ قدرت کی صنعتگری کا کمال ہے اور اس کمال کا خاص وصف معصومیت یا اہنسا ہے۔ نباتات میں بھی زندگی ہے۔ لیکن اُن میں تیز احساسی جذبہ کے نہ ہونے سے اُن کا بطور غذا کے استعمال قابل مذمت نہیں ہے۔ حالانکہ بلا ضرورت نباتات کو بھی

کوئی عقیل انسان صدمہ پہنچانا گوارا نہ کرے گا۔

بدھ نے اپنے طور پر اپنی تمیز کے موافق بدھ دھرم کو جین دھرم کی اصلاح شدہ یا اصلاح کردہ شاخ کہی ہے۔ ممکن ہے میرا خیال صحیح ہو۔ ممکن ہے وہ غلط ہو گو ابتک مجھے اس خیال کے بدلنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ملی۔ بدھ دھرم بھی اہنسا کا معلم ہے۔ لیکن اسے اپنی اصلاح میں جین دھرم پر فوقیت حاصل نہیں ہوئی۔ مذہبا تو سبھی لیکن عملاً وہ پرہیزگار نہ رہ سکا۔ اوروں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

اسی طرح پینے کے معاملہ میں بھی جین دھرم کے احکام سخت ہیں۔ ہر قسم کی نشہ اور اشیاء کا پینا جو دل و دماغ کے لئے مضر ہیں منع کیا گیا۔ کھانا۔ پینا۔ زندگی اور تندرستی قائم رکھنے کی غرض سے ہے۔ منشیات یا نہ صرف دل و دماغ کی دشمن ہیں بلکہ تندرستی کے لئے بھی مہلک ہیں۔ اسکے سوا وہ نفسانی اور حیوانی غلبات کی محرک ہوتی ہیں۔ اور روحانیت کی مراد کے تو بالکل مخالف ہیں جینیوں نے اس کا بھی قطعی فیصلہ کر دیا اور اکل و شرب کے معاملہ میں معصومیت اور سادگی کے طریق کو اختیار کیا۔

اسی طرح جینی اُن پیشوں کی پیروی کے مانع ہیں جنکی وجہ سے۔ یا جن کے سلسلے میں زندگیاں برباد کی جاتی ہیں۔ دنیا میں محض غذا کی نیت سے کتنے جانور مارے جارتے ہیں جن کے شمار کا کوئی حد و حساب نہیں ہے۔ اسے بھی جانے دیجئے آرایش اور نمایش اور فرضی آسایش کے بہانے ہر سال کروڑوں اور اربوں زندگیاں تلف کی جا رہی ہیں۔ خوبصورت پروں کے لئے پرندے۔ ریشم کے لئے کیڑے سمور اور بالوں کے لئے حیوانات۔ ہڈی۔ چربی۔ وغیرہ کے لئے ان گنت مخلوق قتل

ہوتی ہے۔ کیڑے مکوڑے تک انسان کے ہاتھ سے محفوظ نہیں ہیں۔ کیا یہی انسانی
کمال کی فتوحات ہیں؟ جو شخص ان اشیاء کی تجارت کرتا ہے وہ زندگیوں کے
برباد کرنے کے پاپ کا بھاگی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص گوشت نہ کھائے تو بوچڑ
اور قصابوں کا وجود دنیا میں نہ ہے۔ خواہ اگر انسان جسمانی آرائش وغیرہ کی نظر
سے پر۔ بال۔ سمور۔ وغیرہ کی ضرورت نہ محسوس کرے تو انکی تجارت کرنے والے
آدمی کبھی بھول کے بھی ادھر توجہ نہ دیں۔ یہ سب غیر ضروری ہیں۔ اور اس وجہ سے
جین دہرم کا فرمان ہے کہ اسکے افراد ایسے پیشوں تک کا خیال بھی نہ کریں جن سے
ہنسا ہوتی ہے۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اہنسا کی عام اشاعت کیوجہ سے ہندوؤں کا راج پاٹ
گیا اور اس کا الزام جین دہرم کے سر زیادہ تھوپا جاتا ہے۔ اور اسکی لپیٹ میں بودھوں
کا بھی نام آتا ہے۔ یہ بالکل غلط فہمی ہے۔ اہنسا کی پابندی نے ہندوؤں کو کمزور نہیں
بنایا۔ کیونکہ ہندوستان میں جینیوں اور بودھوں دونوں کا راج رہ چکا ہے اور
بودھوں کی سلطنت کا زمانہ ہندوستانی تواریخ کا طلائی عہد کہلاتا ہے۔ اشوک
کی سلطنت بہت وسیع تھی۔ یہاں تک کہ وہ بھارت ورش کے سوا اور ملکوں کا بھی
حاکم تھا۔ یہ سب اہنسک تھے۔ ہندو قوم کے زوال کا باعث یہ نہیں ہے۔ اس کا
سبب قومی رقابت اور خانہ جنگی ہے۔ جس کا بیان کسی قدر پہلے صفحات میں آ چکا ہے
غلط غرور اور ذات پات کے بیجا ناز نے ملک میں نا اتفاقی کا بیج بویا۔ جب مل جل کر
رہنے کی عادت گئی۔ ایک قوم دوسرے کی دشمن بنی اور باہم گر لڑنے لگے
روز بروز کمزور ہوتے گئے۔ حفاظتِ خود اختیاری کے قابل نہ رہے تو غیر قوموں نے

آ کر دبوچ لیا اور یہ انکے محکوم ہو گئے۔

جینیوں کا طرز معاشرت بخوفی کا طریق ہے۔ اُنکی بے خوفی اسی ایک بات سے ظاہر ہے کہ جس فرضی ایشور کے برخلاف دوسرے مذاہب کو اعتراض کرنا تو درکنار زبان تک کھولنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی جینی صدیوں سے اُسکی تردید کرتے چلے آئے ہیں اور صاف اور واضح الفاظ میں صرف مکمل انسان کی مکمل شخصیت کو ایشور قرار دیتے ہیں جنھیں وہ تیر تھنکر مانتے ہیں۔ کیا یہ بزدلی ہے ؟

ان کی وجہ سے بزدلی نہیں آئی بلکہ اس کا سبب دوسرا ہی ہے جینی۔ اور بودھ دونوں اس تفرقہ انداز سبب کو مٹینا چاہتے تھے۔ اور بہت درجے تک اُسے میٹ بھی دیا تھا لیکن انسانی رقابت کا سفلی جذبہ طاقت پاکر اُبھر کھڑا ہوا۔ جینی اور بودھ دونوں ناکردہ گناہ معتوب اور مقہور مظلوم اور مقتول ہوئے۔ جو عنصر ہندوں کو بلند خیال بنا رکھتا وہ معدوم ہو گیا اور جینی اور بودھوں کے برباد کرنے والوں نے تمام ملک اور قوم کی بربادی کا سامان کثرت سے پیدا کر دیا۔ اور جیسا بیج بو یا گیا تھا اب اُسی کی فصل کاٹی جا رہی ہے۔

کرم پردھان وشو کر راکھا
جو جس کین سو تس پھل چاکھا

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

جین دھرم کے ماننے والے اپنے مذہبی طرز معاشرت کی وجہ سے معصوم جماعت ہیں تمام ملک کے جرائم کی سرکاری رپورٹیں نگاہ کر ڈالیے۔ جینی شاذ و نادر خال خال مجرم ملیں گے۔ یہ سب صرف اہنسا کے اصول کی پابندی ہے۔

اہنسا کی پابندی انسان کو بے خوف بناتی ہے اور یہ بے خوفی ہی انسان کے انسانی کمال کی اصلی اور نرالی شان ہے۔

ساتواں باب

جین دہرم کا مقصد۔ اور اُس کی پراپتی

تمام ہندو شاستروں کا مقصد مُکتی ہے مُکتی نجات کو کہتے ہیں۔ دُکہوں سے قطعی رہائی اور پرم آنند کی پراپتی کا نام مُکتی ہے۔ یہ مُکتی دائمی ہے عارضی نہیں مانی گئی ہے اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں قریب قریب سب کا اتفاق ہے۔ اور جینی بھی اُس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ہندوں کے درمیان صرف ایک آریہ سماج کا گروہ ایسا ہے جو اس دائمی مستقل اور لافانی مُکتی کا قائل نہیں ہے۔ اُس کی مُکتی چاہے کلپ کلپانتروں کی ہو لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ باقی اور درشنوں اور جینیوں کا بھی اس پر اتفاق ہے۔

یہ مُکتی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اس سوال کا جینیوں کے ہاں صرف ایک جواب ہے مُکتی (۱) سمیگ درشن (۲) سمیک گیان (۳) اور سمیک چارتر سے حاصل ہوتی ہے۔

سمیک کا ترجمہ ذرا مشکل ہے۔ سمیک درشن کی مراد راسخ الاعتقادی ہے۔ اُردو الفاظ میں سمیک درشن۔ مکمل یا موزوں وعقواس خواہ راسخ الاعتقادی کو کہتے ہیں۔ سمیک گیان مکمل یا موزوں علم وعقل۔ یا راسخ العلمی۔ یا راسخ العقلی ہے۔ سمیک چارتر موزوں مکمل طرز

(۱) موزونت کے ساتھ دیکھنا جس میں سمتا ہو۔

عمل یکمل موزوں طرز معاشرت یا راسخ العملی ہے۔ یہ تینوں ملکر مکتی کے ذریعہ یا سادھن ہیں
جین دھرم میں اسکو تری رتن یا متن رتن کہتے ہیں۔ سمیک درشن دو قسم کا ہے اثبات
اور نفی۔ دونوں کی بابت مکمل وشواش یا ایمان کا ہونا الیسا وشواش صرف کسی کسی حصہ
میں آتا ہے۔ ورنہ عام طور پر تو لوگ کمزور عقائد کے شکار بنے رہتے ہیں جس میں
ذرا بھی شک وشبہہ ہو وہ سمیک درشن نہیں ہے۔ سمیک درشن سے نہ صرف
اثبات اور نفی ہی کی یقینی سمجھ رہتی ہے بلکہ انکی نسبتی کیفیتوں کے پہلو بھی
نظر کے سامنے رہتے ہیں۔ جب تک اس طرح کی قابلیت نہ ہو اشیا کی اصلیت
اور انکے مقصد کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ جین دھرم اسکے سمجھانے میں مددگار ہوتا
ہے۔ اسکی تفصیلی اور طویل صراحت کی اِس مختصر کتاب میں ضرورت نہیں ہے
کیونکہ یہ اُن لوگوں کے لئے لکھی جا رہی ہے جنھیں جین دھرم کی تعلیم کے
ساتھ سابقہ نہیں رہا ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی سمجھانا کافی ہے کہ جین دھرم سچے
معنے میں دنیا کا اثباتی طریق ہے اور وشواش کے اثباتی پہلو پر اس کے سمجھنے کا
انحصار ہے۔

سمیک گیان (۲) سے یہ مقصود ہے کہ زندگی کی اصلیت اور زندگی کا مقصد
نظر کے سامنے رہے۔ اگر یہ عادت یا قابلیت انسان میں آگئی ہے تو وہ پھر مشکل سے
دھوکا کھائے گا بھٹکنے یا بھٹکنے کا اُس میں امکان نہ رہے گا۔

یہ گیان سمیک درشن کے تابع ہے اور مشاہدہ۔ قیاس۔ یقین اور تجربہ
پر اس کا انحصار ہے۔ اسکی صورت ایسی ہے کہ دل کے اندر تذبذب۔ توہم۔ اور شک
وشبہہ پیدا کرنے والے خیالات نہ رہیں۔ دنیا میں بھرم اور گیان کی کمی نہیں ہے

(۲) موزونیت کے ساتھ علم یا سمجھ جس میں سچا ہو۔

اور جہاں انکا سلسلہ چل نکلتا ہے پھر صحیح نتیجہ پہ پہنچنا سخت دشوار کام ہوتا ہے۔
آتما اکھنڈ ہے اُسکے ٹکڑے نہیں ہوتے۔ نہ وہ منقسم کیا جا سکتا ہے۔
لیکن معمولی انسانی عقل عارضی طور پہ بھی اِس خیال پہ قائم نہیں رہ سکتی جیسا انسان نے پہلے سمجھ لیا ہے۔ خواہ اُسے تعلیم ملی ہے یا صحبت کے زیر اثر اُسنے عقل کو کچھ پختگی دے رکھی ہے وہ اِسے آسانی سے نہ سمجھ سکے گا۔ اسلئے قلب کی صفائی اور دلی تمیز یہ لازمی شرط ہے۔ جب سمیک درشن (مکمل یا موزون وشواش) اور سمیک گیان (مکمل یا موزون علم و تمیز بویک) باہمدگر متفق ہوتے ہیں تو دل شک و شبہات سے آزاد رہتا ہے اور اگیان کے دام میں نہیں پھنستا۔ اور اُس کا نتیجہ زندگی کی خوشگواری۔ خوش ادائی۔ اور خوشنمائی ہوتی ہے۔

یہ سمیک گیان بھی کئی طرح کا ہوتا ہے جن کی تفصیل سے یہاں درگذر کیا جاتا ہے۔

سمیک چارتر(۳) جیسا پہلے کہا گیا ہے۔ سمیک درشن۔ اور سمیک گیان کے بعد آتا ہے۔ جب آدمی کے وشواش اور یقین کو علمی کسوٹی پر کس لیا گیا تو پھر اس میں نام کے لئے بھی بھرم نہیں رہا۔ قدرتی طور پر اب زندگی کا طرز عمل بھی اُنہیں کے مطابق ہوگا۔ اور یہ زندگی آپ ہی آپ اُسے معراج کی طرف ڈھکیلتی ہوئی لیجائیگی کرم کی مخالفت اور مزاحمت کا کھٹکا دور ہوتا چلیگا اور نیکی کی طرف قدم بڑھے گا۔
انسان کا سمیک چارتر۔ یا موزون طرز عمل اس قسم کا ہو کہ جسمانیت مغلوب رہے۔ اور روحانیت بالا دست ہو۔ بدی سے دوری اور نیکی سے قربت ہو۔ اس میں جین دھرم

(۳) موزونیت کے ساتھ طرز عمل جس میں سمتا ہو

کے تمام اخلاقی اصول اور کھان پان کے رنگ ڈھنگ وغیرہ سب کا شمول ہے
جن پر پہلے صفحات میں کچھ بحث ہو چکی ہے ۔

جین دہرم کا فلسفہ

جین دہرم کے دہرم کرم اور فلسفہ سب ملی جلی صورت میں چلتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فلسفہ کو کرم سے تعلق نہیں ہے۔ یا کرم صرف پابندی ضابطوں کا مجموعہ ہے وہ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جگہ چاہے یہ حالت ہو۔ لیکن ہندوں کا ہر طریق فلسفہ کی بنیاد پر قائم ہے اور اس لئے جینیوں کا بھی اپنا جدا گانہ فلسفہ ہے۔ اور اسکے عملی اور علمی پہلو پر نظر ڈالنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انکے درمیان اختلافات ہوتے ہوئے بھی بہت باتوں میں اتفاق ہے۔ جینیوں کا تری رتن فلسفہ ہی کا مضمون ہے۔ وہ انکے فلسفہ کی جان یا روح ہے اور انہیں کے اندر تمام باتیں آجاتی ہیں۔

تاہم جس نظر سے انکے فلسفہ کی جداگانہ صورت قائم کی گئی ہے اس پر بھی سرسری نگاہ ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جین دھرم کی اس لئے تین صورتیں قائم کر دی گئی ہیں جنھیں تری رتن۔ یا تین رتن کا نام دیا گیا ہے۔

سمیک درشن۔ یہ مذہب ہے جس میں ایشور اور جیو کے نسبتی تعلق پر نظر ہے

سمیک گیان یہ فلسفہ ہے جس میں اہم اور غیر اہم کے نسبتی اور باہمی تعلقات کی جانب نظر ہے۔ اہم ہیں یا خود انسان ہے۔ غیر اہم میں یا انسان کے علاوہ دیہ سب۔

سمیک چارتر یہ بیوہار ہے جس میں انسان انسان۔ اور انسان اور غیر انسان کے باہمی اور نسبتی تعلقات کی طرف نظر ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو تینوں ہی فلسفہ کی تدات ہیں۔

ایشور کو کوئی کسی نظر سے مانتا ہے۔ کوئی کسی نظر سے۔ کوئی اُس سے منکر ہے۔ کسی کو اس کا اقرار ہے۔ یہ اپنے اپنے وشواش اور خیال کی بات ہے لیکن ایسا کوئی آدمی دنیا میں نہ ملیگا جس کے وشواش۔ خیال یا عقیدہ کی معراج نہ ہو۔ اسی معراج کو اشٹ یا آئیڈیل کہتے ہیں۔ یہ آئیڈیل مکمل ہوتا ہے اور اسی کے موافق ہر شخص اپنی عقل و بھتر اور چال چلن کے بنانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اگر لوگ اس آئیڈیل کو ایشور مان لیں تو پھر مذہبی اختلافات اور تفرقات کی جڑ خود بخود بہت حد تک کٹ جاتی ہے۔ چاہئے کوئی ایشور وادی ہو یا غیر ایشور وادی ہو۔ آئیڈیل سب کا ہوتا ہے۔ اور اصلی معنی میں یہی ایشور اشٹ ہے۔ اوروں نے فرضی یا خیالی طور پر ایشور کے عقیدہ کو دل دیا۔ جینی۔ چونکہ خالص طور پر اثباتی اور اقراری طریق ہے۔ اس نے انسان کامل کے اصلی آدرش کو نظر کے سامنے رکھا ہے جس سے زیادہ اونچا اور عملی کوئی آئیڈیل نہیں ہوسکتا۔ اور اسی کو وہ تیرتھنکر کہتے ہیں۔ اس نظر سے اگر ذرا انصاف کا پہلو اختیار کرکے دیکھا جائے تو جین دھرم سے زیادہ آستک (ایمان پسند یا اثبات پسند) دنیا کا

کوئی مذہب دکھائی نہیں دیتا۔ اِس کے یہاں جو بات ہے صاف صاف ہے۔ اوروں کے یہاں وہی بات پردے میں رکھکر یا مغالطہ میں ڈالکر کہی جاتی ہے۔ اور کوئی چاہے ناستک ہو (حالانکہ یہ صرف غلط العام فصیح لفظ ہے) لیکن جینی کبھی ناستک نہیں ہیں بلکہ ان سے زیادہ کوئی آستک نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے جینیوں نے آستکتا کی حد کردی ہے۔

یہ خیال جین دھرم کا پہلا رتن ہے۔ یہ مذہب ہے۔

"میں کیا ہوں میرے سوا یہ دنیا کیا ہے؟ اور اسکے ساتھ مجھے کیا تعلق ہے؟ اِس سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں رکھتا ہے؟ اگر رکھتا ہے تو کیوں رکھتا ہے؟ اور اگر نہیں رکھتا ہے تو کیوں نہیں رکھتا ہے؟ رکھنے یا نہ رکھنے میں کیا نفع اور نقصان ہے؟ یہ سوال ہیں جن پر فلسفہ کا دارومدار ہے اور انھیں کے سلسلہ میں روح مادّہ۔ اجسام۔ دل۔ عقل۔ خدا وغیرہ کے تمام مسائل زیر بحث آجاتے ہیں۔

اِس قسم کا وچار۔ یا وچار کا سلسلہ جین دھرم کا دوسرا رتن ہے۔ یہ فلسفہ ہے۔ ہم دنیا میں کس طرح رہیں؟ جماعت کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیا ہو؟ کیا رنگ ڈھنگ اختیار کیا جائے کہ ہم بھی خوش رہیں اور ہمارے ساتھ دوسرے بھی خوش ہوں؟ اور یہ خوشی دیرپا ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو وہ دائمی ہو جاسکے خواہ ہم بہترین آدمی بن جائیں؟ جین مذہب نے اِن سوالوں کے جواب میں صرف ایک اصول اہنسا کو پیش کیا ہے جو اِن معموں کا بہترین حل ہے۔ اِس سے سہل مختصر عملی۔ عقلی۔ اور مؤثر جواب کوئی نہیں ہو سکتا۔

جسمانی طور پر اہنسا کے پابند رہو!

دلی طور پر اہنسا کے پابند رہو!

زبانی طور پر اہنسا کے پابند رہو!

اور جس کی پابندی خود بخود دل کو حرکت دے دیکر اصلیت کو ذہن نشین کرا تی جاویگی وہ زندگی معراجی بن جائیگی۔

یہ جین دھرم کا تنیر ارتن ہے۔ یہ بیوہار ہے۔

ان تین باتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو فلسفہ کے دائرہ میں نہ آتی ہو۔ اس لئے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جین دھرم فلسفیانہ۔ حکیمانہ اور عاقلانہ طریق ہے۔

نواں باب

جین دھرم کے فلسفہ کے سات تتو

(صرف سرسری نظر)

جین دھرم کے اندر اگر اصطلاحات اور طوالت کی بھرمار نہ ہوتی تو شاید یہ دنیا کا نہایت سیدھا سادا اور عملی طریق کہلاتا۔ مہابیر سوامی کی اپنی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور نہ پتہ چلتا ہے کہ انکی خاص ہدایت کیا ہے۔ یہ جو کتابیں لکھی گئی ہیں مابعد زمانہ کی ہیں اور کچھ ونوں تک ضرور ایسا سلسلہ رہا ہوگا کہ "ہر کہ آمد براں مزید کرد" اور ہر بات اسقدر طول کھینچ گئی کہ غیر جینیوں کو اسکی طرف توجہ کرنے سے طبیعت اکتاتی ہے۔

یہاں سادہ طور پر انکے فلسفہ کی کچھ وضاحت کردی جاتی ہے تاکہ معمولی طالبعلم بھی

خواہ وہ جینی ہو یا غیر جینی مطالعہ کا فائدہ اٹھا سکے۔

جین فلسفہ میں سات تتو زیر بحث آتے ہیں۔

(۱) جیو (چیتن)

(۲) اجیو (جڑ)

(۳) آشرو (کرمک مادہ کا بہاؤ یا سیلان)

(۴) بندھ (قید و بند)

(۵) سموَر (آشرو کا انسداد)

(۶) نرجرا (کرم کا بتدریج گھٹنا یا دفعیہ)

(۷) موکش۔ (نجات یا رستگاری)

اور انہیں سات تتوں کی ماہیت پر غور کرنے سے جین دھرم کے فلسفہ کی کچھ سمجھ آئیگی یہ مضمون زیادہ وضاحت طلب اور صراحت طلب ہے اور اسکے بیان کے لئے ضخیم کتاب کے ترتیب کی ضرورت ہے۔ اِس وقت میری ذات سے یہ ممکن نہیں ہے مجبوراً اختصار لیکن واضح پیرایہ میں میں اپنے طور پر اسکے سمجھانے کی کوشش کرونگا۔

پہلی فصل

جیو۔ اجیو

اِس دنیا میں دو چیزیں نظر آ رہی ہیں ایک جیو۔ دوسری اجیو

ایک روح دوسرا مادّہ

ایک پران دوسری پرکرتی

ایک ہم (میں) دوسرا اہم (میں کے علاوہ)
ایک طاقت دوسرا آکاس
ایک اثبات دوسرا نفی

یہ دو چیزیں ہیں جو غور کرنے والوں اور سوچنے والوں کو اس دنیا میں بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور انہیں کے باہمی ملاپ اور اُسکے نتائج کا نام رچنا یا خلقت ہے الفاظ اور اصطلاحات ہر مذہب یا فلسفہ والوں کی جدا جدا ہیں۔ لیکن اُنکی مراد میں فرق نہیں ہے۔ جین دھرم نے نسبتًا زیادہ واضح اصطلاحات استعمال کئے ہیں جس کا مقصد غالبًا یہ رہا ہوگا کہ عوام تک کو اصلیت کے سمجھنے۔ اور سمجھانے میں دقت واقع نہ ہو کیونکہ جہاں تک خیال جاتا ہے اور تواریخ پتہ دیتی ہے اُسکی تعلیم کا سلسلہ پراکرت (مروجہ عام زبان) سے شروع ہوا ہے۔ وہ اِن ہردو عنصر کے اظہار کے لئے جیو۔ اور اجیو۔ اصطلاحات استعمال کرتا ہے۔

تمام دنیا انہیں سے بھری پڑی ہے۔ اور رچنا کا کاروبار اسی طرح برابر مسلسل طور پر چلا آتا ہے۔ نہ اِس سلسلہ کی ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے۔ اور اسکی تعلیم کے موافق اس کا پیدا کرنے والا کوئی خاص فوق القدرت شخصیت نہیں ہے جسے عوام الناس خدا یا ایشور کہتے ہیں۔ یہ یونہی خود بخود ہے اور یہ ہر دو تتو باہم مِل جلکر بیشمار قسم کے نظارے پیدا کیا کرتے ہیں یا انکی وجہ سے یہ نظارے ظہور میں آتے رہتے ہیں۔

میرے الفاظ صاف اور واضح ہیں۔ میں جین دھرم کے تعلیم کی روح کو نظر کے سامنے رکھکر اُسکی مراد کو اس طرح ظاہر کر رہا ہوں۔

اِس دویت بھاؤ کو لے کر جب میں سنسکرت کے مشہور لفظ برہمہ پر غور کرتا ہوں تو اُسکے اندر بھی ابھیں دو عنصر یا دو اشیاء کا پتہ چلتا ہے جس کی طرف سنسکرت علما نے بھی اب تک کامل غور نہیں کیا ہے۔

برہمہ کیا ہے؟ سنسکرت لغت اِس سوال کا جواب اِن لفظوں میں دیتی ہے۔ "برہمہ جگت کا جوہر اور اصلی خواہ اولین تتو ہے۔ جس سے تمام مخلوق پیدا شدہ مانی گئی ہے۔ اور آخر میں اُسی طرف واپس جاتی ہے"۔

یہ برہمہ لفظ کی تعریف ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ "برہمہ مفرد لفظ ہے یا مرکب؟" جواب ملتا ہے "وہ مفرد نہیں ہے مرکب ہے"

بہت اچھا! مفرد نہیں ہے اِس لئے اُسکی لغوی تہہ میں اُسکی ترکیبی مراد کی تواریخ کا پتہ ملنا چاہیے۔ اور جب اُدھر توجہ کا رُخ ہوتا ہے تو برہمہ دو مختلف المراد الفاظ ورہ اور من سے مرکب نظر آتا ہے۔

اِن میں سے ورہ کیا ہے؟ اور من کیا ہے؟ جواب ملتا ہے ورہ سے مراد بڑھتا ہوا۔ یا بڑھنا۔ اور من سے مراد سوچتا ہوا یا سوچنا ہے۔

یہ بڑھتا ہوا اور سوچتا ہوا کیا ہے؟

اِن میں سے ایک اکاس ہے دوسرا پران ہے۔ خواہ ایک رئی ہے اور دوسرا پران ہے۔ ایک جڑ ہے دوسرا چیتن ہے۔ ایک مادہ ہے اور دوسری روح ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

جینی عام لفظوں میں کہتا ہے۔ ایک جیو ہے اور دوسرا اجیو ہے۔ یہ برہمہ لفظ کی اصلیت۔ ماہیت اور حقیقت ہے۔ کوئی زبردست سے زبردست

عالم پنڈت برہمہ کے اِس لغوی معنے کی تردید کرے۔ یہاں میری نظر و دیانت کے
مروجہ مجازی یا اصطلاحی مراد کی جانب نہیں ہے۔ وہ کیا کہتا ہے یا کیا نہیں کہتا
ہے؟ نہ اس وقت اسکی طرف دھیان ہے اور نہ اُس سے بحث ہو۔ بحث صرف
اُسکی لغوی ترکیبی مراد سے ہے۔ اور وہ صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ برہمہ
ورہ اور رہمن کی مجموعی صورت کا نام ہے یعنی برہمہ وہ ہے جس میں ورہ اور
ہمن یعنی جڑ اور چیتن کا شمول ہے۔

یہ برہمہ کوئی نیا لفظ نہیں ہے۔ لیکن اُسے نئے معنے پہنائے گئے ہیں
اُسکے قدیم معنے کا پتہ اگر کہیں ملتا ہے تو وہ صرف جین دھرم ہے۔ گو کسی جینی
نے بھی آجتک برہمہ میں جیو اور اجیو کے شامل رہنے کا صاف لفظوں میں پتہ
نہیں دیا۔ یہ میری اپنی اُپج ہے۔

میری سمجھ میں برہمہ دو اشیا کی مشمولی کیفیت ہے جو ورہ اور رہمن ہیں۔ ورہ
اور ہمن دو قسم کی دھاریں ہیں۔ جو ہر وقت اُس سے
جاری رہتی ہیں۔ کثیف مراد میں اُنہیں جڑ اور چیتن کہو۔ خواہ مادہ اور روح کا
نام دو۔ لیکن اُن دونوں کو لطیف صورت میں آج تک نہ کسی نے دیکھا ہے نہ وہ
دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہم جو کچھ مشاہدہ کرتے ہیں وہ صرف اُنکی دھار ہے۔ یا کاروبار ہے
ورہ کی دھار برہمہ سے پہلے خارج ہوتی ہے۔ اُس کے بعد ہمن کی دھار آتی
ہے اور اُس پر فتح پانے۔ اُسکے پکڑنے اور اُسکے دبوچ رکھنے کی فطرتاً خواہشمند
رہتی ہے۔ اِس بات کا پتہ ایک انسانی بچہ کی حرکت۔ خواہ حیوانات اور نباتات اور
معدنیات تک کے اندر تک پایا جاتا ہے۔ بچے نے ایک شے کو دیکھا اور اس کے

بگڑنے یا اُس پر فتح پانے یا اُس کے جیتنے کی جانب مائل ہوا۔ یہ وِرہ اور مَن کے
نٹ کھٹی کا روبار ہیں۔ مَن ہمیشہ وِرہ کے جیتنے کا مُتمنی رہتا ہے یہ اُس کا فطرتی جذبہ
ہے جسکی سچائی سے کوئی عقیل انسان انکار نہیں کر سکتا۔

یہاں ہمکو سوچنے کے لئے دوسرا نکتہ ہاتھ آتا ہے۔ جینیوں کا دعویٰ ہے
کہ اُنکا دھرم قدیم سے قدیم اور انادی الآباد سے ہے اور یہ دعویٰ سچ مچ اسقدر صحیح
معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح اُس کا بُطلان نہیں کیا جاسکتا۔ مَن وِرہ کو جیتنا چاہتا
ہے۔ خواہ جیتن شکتی جڑ شکتی کے جیتنے کی طرف فطرتاً مائل رہتی ہے۔ اور چونکہ
جین دھرم کا اُصول بھی یہی ہے کہ مادہ پر کامل فتح حاصل کیجائے۔ اِس نظر سے
جین یا جین دھرم کا وجہ تسمیہ یہی ہونا چاہیئے اور چاہے کوئی جینی مجھ سے متفق الرائے
نہ ہو۔ کیونکہ میں ہمیشہ اپنے انوبھو اور اپنی جدت سے کام لیا کرتا ہوں۔ اور یہ میری
فطرت میں داخل ہے۔ میں اِس اپنی نظر سے جینی دھرم کو تمام مذاہب کا پیشوا پیرو
اور پیش امام تسلیم کرتا ہوں۔

میں نے پہلے صفحات میں ویدک دھرم کو جین دھرم کے مقابلہ میں قدیم تر
بتایا ہے۔ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں اپنے خیال کی آپ ہی تردید کر رہا ہوں۔
وہ نقطۂ نظر اور تھا۔ یہ زاویہ نگاہ اور ہے۔ جین دھرم چونکہ ویدک یگیوں میں
حیوانات کی قربانی کا مخالف چلا آتا ہے اِس لئے مخالفت مابعد کی حرکت ہوتی
ہے کہ اُس سے پہلے مخالفت کے سامان کا وجود ہوتا ہے۔ اِس لئے میرے کلام
میں ابہام یا اجتماعِ ضدین کا نقص نہیں ہے۔ وہ بات موجودہ جینیوں کے عقیدے
کی نظر سے کہی گئی تھی اور اپنی نسبتی رعایت سے صحیح ہے۔

اگر جینین کا فطرتی جذبہ جز پر فتح پانے کا مان لیا جائے تب جین دھرم بلا خوف تردید دنیا کا نہ صرف قدرتی طریق ٹھہرتا ہے بلکہ قدیم سے قدیم تر۔ اور قدیم ترین مذہب ثابت ہوتا ہے۔

اور جین دھرم کے تیرتھنکروں نے کیا کیا ہے؟ اُنہوں نے مادّہ کے عالم پر پوری فتح حاصل کی تھی۔ اور چونکہ انسان قدرت میں بہترین مخلوق ہے فطرتاً مادّہ پر فتحیاب ہونا اسکی زندگی کا اصلی مقصد ہو جاتا ہے۔ اور اسی کامل فتح کا نام نروان یا مکتی ہے۔ خوشی کے لئے کوشش کرنا۔ یا خوشی کو معراج بنانا دراصل بچوں کے پھسلانے اور اُنکے راہ پر لگانے کی ترکیب ہوگی۔ اِس سے مَیں انکار نہیں کرتا۔ تمام ہندو شاستر "پرمانند کی پراپتی اور دُکھ کی اننیت نورتی" کا وعظ سناتے ہیں اور سناتے آتے ہیں۔ مَیں بھی اکثر اِسی قسم کی گفتگو کرتا ہوں۔ لیکن مَیں نے پہلے جین دھرم کو مذہب فتح۔ شاہی طریق۔ اور کشتری دھرم کا خطاب دیا ہے۔ کیوں؟ صرف اِس وجہ سے کہ فتح کرنا۔ جیتنا۔ غالب آنا۔ حاکم بننا۔ محکوم بنانا۔ کشتریوں۔ راجاؤں۔ اور بادشاہوں کا کام ہے۔ اور اصلی فتح۔ مادّہ کے تمام طبقات پر اپنا سکہ بٹھاتا ہے یہی فتح ہے جسکی تحریک۔ ترغیب۔ تعلیم۔ اور تلقین۔ تیرتھنکروں نے دی ہے۔ جو سچے معنے میں سچے روحانی بادشاہ تھے۔

یہ جین دھرم ہے۔

اور اُس نے اِس وجہ سے اِس تمام کائنات کو جیو اور اجیو سے بھرا ہوا تسلیم کیا ہے۔

——— (۵) ———

دوسری فصل

جیو

جیو کے معنے سنسکرت زبان میں زندہ یا زندگی کے ہیں۔ جس میں زندگی کی شان ہو۔ جو زندہ ہو یا زندہ رہے اُسے جیو کہتے ہیں۔ اِس جیو کی اصلیت برہمہ کے مَن لفظ میں موجود ہے۔ یہ ایک جوہر شے[1] ہے جو قدرت میں ہر جگہ موجود ہے اور جہاں جہاں ذرہ یا مادہ ہوگا۔ وہاں وہاں یہ جیو کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوگا۔ سچی بات مشکل سے کسی کی سمجھ میں آئیگی۔ یہ جیو ذرہ ذرہ میں۔ قطرہ قطرہ میں موجود ہے۔ کوئی ایسی شے نہیں ہے جو اس سے خالی ہو۔ لیکن ہاں جیو اور جیو میں فرق ہے۔ اور جو جیو مادّہ کو فتح کرتا ہوا محسوسیت کے طبقہ میں آگیا ہے اُسے ظاہری طور پر جیو کہا جاتا ہے۔ اور جو ابتک مجہولیت میں پڑا ہوا ہے اُسے یہ نام نہیں دیا جاتا۔

معدنیات اور جمادات تک میں جیو ہے۔ اکاش کی دھار میں جو ہوا۔ آگ پانی اور پرتھوی کی صورت میں رواں رہتی ہے وہاں وہاں اور اُن میں بھی جیو ہیں۔ لیکن وہ[2] جیو اور طرح کے ہیں ہمارے جیسے جیو نہیں ہیں۔

جس وقت قدرت میں ورد یا اکاشی دھار رواں ہوتی ہے اُسکے پیچھے پیچھے مَن یا جیو کی دھار بھی لگی رہتی ہے جو اُسکے اندر باہر ہر جگہ اُس میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور جس جس طرح یہ کھیل کھیلتی ہوئی آتی ہے اُس اُس طرح اُس سے

[1] لازمی نہیں ہے مادہ بلا جیو کے بھی ہو سکتا ہے اور جیو بلا مادّہ کے بھی ہو سکتا ہے۔

[2] جیو مختلف قسم کے نہیں ہوتے اُنکے جسم مختلف ہو سکتے ہیں۔

یہ اربعہ عناصر پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ یہ جیو کی فتح کرنے والی ہار اُن کی انفرادی یا مجموعی ترکیب کو اپنا جسم بنا کر اس کے یا ان کے اندر داخل ہو کر فتح پاتی ہوئی خواہ جینی بنی ہوئی اپنے ظہور کی جلوہ گری کا تماشا دکھاتی ہے۔ یہ عمل ویسے ہی ہوتا ہے جیسے باپ کا نطفہ ماں کے حمل میں داخل ہو کر اس سے پھڑک کر باہر اپنا ظہور کرتا ہے۔

اِس جیو کی شاندار فتح انسان کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس سلسلہ کی خلقت میں آخری کڑی ہے۔ انسان بن گیا۔ اب وہ مجسم چیتن ہو کر مادہ کے تمام طبقات پر غالب آنے کی تدبیریں سوچنے لگا ہے۔ اور جب وہ غالب آجاتا ہے تب وہ مکمل جینی۔ مکمل فاتح۔ اور مکمل غالب ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ اُسنے تمام مرحلے یا تمام گھاٹ (تیرتھ) طے کرلئے ہیں وہی تیرتھنکر ہوجاتا ہے۔ تیرتھنکر انسانِ کامل کو کہتے ہیں۔ اور جینی اسی کو اپنا اسشٹ اور آدرش مان کر پوجتا اور اُسی طرح بننے یا بنجانے کا خواہش مند رہتا ہے۔

یہ تیرتھنکر لفظ کی صراحت ہے جسے میں اپنے طور پر بغیر جینیوں کی تقلید کئے ہوئے کہتا ہوں۔

یہاں کسی کا پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ وہم ہے اور ایک طرح کا متھیا گیان ہے جو کسی فوق القدرت وجود کو ایشور مان رہا ہے وہ سخت دھوکے میں پڑا ہے۔ ہر ہمہ میں جیو اجیو دونوں ہیں۔ اور انکی باہمی مڈ بھیڑ کے سلسلہ کی ابتدا کوئی نہیں ہے۔ یہ یوں ہی ہوا کرتا ہے۔ اس میں کسی خاص شخصی یا غیر شخصی ایشور کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دھاریں کام کرتی ہوئیں تمام جیووں کو پیدا کرتی۔

رہتی ہیں جنکی ہستی خود انکے اندر ہے۔ انسان اپنے کاموں کے لئے آپ جوابدہ ہے۔ اور وہ جیسا کرتا ہے ویسا ہوتا۔ ویسا بھوگتا اور اُس وقت تک ویسا بنتا ہے جیسے اسکے کردار۔ گفتار۔ اطوار اور تخیلات ہیں۔ اگر اُسنے یہ سمجھ لیا کہ مجھے مادہ پر فتح پانا ہے اور فتوحات حاصل کرنے کی جانب مائل ہوجاتا ہے۔ اور اہنسا کے اصول کا کاربند ہو کر سچے طریقے میں مادّہ پر فتوحات حاصل کرلیتا ہے تب تو انسانی زندگی کے مقصد کی تکمیل کرلیتا ہے ورنہ ہنسا کی غلط راہ اختیار کرنے سے وہ اپنے اعمال کے موافق آواگون کے دام میں پھنسا رہتا ہے۔

تیسری فصل

اجیو

اجیو کا ترجمہ اُردو زبان کے مروّجہ ومستعلہ لفظ میں مادہ ہے۔ یہ مادّہ کیا ہے؟ جینی اسے اجیو کہتا ہے۔ سیدھا سادہ عام فہم اور آسان لفظ۔ اِس سے بہتر اصطلاح آجتک کسی نے شاید ہی گھڑی ہو۔

ممکن ہے یہ سیدھے سادے الفاظ بھی کوئی نہ سمجھے اِس لئے ویدانت کی اصطلاح سے کام لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جو اہم (خواہ میں) کا اظہار کرے وہ جیو ہے اور جو اہم (خواہ میں) کا اظہار نہ کرے وہ اجیو ہے۔

اِس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جیو اجیو سے خالی ہے یا اجیو جیو سے خالی ہے ایسا کہنا سخت غلطی ہوگی۔ کیونکہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ کوئی شئے[1] جیوپنے سے خالی

[1] یہ قابل اعتراض ہے جیو بغیر مادّہ کے بھی ہوسکتا ہے جیسے کلب جیو اور مادّہ بغیر جیو کے بھی ہوسکتا ہے جیسے کاغذ قلم وغیرہ۔

خالی نہیں ہے ۔ اور ظاہرا جتنے مجسم جاندار نظر آتے ہیں۔ جسمانی نقطہ نگاہ سے اُن میں بھی جیو ہیں ۔ یہ بات صرف نسبتی نقطہ نگاہ سے کہی جارہی ہے ۔ تاکہ کسی طرح فلسفہ کا راز پڑھنے والے کے دل میں سرایت کر جائے ۔ اس سے زیادہ اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

ہم جن کو زندہ مان رہے ہیں وہ اپنی ہستی میں "میں پنے کے اظہار" کے عادی ہیں ۔ اور جنہیں ہم غیر زندہ تسلیم کرتے ہیں وہ ظاہرا اپنی ہستی میں "میں پنے کے اظہار میں" قاصر ہیں ۔ ایسی کوئی الحال خیالی مرکز بنا کر چلنے میں سہولت ہوتی ہے جیسے ہم جیتی جاگتی مخلوق ہیں یہ جیو سمجھو ۔ اور جن میں جینے جاگنے کی حالت نہیں نظر آتی ۔ انھیں اجیو تصور کر لو ۔

جینی کئی طرح کے اجیو مانتے ہیں ۔ مثلاً پدگل (مادہ) کال (وقت) اکاش دھرم ۔ اور ادھرم ۔ یہ پانچوں اجیو کہلاتے ہیں ۔

اِن میں سے سب کے سب بغیر ابتدا کے ہیں ۔ اور ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے ۔

پدگل یا مادہ میں جڑتو بھاؤ ہے ۔ جیو چیتن ہے ۔ یہ اُنکے درمیان فرق ہے مادہ میں سپرش ۔ رس ۔ باس اور رنگ ہے ۔ اور کسی نہ کسی قسم کی اُسکے اجزا کی حرکت کے اندر آواز ہے ۔ یہ لطیف کثیف ۔ الطف ۔ کثیف ۔ لطیف اور الطف قسم وغیرہ کی نظر سے متعدد طرح کی ہے ۔ انھیں کی وجہ سے جیو بندھن میں پڑ جاتا ہے کال (یا وقت) توارد اور تسلسل کا باعث ہے ۔ واقعات اور حالات کا ظہور اسی کے طبقہ میں ہوتا ہے ۔ یہ ایک چکر ہے جو ہر وقت چلا کرتا ہے اور اُسکے ہیئے

اوپر نیچے آتے رہتے ہیں۔

دھرم اور ادھرم۔ مخلوق کی حرکت اور سکون خواہ حرکات اور سکون کے باعث ہوتے ہیں اور جیو انکے زیر اثر رہتا ہے۔

جین دھرم میں ان لفظوں کی صراحت کی خوب طوالت ہے۔ ہم یہاں ایک دو لفظوں ہی میں انکی صراحت کرتے ہیں۔ دھرم[1] پنیہ ہے۔ ادھرم پاپ ہے۔ دان دیا وغیرہ دھرم ہیں۔ اِس کے برعکس اعمال ادھرم ہیں۔ اہنسا سب سے بڑا دھرم ہے۔ اور ہنسا سب سے بڑا پاپ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جین گرنتھوں میں عجیب طرح پر ان اجیوں کے سمجھانے کا ڈھنگ اختیار کیا گیا ہے۔ جو اپنی نوعیت کی نظیر ہے خاص قسم کی سچائی کو دلچسپ پیرایہ میں ذہن نشین کرتا ہے مثلاً پدگل یا مادہ کی گمراہ یا بہکے ہوئے جیو کے ساتھ لڑائی ٹھنی رہتی ہے۔ کال (وقت) تو وقت مقرر کرتا ہے۔ دھرم لڑاکوں کی جنگ کو جاری رکھتا ہے۔ ادھرم سکون کے وقت انھیں بے حس بنا رکھتا ہے۔ اور آکاش انکی لڑائی کا میدان تیار کرتا ہے۔

یہ بیان شاعرانہ اور خوبصورت ہے۔ ساتھ ہی یہ اعلیٰ درجے کا فلسفیانہ بھی ہے۔ لڑاکے خوب ہاتھا پائی کرتے رہتے ہیں۔ یہ صرف جگت میں ہیں۔ جگت سے پرے ان دھرم ادھرم کی کوئی ہستی نہیں ہے۔

---

[1] دھرم اور ادھرم جو دربیہ ہیں انکے معنے پاپ اور پُن کے نہیں ہیں بلکہ وہ حرکاتی و سکونتی کشش تک محدود ہیں۔ ساتھ تتو ہیں۔ ان میں پنیہ اور پاپ اور شامل کردیں تو ۹ پدارتھ کہلاتے ہیں۔

چوتھی فصل

بندھ (قید و بند)

جیو جیو ہے۔ اور اجیو اجیو ہے۔ دونوں نظام قدرت میں اپنی اپنی خاص اہمیتی
حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام قدرت انھیں روح اور مادہ سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن ان
دونوں کے ملاپ میں مکمل پنیا اور شانتی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جو جین
دھرم کے فلسفہ میں اور ہندوں کے سب سے زبردست فلسفہ ویدانت کے درمیان
ہے۔ برہمہ کیا ہے؟ وہ دِرَہ اور مَن کی شمولیت۔ احدیت اور وحدانیت ہے۔ یہ برہمہ
ویدانت میں اِشٹ پد ہے۔ جین دھرم اِس وحدت یا ایک پنے کو پسندیدگی کی نظر
سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ اپنا اشٹ مَن یا جیو کی قطعی طور پر دِرَہ یا اجیو سے علیٰحدگی قرار
دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر آجتک نہ کسی ویدانتی نے غور کیا اور اس
شکل میں جیساکہ میں کہہ رہا ہوں کسی جینی نے بھی پیش نہیں کیا ہے گو جین مت کا
مراد واضح ہے وہ جیو کو ہمیشہ کے لئے اجیو سے رہا ہونے کی ہدایت کرتا ہے
ویدانتی ابتدا میں تو برہمہ اور مایا دو توتات سامنے رکھکر غور وچار اور بویک کا سلسلہ قائم
کرتے ہیں۔ اور مایہ کو اَست ٹھہرا کر برہمہ کو ست قرار دیتے ہیں اور جیو برہمہ کی
یکتائی اپنی سمجھ میں ثابت کر دیتے ہیں۔ اِسی کا نام اُنکے یہاں اَدوَیت واد ہے
لیکن اول تو انکو خبر ہی نہیں کہ برہمہ لفظ کے اندر دو مختلف اور متضاد
عنصر دِرَہ اور مَن موجود ہیں۔ دوسرے وہ جب کوئی اور تدبیر نہیں سوجھی اور
مادہ کی ہستی کو نہیں جھٹلا سکے تو اسے یا تو انرونچنی (نا قابل بیان) بتا کر اَست

آن ہوئی اور مِتھیا کہہ کر اپنا پیچھا چھوڑا یا۔ یا بر ہمہ اور مایا دونوں کو ایک ہی شے قرار دیکر خاموش ہو رہے۔ یہ اُنکی وحدت ہے۔ خبر نہیں مادّی عالم میں رہ کر اور مادّے کے طبقہ میں مادی کاروبار کرتے ہوئے وہ ایک صحیح واقعہ پر خاک کیسے ڈالتے ہیں! ہے کوئی ایسا ویدانتی جو مایا کو رات دن مِتھیا کہتے ہوئے مایا کے بیوہار سے اونچا ہوا دلیل اور حجت تو بہتیری ہیں۔ لیکن اُنکی عملی زندگی کیا کہہ رہی ہے!

برعکس ویدانت کے جینی مادہ یا مایا کو صحیح واقعہ سمجھتا ہے اور اُسے صحیح سمجھ کر اُس سے نجات کا طالب ہے۔ یہ ان دونوں فلسفوں کے اندر زبردست فرق ہے۔ یہاں ہمکو ویدانت کا ابطلان کرنا مقصود نہیں۔ ویدانت کے اندر خود ادویت واد۔ وِششٹ ادویت واد۔ دویتا دویت واد۔ تین زندہ شاخیں موجود ہیں۔ جو رات دن لفظی بحث اور جھگڑوں میں پڑی ہوئی ایک دوسرے کی تردید میں مصروف رہتی ہیں۔ ابتک اُنکے درمیان فیصلہ بھی نہ ہو سکا کہ کون سچ ہے اور کون جھوٹ ہے۔

جینی نے یہ فیصلہ قطعی طور پر کر رکھا ہے کہ جیوا اور اجیو دونوں ہی ہیں۔ اور جیو کو اُس وقت تک کمال یا شانتی نہیں ہے جب تک وہ اجیو سے قطع تعلق نہیں کر لیتا۔ اِس لئے یہ علمی اور عملی طریق ہے۔ ویدانت کی حیثیت موجودہ زمانہ میں واچک گیان کی ہو گئی ہے یہاں صرف اتنا ہی دکھانا تھا۔

جیوا اور اجیو کے تعلق کا نام بندھ ہے۔ جین فلسفہ میں اِس بندھن کے لئے کرم کی اصطلاح استعمال کیجاتی ہے۔ دوسرے اور زیادہ واضح لفظوں میں

یہ کرم ہی بندھن ہے۔ آجیو میں جڑتا ہے۔ جیو میں چپٹتا ہے۔ من خواہش کے سلسلہ میں سوچتا سمجھتا رہتا ہے اور کرم کی حرکت اسی سے آتی ہے۔

جیو میں لامحدود خوشی۔ لامحدود طاقت۔ لامحدود گیان۔ اور لامحدود زندگی ہے۔ اِن باتوں سے ہر سمجھدار انسان کا اتفاق ہونا چاہیئے۔ اور سب کو اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ قریب قریب ہر عقیل شخص کے تجربہ کا مضمون ہے ہندو مذہب نے جیو کے اوصاف کی تثلیثی حیثیت قائم کی ہے جو ایک لفظ سچدانند میں شامل ہے۔ جین دہرم نے اُنکی وضاحت میں زیادہ صراحت اور طوالت سے کام لیا ہے۔ لیکن مُراد دونوں کی ایک ہی ہے۔ اور اس لئے اس سادہ بیانی سے تعلق رکھنے میں سہولیت نظر آتی ہے۔

جیو میں ست ہے۔ خواہ جیو ست ہے۔ ست زندگی کو کہتے ہیں اور زندگی ہی طاقت ہے۔ دنیا میں کوئی شخص مرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مرنا اُسکی فطرت میں نہیں ہے۔ یہ نہ مرنا اور نہ مرنے کی خواہش ہی کا نام زندگی ہے۔ یہ زندگی محدود نہیں ہے۔ اِس کے اندر لامحدودیت ہے۔ اور اس لئے کال یا وقت اِس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ کسی شخص کے ذہن میں نہیں رہتا کہ میں تھوڑے دن جیونگا موت کا خیال تک اُس سے کوسوں دُور رہتا ہے۔ اس کا ثبوت خود انسان کے اپنے اندر ہے وہ سب کی موت کو تو سوچ سکتا ہے۔ لیکن اگر نہیں سوچ سکتا تو صرف اپنی ہی موت کو نہیں سوچ سکتا۔ بالفرض اگر کوئی سوچنا بھی چاہے تو وہ موت کے پسِ پشت اپنے آپ کو کھڑا ہوا پائیگا۔ یہ ثبوت ہے کہ جیو فانی نہیں ہے وہ لافانی ہے۔ اور یہ لافانیت یا لامحدود زندگی اُسکی شان ہے۔

اسی طرح جیو میں گیان ہی۔ خواہ جیو گیان ہے۔ کون شخص دنیا میں ایسا ہے جو تھوڑا گیان پاکر اُس پر قانع ہو گا؟ کوئی بھی نہیں۔ جیسے اُس کے اندر لافانی اور محدود زندگی ہے ویسے ہی اُسکے اندر لامحدود گیان کا امکان بھی نظر آتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ مجہولیت کے پردے میں دبا ہوا پڑا ہو۔ لیکن ہر انسان فطرتاً لامحدود گیان ہی کا خواہشمند رہتا ہے۔ یہ ثبوت ہے کہ وہ خود انسان کے اپنے اندر ہے۔ اِس معاملہ میں کسی سے پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بالکل اسی طرح جیو میں آنند ہے یا جیو خود آنند ہے۔ اُس کا ظاہری اور لاتردید ثبوت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سُکھ کا شیدائی بنا رہتا ہے۔ کوئی شخص جزوی سُکھ یا آنند کو پاکر راضی اور آسودہ نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہاں بھی وہی لامحدود آنند کا وصف دیکھا جاتا ہے۔

یہ تین باتیں ہیں جو جیو سے مخصوص ہیں۔ اِس سچائی سے نہ کسی کو انکار ہے اور نہ اُس کا امکان ہے۔

موجودہ انسانوں کی حالت کی طرف غور کرو کیا اُنکے اندر سیری اور قناعت نظر آتی ہے؟ نہیں ایک بھی تو ایسا نہیں ہے۔ جو اپنی موجودہ حالت۔ حیثیت۔ عزت۔ حکومت۔ اور گیان پر قانع ہو سب میں بڑھنے اور بڑھ چلنے کی ہوس پائی جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ اُسکے اندر مکمل زندگی مکمل سکھ مکمل گیان کا احساس فطرتاً ودیعت شدہ نظر آتا ہے۔ جو جس کی فطرت ہو اُسکا برتاؤ اُسی کے موافق ہوا کرتا ہے۔ لیکن مکمل طور پر نہ کوئی زندگی والا نظر آتا ہے۔ نہ آنند والا۔ اور نہ گیان والا۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ سبب تو کوئی نہ کوئی

ضرور ہوگا۔ بغیر سبب کے نتیجہ نہیں ہوتا۔ سبب یہ ہے کہ جیووں کے کرم نے اُسے دبوچ رکھا ہے وہ کرم کے بندھن میں ہے۔ یہ کرم پردہ بن کر اُسکے اصلی کمال اور کمالی اصل کو ڈھک رہا ہے۔ یہ ہٹے تو وہ مکمل طور پر اپنے جلال میں نمایاں ہو جائے۔ یہ جینیوں کا نقطۂ نگاہ ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

پانچویں فصل

آشرو

آشرو۔ جین دھرم میں آشرو تیسرا تتو ہے جس کے سہارے کرموں کا کھیل ہوا کرتا ہے اور بندھ اِس حساب سے چوتھا تتو ہے جو چوتھی فصل میں مختصراً زیر بحث آگیا۔ یہ آشرو کیا ہے؟ جیو اور مادہ کی قربت ایک قسم کی مرکزی اور اتحادی حالت اُنکے درمیان قائم کر دیتی ہے جس کا اثر جیو پر پڑتا ہے اور وہ اُسکے اثر کو اپنے اندر لیکر اُسی سے رشتہ جوڑ لیتا ہے اور اس ملاپ سے اُسکے کرم ہونے لگتے ہیں اصل میں جیو اور مادہ کی قربت ہی کرم کے سنگ دوش (صحبتی نقص) کو پیدا کرتا ہے اور تب کرموں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح ریشم کا کیڑا تار پود میں لپٹا ہوا مُنقید ہو رہتا ہے۔ وہی کیفیت اِس جیو کی ہو جاتی ہے اور وہ بندھن میں آجاتا ہے لوہے اور چمبک (مقناطیس) کی مثال کسی کسی انگ میں اِس آشرو کے سمجھنے سمجھانے میں مددگار ہوگی۔ لوہے اور چمبک کی قربت جس طرح حرکت کا باعث ہو کر اُنکو جوڑ دیتی ہے اِسی طرح جیو اور پدگل کا سنگ آشرو بن کر اُسے اُسکے

متعلق کردیتا ہے۔

آشرو کی کئی قسمیں ہوتی ہیں مثلاً راگ (رغبت) دویش (نفرت) لگاو اور موہ۔ اِن سے غصہ۔ غرور۔ دھوکا۔ اور ہوس کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جیو پھر من بچن اور کایا کے زیر اثر ایک قسم کا برتن بن کر اپنے اندر کرموں کو داخل کرنے لگتا ہے۔ کرموں کی حرکت جو اُسکے اندر مادّیت کا خیال پیدا کرتی ہے آشرو کہلاتا ہے۔ جین دہرم میں آشرو کے اقسام کی بھی تفصیل ہے۔ لیکن چونکہ وہ طوالت سے خالی نہیں ہے اِس لئے ہمکو صرف مطالب سے مطلب ہے۔ زیادہ طوالت میں ڈالنے یا پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ یہ اصطلاحات ذہن میں آجائیں۔ پھر اگر کسی کو جین دہرم کے مکمل فلسفہ کے مطالعہ کا شوق ہو تو وہ اس شوق کو باسانی اُنکے مستند گرنتھوں کو پڑھ کر پورا کرسکتا ہے۔

کرموں کے اقسام کی فہرست بھی طولانی ہے۔

صرف یہ خیال رہے کہ گذشتہ زمانے کے کرم موجودہ زندگی کے باعث ہوئے ہیں وہ اپنا پھل دے رہے ہیں اور اس میں موجودہ وقت کے کرموں کے پھل بھی اکثر اثر انداز رہتے ہیں۔ اور اس وقت جو کرم کئے جارہے ہیں وہ اگر دگدھ نہ ہوئے تو آیندہ زندگی انھیں سے اور انھیں کے اثرات سے بنے گی۔

پُدگل یا مادّہ جیو سے محض اسکی توجہ کرنے سے چمٹتا ہے۔ اور جہاں وہ چمٹا پھر کرموں کے کھیل ہونے لگ جاتے ہیں۔ ان کرموں کا ذمہ دار جیو ہے۔ وہ کرم کرتا ہے اور اس لئے اُسے انکی جزا اور سزا کا وارث بھی ہونا پڑتا ہے۔ جو جیسا کرے گا ویسا پھل پائیگا۔

چھٹی فصل

بندھ

بندھ۔ قید و بند کہتے ہیں۔ کرمک مادّہ کی دہار جو پدگل کے میل سے جیو میں داخل ہوتی ہے بندھن ہے یا بندھن کا باعث ہے۔ اسکی وجہ سے اسکی اپنی لطافت میں فرق آجاتا ہے اور کرم یا کرم کے اثرات کی کثافت سے اس پر پردے پر پردے پڑجاتے ہیں اور وہ کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

پردوں کی کثرت جین دہرم میں طولانی تعدات کی صورت رکھتی ہے۔ ڈیڑھ دو سو سے کم تعداد والی نہیں ہے۔ اُن میں سے خاص طور پر وہ چار طرح کے ہیں۔

(۱) خود کرمک پدگل
(۲) انکے ٹھہراؤ کا زمانہ
(۳) انکی وجہ سے طرز معاشرت یا چال چلن پر اثر۔
(۴) کرمک عناصر یا کرمک ذرات کی تعداد۔ وغیرہ وغیرہ

ساتویں فصل

سموریا سمبر

سمور۔ روک تھام کو کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ مزاحمت ہے جو دراصل جسم اور دل کے ضبط میں رکھنے کی عادت ہے۔ جسم اور دل کے اندر ضبط کی حالت ہے۔ دل اور جسم اس قسم کی وضع حاصل کرلیں کہ پھر کرمک مادہ کی حلولیت کا داخلہ بند کردیا جائے

اور انسان خواہ جیو اسکی رغبت اور اسکی جانب میلان کرنے سے باز آئے اِس میں شانتی اور اُداسینتا دبے پروائی آتی ہے۔ کرم کا اثر نہ اُسے چمٹے اور نہ اُس پر اثر انداز ہو۔ راگ دویش ورتی اور کسی قسم کی کراہیت یا نفرت تک کا خیال اُس میں نہ رہے۔

اسکی کئی صورتیں ہیں۔ اخلاقی عہد (ورت) کر کے مذہبی پابندیوں کی شادیوں کے سلسلہ میں من بچن۔ اور کایا کو قابو میں رکھنا۔ جیوؤں پر دیا بھاؤ کا ہونا۔ سوچنا سمجھنا۔ تمیز رکھنا۔ اشیا اور اشخاص کی ماہیت سمجھ کر برتاؤ کرنا۔ اور دل کو زندگی کے اصلی مقصد یا اشٹ پد کی طرف متحد کر کے مائل رکھنا۔ اور اسکی تکمیل میں ہر قسم کے مصائب اور سختیوں کو بغیر کسی شکایت کے جھیلنا اور جھیلتے رہنے کی عادت ڈالنا۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔

عام طور پر اس سمور کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بھاؤ سمور (۲) درویہ سمور۔

بھاؤ سمور کا تعلق دل سے ہے۔ دل کے اندر کرموں کا بھاؤ نہ آنے پاوے۔

درویہ سمور کا تعلق جسم سے ہے جسم کے اندر کرمک مادہ کے اثرات کا داخلہ بند ہو جائے کیونکہ انہیں دونوں کیوجہ سے پاپ ہوتے اور ہوا کرتے ہیں۔

تیرتھنکروں نے اِس روک تھام یا خود ضبطی کی صراحت نہایت خوبصورتی کے ساتھ کی ہے تاکہ جیو اُسے سمجھ کر محتاط رہیں۔ اوپر مختصر اشارے آ گئے ہیں۔ ذیل میں پھر بھی اور مختصر وضاحت کر دی جاتی ہے تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

(۱) من بچن۔ کرم کو قابو میں رکھا جائے۔

جسم ہو

(۲) پانچ احتیاطوں کا خیال رہے۔

(الف) چال ایسی ہو کہ چلنے سے کسی مخلوق کو ایذا نہ پہنچے۔

(ب) کلام ایسا کہ سُننے سے کسی کی دل آزاری نہ ہو نہ اشتعال طبع ہو۔

(ج) کھانا ایسا اور ایسے وقت میں ہو کہ جیوُوں کو دُکھ نہ پہنچے۔

(د) زمین وغیرہ سے چیزوں کو اس طرح اٹھاؤ کہ کیڑے مکوڑے نہ مریں۔

(ہ) بول براز کرتے وقت بھی جیوُوں کا تصور رہے۔

(۳) دس لکشن (احکام) کی پابندی رہے۔

(الف) چھما (عفو)

(ب) ونیتا (انکساری)

(ج) ایمانداری خواہ راست روی۔

(د) سچائی۔

(ہ) من کی شدّھتا (پاک دلی) یعنی ہوس وغیرہ کی عادت نہ رہے۔

(و) سینیم (ضبط نفس)

(ز) تپ۔ یا تکت۔

(ح) تیاگ (دان وغیرہ)

(ط) علائق دنیا کا بتدریج ترک۔

(ی) برہمچریہ (شہوت سے پرہیز)

(۴) بارہ باتوں پر برابر وچار رہے۔

(الف) دنیا ناپائدار ہے۔ جگت انت آتمانت ہے۔ سچا سکھ اور دُکھ وغیرہ

(ب) جیو اپنے آپ کرم کا ذمہ دار ہے۔ خود اُسے کرموں کا پھل بھوگنا پڑیگا

یہ انتیہ بھاؤنا ہے دوست احباب یا کوئی اس سے چھٹکارا نہیں دلا سکے گا۔
دھرم سے دقتیں رفع ہونگی۔ آورش (پانچ قسم کے گوروں) کی پیروی لازمی ہے
یہ آشرن بھاؤنا ہے۔

(ج) سنسار بھاؤنا۔ جیسا دکھ ہے۔ آواگون دکھ ہے۔ دیوتا منشیہ اور تمام
مخلوق دکھ میں ہے۔ موکش ہی میں برکت اور دکھ سے نجات ہے۔

(د) ایکانت بھاؤنا۔ جیو اکیلے آیا۔ اکیلے جاویگا۔ اکیلے ہی کرموں کا دکھ
بھوگے گا۔ اکیلے ہی اُن سے بچے گا۔

(ہ) ان انیتہ بھاؤنا۔ آتما جسم سے نیارا ہے۔ آتما بیوی بچوں سے نیارا ہے۔
کوئی بھی اس کا نہیں ہے۔

(و) اشوچی بھاؤنا جسم ناپاک ہے۔ ناپاک رہتا ہے اس پر غلبہ پانے کا خیال رکھے

(ز) آشرو بھاؤنا۔ خیالی مرکز۔ خواہ آشرو ہی سے کرم کی دھار چھوٹا کرتی ہے
یہ قابو میں رکھا جائے۔

(ح) سموربھاؤنا۔ روک نظام کے اصول۔ ضبط۔ تپ پر وچار ہے۔

(ط) نرجرا بھاؤنا۔ نرجرا تتو پر غور۔

(ی) لوک بھاؤنا۔ تینوں لوک کی صفت پر وچار۔

(ک) بودھ درلبھ بھاؤنا۔ نرمنشہ درلبھ ہے۔ اُسے پاکر ست کا وچار درلبھ ہے
وچار کرکے اس کا جاننا درلبھ۔ جان کر اس پر وشواش رکھنا درلبھ۔
وشواش رکھ کر اس پر عمل کرنا درلبھ ہے۔ تین رتنوں کے پانے کا موقعہ
درلبھ ہے۔ موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

(۴) دھرم کبھاؤنا۔ بغیر دیا کے دھرم مٹھیا ہے۔ دھرم آتم ستا ہے۔ بغیر دھرم کے مکتی نہیں ملتی۔ سچا دھرم جیون اور سکھ کا باعث ہے دھرم کی پابندی ضروری ہے۔

(۵) ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنا اور انکے برداشت کے لئے تیار رہنا۔ مثلاً بھوک۔ پیاس۔ گرمی۔ سردی۔ کیڑوں کا ڈنس۔ بدمزگی۔ ناخوشگوار حالتیں۔ عورتوں کی بے وفائی۔ چلنے پھرنے کے دکھ۔ گالی۔ بدسلوکی ناامیدی ذلت۔ علمیت کے غرور وغیرہ وغیرہ۔

(۶) سمیک چاتر۔ راست روی۔ (اس کا ذکر کسی قدر پہلے آچکا ہے) وغیرہ

آٹھویں فصل

نرجرا

جیو سے کرمک مادہ کے دفعیہ کا نام نرجرا ہے۔

جیو کرم کے بوجھ سے لدا ہوا ہے اور بوجھ پر بوجھ لدتا چلا جا رہا ہے کرم سے کرم کی پیدائش کا سلسلہ بری طرح سے جاری ہے۔ یہ کس حالت میں لیجاکر آسے گرائیگا۔ اسکی بابت کون کیا کہہ سکتا ہے!

یہی سبب ہے کہ جین دھرم چاہتا ہے کہ جیو کرموں سے نجات پاجاویں۔ کرم سے نجات پانا ہی دکھوں سے نجات پانا اور آواگون کے دام سے چھوٹنا ہے۔ کرموں کی بربادی آسانی سے نہیں ہوتی۔ جین دھرم دعویٰ کرتا ہے کہ وہ کرموں سے جلد نجات دلا سکتا ہے بشرطیکہ اسکی تعلیم کی پابندی کیجائے۔

اور اسکی ترکیب یہ ہے کہ مخالف یا اُلٹا رستہ اختیار کیا جائے مثلاً موہن کو سوہن سے نفرت ہے۔ یہ نفرت آشرو بنکر جیو میں نفرت کے کرم داخل کرنے لگتا ہے اور موہن کرم کے بندھن میں پھنس جاتا ہے۔ پھنسا ہوا تو وہ ہے کیونکہ موہن کے نام کے سُنتے ہی اُسکے سفلی جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں اور یہی جذبات آیندہ بُرے اعمال کے محرک ہونگے۔ اب اگر موہن اِن کرموں کے بندھن سے بچنا چاہتا ہے تو اُسکے لئے مناسب یہ ہے کہ نفرت کے برخلاف محبت کے خیال کو دل میں جگہ دے سب کے ساتھ محبت۔ اور رغبت کے ساتھ پیش آنا شروع کرے۔ اِس عادت سے ایک وقت ایسا آ جائیگا کہ رغبت نفرت کی جگہ لے لیگی۔ نفرت دور ہو جاویگی۔ یہہ اُسکی نرجرا ہے۔ اور پھر رغبت بھی جاتی رہے گی۔ کیونکہ وہ نفرت کے مغلوب کرنے کی نیت سے آئی تھی۔ اور تب ایک طرح پر دونوں کی نرجرا ہو جاویگی۔

دل کو۔ بغض۔ کینہ۔ حسد وغیرہ سے پاک کرتے چلو۔ جسمانی اور نفسانی خواہشوں کے مغلوب کرنے کی تدبیریں سے لگے رہو۔ دل اور جسم اور جسمانی حواس آہستہ آہستہ متابعت میں آتے جائیں تب یہ کرم کا بندھن دور ہو گا۔

اِس نرجرا کی دو قسمیں ہیں۔

سویپاک نرجرا۔

اوپپاک نرجرا۔

کرموں کی پختگی اور پختہ ہو کر اُنکی جیو سے از خود علیحدگی سویپاک نرجرا ہے اور برے کرم کے برخلاف کسی نیک کرم کی مشاقی سے علیحدگی ہونا اوپپاک نرجرا ہے۔ کیونکہ اس سے بغیر پھل دیئے ہوئے ہی کرم دور دفعہ ہو جاتے ہیں۔

نویں فصل

موکش

نرجرا حالت کے بعد موکش آتی ہے مکت۔ نجات۔ یا چھٹکارا ہے۔ لیکن کس سے چھٹکارا؟ پدگل یا مادہ سے۔

مادیت سے قطعی نجات کا نام موکش ہے۔ خواہ کرمک مادہ سے بالکل علیحدگی موکش ہے۔

یہ کب ہوتی ہے؟ جب جیو اور اجیو دونوں دو بدو ایک دوسرے کے سامنے آجاتے ہیں اور جدا جدا ہو رہتے ہیں۔ جیو اُس وقت گیان کی اوستھا میں ہوتا ہے اب اُسے پدگل یا کرمک مادہ کا گیان ہے۔ وہ مادہ پر غالب آگیا ہے اور اب مادہ اُسے چمٹ نہیں سکتا۔ دونوں جدا جدا ہو گئے۔ یہ جین دھرم کی فتح کی معراج ہے اب اُسے کچھ کرنا دھرنا نہیں رہا۔ جو کچھ مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور اسی حالت کا نام سدھ تائی ہے۔

ویدانتیوں کی طرح جینی بھی گیان ہی سے مکتی مانتے ہیں۔ لیکن وہ گیان جو دھیان کے ساتھ ہو۔ اور یہ جو مدارج اوپر بیان میں آئے ہیں دراصل دھیان ہی کے مدارج ہیں۔ دقت صرف یہ ہے کہ جین دھرم میں اسقدر طوالت اور ہر حالت کے متعلق اسقدر کثرت اصطلاحات کی بھرمار ہے کہ معمولی طالب علم اگر صبر استقلال اور ثابت قدمی سے کام نہ لے تو وہ اُکتا جائے گا۔

گیارہواں باب

جین دہرم کا فلسفہ مختصر صورت میں بطور سوال و جواب

سوال ۱ - جین دہرم کیا ہے ؟

جواب - جین دہرم فتح پانے اور فتح حاصل کرنے کا طریق ہے -

سوال ۲ - کس کو کس پر فتح حاصل کرنا ہے ؟

جواب - جیو کو اجیو پر فتح پانا ہے -

سوال ۳ - جیو اور اجیو کیا ہیں ؟

جواب - جیو چیتن ہے - اجیو جڑ ہے - جیو روح یا آتما ہے - اجیو غیر ذی روح ہے

سوال ۴ - جب اجیو کو جڑ کہتے ہو تو وہ آپ ہی مغلوب ہو اُس پر فتح پانا کیا ہے ؟

جواب - بات تو صحیح ہے - لیکن جیو کو اس طرح کا گیان نہیں ہے وہ محجوبیت میں ہے اور چونکہ سنسار - جیو - اجیو - دونوں سے بھرا پڑا ہے - ایک دوسرے کی قربت وابستگی اور تعلق ایک خاص قسم کی حالت جیو میں پیدا کرتی ہے اور وہ جیو کے اثر کو اپنے اندر لے لیتا ہے اور اُلجھن میں پڑ جاتا ہے - دونوں کے اثرات مل جُل کر باہم گرہ بند ہو جاتے ہیں - اس گرہ کا نام آشرو ہے اور آشرو کے زیر اثر آ کر جیو کے اندر کرم کا مادہ داخل ہو جاتا ہے جس میں دُبدھا - دُوچِتا اور تذبذب کی حالت رہتی ہے - اور وہ کرم کی جانب مائل ہو کر اسی کا ہو رہتا ہے -

سوال ۵ - کیا اس آشرو کو جڑ اور چیتن کی گرنتھی کہہ سکتے ہیں - ؟

جواب - کیوں نہیں - لیکن جہاں تک مجھے واقفیت ہے یہ اصطلاح شاید جین دھرم میں اس شکل میں نہیں پیش کی گئی - تاہم اس طرح مان لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے - آشرو - جڑ - چیتن کی گرنتھی ہے - جیو میں جیو پنا تو ہے - اور اب اُس میں اجیو پنا بھی شامل ہو گیا - جیو پنا اور اجیو پنا کا میل ہی آشرو ہے - اور اسلئے یہ کیفیت جیو اجیو کی گرنتھی ہی تو کہلائے گی -

سوال - اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟

جواب - بندھ - بندھن - قید و بند -

سوال - یہ بندھ کیا ہے ؟

جواب - کرم کے رشتوں کا اُلجھن - جیسے ریشم کا کیڑا تار پود میں لپٹا رہتا ہے ویسے ہی جو کرموں کے تار پود میں پھنس پھنسا کر پریشان - حیران اور دکھی رہتا ہے - کیونکہ بندھن دُکھ کا کارن ہے - کسی بندھن والے کو سُکھ نہیں رہتا -

سوال - یہ سچ ہے - پھر اس سے نجات کیسے ہو ؟

جواب - جین دھرم اسکی تدبیر بتاتا ہے اور اُس تدبیر کی مُراد کی وضاحت کے لئے اس نے یہاں صرف ایک لفظ سمور یا سمبر مستعمل ہے - جیو سمور کرے - اور وہ نجات پاوے گا -

سوال - یہ سمور کیا ہے ؟

جواب - سمور سنسکرت مادہ سمب داکٹھا کرنے سے نکلا ہے - جیو کرموں کے مقابلہ کے لئے اپنے اندر مختلف قسم کی طاقتیں اکٹھا کرے جن کی مدد سے کرم کے بہاؤ

دھار۔ اور سلسلہ کی روک تھام ہو جائے۔ جیسے کہیں پانی بہتا ہوا چلا آرہا ہے
اُسکی راہ میں بند لگا دیا گیا۔ اب پانی کا رُخ بدل گیا۔ اُس طرف نہیں آتا۔
اور طرف جہاں چاہے اُدھر چلا جاوے۔ بند لگا دینے سے اب وہ ادھر رجوع
نہ ہوگا۔ یہ سمورتی* ہے۔

سوال۔ یہ سمور کس طرح کیا جاتا ہے ؟

جواب۔ (۱) بدی کے خیال کی جگہ نیکی کا خیال دل میں قائم ہو۔ بندھن کی
جگہ مکتی کے بھاؤ کو دل دیا جائے وغیرہ وغیرہ اور جین دھرم میں اس مراد کی
وضاحت کے لیئے ایک لفظ

اہنسا

مستعمل ہے "اہنسا پرمودھرمہ" یہ بتیا وہے۔ اسے تم پہلا سمور کہو۔ جس سے دلکی تربیت
اخلاقی کھٹرت تنقیح قلب تنزیہ جسم۔ اور تلطیف روح۔ اور تزکیہ نفس مراد ہے
اِس سے روک تھام ہوگی (۲) دوسرا سمور۔ خیالی نظر کے سامنے نجات یافتہ
سدھ پرشوں یا تیرتھنکروں کی عملی مثال قائم کرکے انھیں کی پیروی میں لگ جانا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

سوال۔ کیا ایشور سے پرارتھنا کرنے میں فائدہ نہیں ہے ۔ ؟

---

* صوفی کے چشم بند و گوش بند و لب بربند ٭ گر نہ بینی سرحق بر ما بخند ٭
(۲) نانک صاحب کے تین بند لگائے کے سن انہد بنگو ٭ نانک سن ساد میں نہیں سابنہ نہیں گو
(۳) کمال فرزند کبیر صاحب کے تین بند لگائے کہ منہ سے کچھ نہیں بول ٭ باہر کے پٹ دیکر اندر کے پٹ
کھول ٭ (کبیر صاحب) تین بند لگائے کے نام نرنجن لے ٭ اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے دے ۔

جواب - جینی فرضی ایشور کا قائل نہیں ہے۔ وہ اصلی ایشور کو مانتا ہے اُسے کسی فرضی یا اصلی ایشور نے بندھن میں نہیں پھنسایا۔ وہ آپ اپنے کرموں کی اُلجھن میں پڑا ہے۔ اس لیئے اِس قسم کی پرارتھنا بے سود ثابت ہوگی۔ وہ جیسے خود پھنسا ہے۔ ویسے ہی اپنی محنت اور تدبیر سے آپ چھوٹیگا۔ اور چھوٹنے کی تدبیر کا نام سموور ہے ؛

سوال ۱۲ - لیکن کیا اصلی ایشور جسے جینی تیرتھنکر کہتا ہے اُسے چھڑا دینگے ؟

جواب - نہیں۔ جینی ایسا نہیں مانتے۔ تیرتھنکر کی مثال سے فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے۔ اُنکی تعظیم اور پرستش سے دل کی خیالی رگ کو حرکت ملیگی۔ اور وہ اس برکت سے سوچنے اور سمجھنے پر قادر ہوگا۔ تیرتھنکروں کی پرستش اور تعظیم کا صرف اتنا ہی مقصد ہے۔

سوال ۱۳ - اس سموور سے فائدہ کیا ہوگا ؟

جواب - اس سے تین فائدے ہونگے۔

سمیک درشن۔
سمیک گیان۔ اور
سمیک چارتر۔

سمیک درشن سے وشواش۔ شردھا بھگتی۔ پریم وغیرہ پیدا ہونگے۔ سمیک گیان سے ہر شے کی ماہیت سمجھ میں آئیگی۔ سمیک چارتر سے اُسکو عملی زندگی کا فائدہ ہوگا۔ اور وشواش اور گیان دونوں اُسے خاص قسم کے چال چلن ۔ بیوہار پر لگائیں گے۔ یہ پہلا فائدہ ہے جسکی تثلیثی شکل۔ سمیک درشن۔ سمیک گیان

اور سمیاک چارتر ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آشروکی نجکینی ہوگی۔ جڑ چیتن کی گرنتھی کی جڑ کٹے گی

تیسرا فائدہ۔ نرجرا کرم کا دفعیہ ہے۔ یہ دفعیہ قطعی طور پر ہو جائیگا۔ اور آہستہ

آہستہ یہ اس طرح دور ہو جائینگے کہ پھر سنساؤ کا کوئی کھٹکا باقی نہ رہے گا۔

سوال[۱۴]۔ یہ نرجرا کیا ہے ؟

جواب۔ کرموں کی قطعی بیخ کنی۔ آتما کی طرف سے بیخ کنی۔ اور کرموں کا پڑتیاگ نرجرا ہے۔ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ یہ نرجرا ہے۔ نرجرا سنسکرت مادہ نر (نہیں) اور جرا (کمزوری) سے نکلا ہے۔ کمزوری۔ پست ہمتی۔ بزدلی وغیرہ مذموم اوصاف کی معدومیت نرجرا ہے۔ یہ زبردست طاقت ہے جو جیو میں ان مدارج کے طے کرنے کے بعد آجاتی ہے۔

سوال[۱۵]۔ پھر کیا ہوگا ؟

جواب۔ پھر مکتی ہوگی۔ جیو نے مادہ کو جان لیا۔ جیو نے اپنا روپ پہچان لیا دونوں کی اصلیت کی خبر پڑ گئی اور اس خبر کے پڑنے سے وہ ہمیشہ کے لئے مادہ یا پدگل کے قید سے آزاد ہو گیا۔ اسی آزادی کو مکتی کہتے ہیں۔

بارھواں باب

ویدانت اور جین دھرم میں فرق

سوال[۱]۔ ویدانت اور جین دھرم میں کیا فرق ہے ؟

جواب - وید کا انت ویدانت ہے۔ انت کہتے ہیں مقصد یا آخری منزل کو۔ ویدانت وید کی اصلی اور آخری منزل پر پہنچانے کا طریقہ ہے۔ جین دھرم فتح حاصل کرنے کا طریق ہے۔ جن لفظ کے معنے ہی فتح حاصل کرنے کے ہیں۔ مادہ کی سلطنت پر فتح دلانا جین دھرم ہے۔

یہ ویدانت اور جین دھرم کے درمیان فرق ہے۔

سوال - یہ تو کوئی فرق نہیں ٹھہرا۔؟

جواب - پھر اور کیا فرق ہوتا۔

سوال - وید کی آخری منزل کیا ہے؟ اور جین مت کے مادہ پر فتح کا مقصد کیا ہے؟

جواب - موکش - مکتی -

سوال - تب کوئی بات ہی نہیں رہی!

جواب - اور بات کیا ہوتی۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہے صرف طریقے جدا جدا ہیں

سوال - ویدانت کا آدرش برہمہ ہے اور جین مت کا آدرش تیرتھنکر بننا ہے آدرش میں تو اختلاف ہے؟

جواب - یہ اختلاف ان کے لئے ہے جنھوں نے دونوں کے فلسفہ کا مطالعہ مقابلہ کے ساتھ نہیں کیا ہے۔ ورنہ مقصد دونوں کا ایک ہی ہے۔

سوال - مثلاً۔

جواب - ویدانتی کہتا ہے " برہمہ ستیم جگن متھیا " (برہمہ ہی ست ہے اور جگت متھیا ہے)

جینی کہتا ہے "جیو ستیم اجیو متھیا" (جیو ست ہے اجیو متھیا ہے)

سوال - کوئی جینی ایسا نہیں کہتا۔ آپ غلط اور جھوٹ کہتے ہیں۔ جینی جیو اور اجیو دونوں کی ہستی کا قائل ہے۔ اسکی نظر میں دونوں ست (یعنے وجود والے) ہیں

جواب - لیکن مقصد تو یہی ہے کہ جیو جیوپنے کی سچی اوستھا کو حاصل کرے۔ اور اجیو پنا کو قطعی نظر انداز کر کے اس سے علیحدگی حاصل کر لے۔ یہی بات تو ویدانتی کہہ رہا ہے "برہمہ ستیم جگت متھیا" برہمبو۔ جیوؤ۔ بھید ۔ سکم" (برہم ست ہے جگت متھیا ہے اور برہم اور جیو کے درمیان کوئی بھید نہیں ہے) جگت یا مادہ کو تو دونوں ہی نظر انداز کراتے اور کرانا چاہتے ہیں۔

سوال - جینی اجیو کو متھیا تو نہیں کہتا؟

جواب - متھیا تو اصل میں جینی بھی مان رہا ہے۔ اسکی اہمیت کو خاطر نشین تو نہیں کراتا۔ ورنہ اس سے قطع تعلق کرنے کی ہدایت کیوں کرتا! لفظی گورکھ دھندوں میں نہ پڑو۔ اصلیت کو اصلیت کی نظر سے دیکھو اور اسکے مقصد پر غور کرو۔ تب یہ بھرم دور ہو جائے گا۔

سوال - لیکن برہمہ کو تو آپ ہی نے برہ اور من کا مجموعہ بتایا ہے؟

جواب - یہ اسکے لغوی معنی ہیں جو صحیح ہیں۔ لیکن ویدانتی برہمہ کے مجازی معنی نشچلتا۔ آدھارپنا۔ ادھشٹھان پنا۔ کوٹستھ پنا۔ کو اپنا اشٹ قرار دیتا ہے۔ معراجی خیال یا آدرشی بھاؤ کو دیکھو اسکے اندر کیا فرق ہے!

سوال - یہ جینی کا آدرش نہیں ہے؟

سوال در سوال - پھر کیا آدرش ہے؟

جواب - سِدھ شلا - کمال کی چٹان - بلکتی زندگی یہ جین مت کا آدرش ہے -

جواب درجواب - بھائی! لفظی بحث کو چھوڑو - جینی کہتا ہے سِدھ شلا - ویدانتی کہتا ہے - ادھشٹان - کوٹستھ - اور آدھار - دونوں کے الفاظ - اور الفاظ کی مراد تو یکساں ہی ہے -

سوال - ویدانتی برہمہ کو سرو ویاپک مانتا ہے -

جواب - جینی اپنے آدرش کو سروگیہ کہتا ہے - سرو ویاپک اور سروگیہ میں صرف لفظی فرق ہے - اِس کے سوا اور تو کچھ نظر نہیں آتا -

سوال - تو کیا جین مت ویدانت ہے ؟

جواب - میں اِس بحث میں نہیں پڑتا - میں نے جین دھرم کو دنیا کا قدرتی مذہب کہا ہے جس کی ہدایت مادہ پر مکمل فتح دلانا ہے - اِن لفظوں کا استعمال آج تک اِس شکل میں کسی مذہب نے نہیں کیا اور اس لئے وہ علم و عمل کے دونوں پہلوؤں کو لے کر عملی اور علمی طریق سے مکتی کی ہدایت کرتا ہے -

ویدانت وید کے انت کی طرف لیجاتا ہے جو مکتی کے سوا اور کچھ نہیں ہے - یہ میں نے جین دھرم ہی کے مطالعہ سے ذہن نشین کیا ہے - فلسفہ کی مراد میں فرق نہیں ہے - پرمارتھک درشٹی ایک ہے - بیوہار میں فرق ہے - ویدک دھرم والے ہنسا کرتے ہیں - یگیوں میں پشوؤں کا بلدان کرتے ہیں - جینی اسے ادھرم قرار دیتے ہیں - اِن دونوں کے درمیان فرق ہے -

سوال - لیکن اب تو بلدان نہیں ہوتا ؟

جواب - ہوتا تو ہے - جہاں جہاں یگیہ ہوتے ہیں وہاں وہاں پشو بدھ (ذبیح)

کئے جاتے ہیں۔ اور اگر بقول تمہارے نہیں ہوتا تو اچھی بات ہے یہی تو جین دہرم کی تعلیم ہے۔ اسے ترک کردو۔ پھر فرق جاتا رہا۔ گوشت نہ کھاؤ۔ دل آزاری نہ کرو۔ رحم دل ہو۔ تاکہ پرمارتھ کا رستہ صاف ہو جائے۔

سوال۔ تو جین دہرم مطالعہ کی چیز ہے؟

جواب۔ بیشک! ہندوؤں کے درمیان ناحق غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے نہ جس کا سر اور نہ پیر! اور مفت میں ہماری قوم کے درمیان آن بن ہے۔ جس کے دور کرنے ہی میں خیریت ہے۔ یاد رہے۔ یہ زمانہ میل جول اور اتفاق سے رہنے کا ہے۔ ورنہ ؎

بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبوگے سارے!

معذرت

جین دہرم سادہ صورت۔ سادہ الفاظ۔ سادہ بیان اور سادہ مراد میں نذر ہے یہ بُرا ہے یا بھلا اس پر مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دل تو یہی چاہتا تھا کہ اسے اور تفصیلی صراحت کے ساتھ پیش کرتا لیکن مجبوری ہے۔ بیمار ہوں۔ اس پر بھی ست سنگ کراتا رہتا ہوں۔ بیماری کے ساتھ عدیم الفرصتی بھی ہے۔ دوسری طرف بھائی **نیا لال** صاحب جین متر منڈل دہلی کا اصرار بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس سے تنگ آکر قلم اٹھائی۔ جو دل میں آیا اسے قلم کی زبان پر لایا۔ نظر ثانی کرنے تک کا موقعہ نہیں ہے۔ اگر اچھا ہوا اور فرصت ملی تو پھر ادھر توجہ کرونگا ورنہ انشاء اللہ خیر صلا۔ یہ کتاب کسی حد تک جینیوں اور ہندوؤں کے درمیان غلط فہمی کے دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی اور اگر ایک آدمی نے بھی پڑھ کر قومی تعصب سے اپنے آپکو جدا کر لیا۔ تو پھر اس بیماری کے وقت کی محنت سپھل ہوگی۔ وہو ہذا القیاس۔ **شیو برت لال** ایم اے بنارس

راد ہا سوامی دھام۔

ضمیمہ

جین دھرم

(۱) موجودہ حیثیت

جین دھرم کیا ہے؟ اس پر ہمارے ملک کے پورا ئے آدمیوں نے بالعموم اور موجودہ زمانے کے ہندوؤں نے بالخصوص غور نہیں کیا۔ اور شاید خود بہت کم جینی نکلینگے جنہوں نے اس پر کبھی غور کیا ہوگا۔

ہماروں نے اس وجہ سے غور نہیں کیا۔ یا نہیں کرتے کہ انکو اس طریق کے برخلاف خدا جانے کب سے نفرت دلائی جا رہی ہے۔ اور اس نفرت۔ کراہیت۔ اور حقارت کی وجہ سے اُنکی عقل کی آنکھوں پر پٹی بندھی چلی آرہی ہے۔ عام مقولہ ہے "ہاتھی کے پاؤں کے نیچے دب کر مرجانا بہتر ہے۔ لیکن جین مندر میں اس طرح کی موت سے ڈر کر پناہ لینا مہا پاپ ہے" اور جہاں یہ کیفیت ہو وہاں۔غور۔سمجھ اور منصفانہ فیصلہ کی اُمید رکھنا سخت نادانی اور غلطی ہے۔ جب تعصب و ہٹ دھرمی دلوں کے اندر اس طرح سرایت کر گئی ہے تو وہ اسکی جانب توجہ ہی نہ کرینگے۔غور کرنا تو درکنار رہا۔ اور جینی عام طور پر رسم پرست اور ظاہر پرست نظر آتے ہیں۔ اور جس مبالغہ آمیز طریقہ میں وہ اُسے پیش کرتے ہیں وہ اسقدر خوفناک معلوم ہوتا ہے کہ مجبوراً اُسے "غیر عملی" کہنا پڑتا ہے۔ اور گو یہ مبالغہ پر مبنی صحیح اور سچی ہی کیوں نہ ہو لیکن ریاضت اور تپ کی ہولناک صورت اختیار کر لینے سے وہ دلی کشش کا باعث نہیں ہوتی۔ انسان کسی خاص انسانی نسل سے پیدا ہو کر اُس کا

نام لیوا بنا ہے۔ جیسا کہ جینیوں کی کیفیت ہے۔ لیکن انکی ذات سے یہ اُمید رکھنا کہ یہ جین دہرم کے حقوق اور حیثیت کو جوں کا توں ثابت کرکے دکھائینگے امر موہوم معلوم ہوتا ہے۔ اور موجودہ زمانے کے جینی ایسا ہی کر رہے ہیں اور اُنکی اس بے پروائی کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ جینیوں کی تعداد ہر سال روز بروز کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نہ جین دہرم اُنہیں کی دلکشی اور محبت کا باعث ہو رہا ہے اور نہ وہ دوسروں کو اپنی جانب مائل کر رہا ہے۔

سوال ہے۔ کیا جین دہرم ہندوؤں کے عقیدے یا خیال کے موافق سچ مچ نفرت اور کراہیت کا طریق ہے۔ یا جین دہرم جینیوں کے طرز عمل کے موافق واقعی غیر عملی مذہب ہے؟

میں اس کا جواب بطور خود دیتا ہوں کہ جین دھرم قابل غور۔ قابل مطالعہ قابل قبول اور قابل عمل طریق ہے۔ اور وہ کسی حالت میں قابلِ نفرت نہیں ہے۔

(۴) ہندو دھرم پر جین مت کا اثر

اُپنشدوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی تعلیم نہ صرف جین مت کے موافق تھی بلکہ باوجود اختلاف کے بھی وہی اُصول انکے اندر شامل تھے جو جین دہرم کی بنیاد تھے۔ اُن میں سے ایک "اہنسا" ہے۔ اُپنشد صرف کشتریوں ہی کا طریق ہے۔ جیسے جین دہرم کے بانی کشتری ہوئے ہیں ویسے ہی اُپنشدوں کے اصلی اور حقیقی آچاریہ ابتدا میں کشتری ہی تھے۔ اُپنشدوں کو پڑھو۔ کشتری

آچاریہ جو راجے مہاراجے تھے صاف لفظوں میں اپنے برہمہ رشی یا برہمن رشی شاگردوں سے کہتے ہیں کہ یہ راز باطن کبھی کسی زمانہ میں بھی براہمنوں کے درمیان نہیں تھا یہ صرف کشتریوں ہی کی میراث ہے۔ اِس کا اقرار شنکر بھاشیہ میں خود سوامی شنکراچاریہ جی نے کیا ہے۔ اُپنشد موجود ہیں۔ پڑھ کر اپنی تسلی کر لو۔ اُپنشدوں کا شنکر بھاشیہ چھپ گیا ہے اُسے دیکھ کر اپنا اطمینان کرو۔
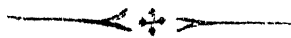
جین دہرم نے کس حد تک ہندو دہرم پر اپنے اثر کا سکہ بٹھایا تھا۔ اُس کا کسی کو بھی پتہ نہ لگتا۔ اگر ہندو دہرم گرنتھی یا اہل کتاب نہ بنتا۔ اُسکی یہ حالت پانچ ہزار برس پہلے نہیں تھی۔ ویاس جی نے رشیوں کا کلام اکھٹا کر کے رگ وید وغیرہ کی ترتیب دی جس کے اندر رشیہ دیوتیوں تک کے حالات خیالات، اور وقائع کی تلمیحی اشارے نام کے ساتھ آتے ہیں۔ اِس سے پہلے ہندو دہرم نرگرنتھی تھا۔ اہل کتاب یا گرنتھی ہوتے ہی وہ اہل کتاب بنا۔ وید اُبھانی ہوا۔ اور جینی نرگرنتھ کے نرگرنتھ بنے رہے۔ وید مرتب ہوئے۔ پھر براہمن گرنتھ بنے۔ جو ویدوں کے انگ کہلاتے ہیں اُنہوں نے کرم کانڈ کو تقویت دی لیکن جین دھرم کے اثر کو اپنے اندر سے دور نہ کر سکے۔ ہندو تو جیوانی قربانی کے نام پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔ براہمن گرنتھوں کے مصنف کھلم کھلا تو اس مذموم رسم کی بیخکنی نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ آخر ہندو ہی تھے۔ دان دکشنا کے لالچی تھے۔ اعلیٰ آزادی انکے درمیان آتی بھی تو کیسے آتی تاہم موقعہ موقعہ پر کہیں کہیں پشو بدھ کی تاویل اور نقطۂ نگاہ سے کر گئے۔

مثلاً

یگیہ کرنے والا خود ہی پشو ہے۔ اور قربانی (بلدان) کرنے سے
قربانی کرنے والا خود ہی سورگ کو جاتا ہے۔

(تیترے براہمن ۱۳-۱۲-۴-۳)

پشو خود بلدان کرنے والا ہی ہے۔

(تیترے براہمن ۹-۱-۸-۳)

پشو بلدان کرنے والا ہی ہے۔

(شت پتھ براہمن- ۹-۱-۸-۳)

اِس بلدان سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جین دہرم اِن براہمن گرنتھوں پر کسی نہ کسی شکل میں اثر انداز ضرور ہوا ہے۔

لیکن بلدان یا پشو بدھ کا رواج نہیں گیا۔ وہ جوں کا توں رہا۔

اُپنشدوں کے رشی نہ صرف اِس رسم کے مخالف نظر آتے ہیں۔ بلکہ اُن کو دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی طرف سے نفرت سی ہوگئی۔ اور درہد آرنیک اُپنشد۔ کا رشی یاگیہ ولکیہ۔ یگیہ کرنے والوں کو صاف لفظوں میں کُتّا کہتا ہے۔ اُس کا کلام ہے۔

اگر کسی آدمی کا ایک کُتّا ضائع ہو جائے تو اُسے کِسقدر دُکھ ہوتا ہے۔ نہ کہ کئی کُتّے ضائع کئے جائیں! یہ یگیہ کرنے والے انسان دیوتاؤں کے لئے ویسے ہی مفید ہیں جیسے آدمیوں کے لئے کُتّے

درہد آرنیک اُپنشد۔

دوسرے موقعہ پر یاگیہ ولکیہ رشی کہتا ہے

یگیہ میں کیا دہرا ہوا ہے اے خونخوار جانور! درہد آرنیک اُپنشد۔

تیسرے موقعہ پر وہی رشی لکھتا ہے۔

اِس یگیہ میں یم (موت) رہتا ہے۔ لیکن ودان وکش تا تو پرے پت ہوتا ہے۔

وربدآرنیک اُپنشد

ایسی مثالیں بہت دی جا سکتی ہیں۔ جن سے یگیہ کی مخالفت کا پتہ اُپنشدوں سے ملتا ہے۔ ہمارے آریہ سماجی بھائی ویدک اصطلاحوں اور ناموں کے یوگک اور روڑھی ارتھ کرنے میں حاتم ہیں اور منتروں کے سائنٹیفک معنی پہنانے میں بہادر ہیں چاہے وہ ارتھ موزوں ہو یا غیر موزوں۔ ہم اُن سے دست بستہ التماس کرتے ہیں ذرا وِرہدآرنیک کے ان مقولات کی اپنے طور پر تشریح تو کر دکھائیں کہ ان سے اور کیا مطلب نکلتا ہے۔ وہ تو یگیہ کے بڑے دعویدار ہیں!

رشبھ دیو کا نام رِگ وید میں آتا ہے۔ یہ ثبوت ہے کہ وید اس نام کو تواریخی شخصیت سمجھتے تھے اور یہ بزرگ جین دھرم کا بانی ہے جسے مابعد زمانہ میں پورانوں نے نہ صرف یگیہ پرش کی پدوی دی۔ بلکہ اُسے اپنے چوبیس وشنو اوتاروں میں نواں اوتار تسلیم کیا۔ کیا یہ جین دھرم کی زبردست قدامت کی دلیل نہیں ہے؟

ویدک دھرم ممکن ہے۔ جین دھرم سے پہلے رہا ہو۔ اِس سے ہمکو انکار نہیں ہے۔ لیکن وہ سوائے یگیوں اور پشو بدھ یا دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی مزاج کی سائیکلٹ حاصل کرنے کے طریقے کے کیا رہا ہوگا! اِس پر قیاس کی یہاں تک ہی رسائی ہوتی ہے۔ بعد کو رشبھ دیو کی تعلیم کا اُس پر اثر پڑا۔ اثر نہ پڑا ہوتا تو یہ نام وید میں کیسے آتا۔

یہ ویدک دہرم بھی پہلے نرگرنتھ ہی تھا۔ فن تحریر کے ایجاد ہونے سے پہلے وہ کنٹھا گر دوبانی طور پر یاد کیا جاتا تھا۔ بعد کو ویاس جی نے اُسے وید کی صورت میں کتاب بند یا قلمبند کیا۔

اس معنی میں بھی وہ جین دہرم سے قدیم کہا جا سکتا ہے کیونکہ جینیوں مہابیر سوامی اپنے آخری تیرتھنکر کے زمانہ کے بعد تک بھی اُسے کتابی صورت میں نہیں لا سکے تھے۔ اور اس وجہ سے ہندوا اور بودھ دونوں ہی اُسے نرگرنتھ کہنے کے عادی تھے۔ جینیوں نے سنہ بکرمی کی ابتدائی صدیوں میں اُسے کتابی حیثیت دی۔ اس وقت سے نرگرنتھ کی اصطلاح معدوم ہو گئی اور تیرتھنکروں کا طریق جین دھرم کہلانے لگا۔

(۳)

جین مت پر مابعد زمانہ میں ظلم

جین مت مہابیر سوامی کے زمانہ اور اُنکے زمانہ کے بعد پھر فروغ کی حالت میں آیا اہنسا کی اشاعت زور شور کے ساتھ ہوئی جس میں کسی حد تک بُدھ دھرم بھی اُس کا شریک تھا۔ یہ اشاعت اُس کے لئے پھر خاص قسم کی بدعت اور ظلم ساتھ لائی اور اس کا سلسلہ مسلمانی سلطنت کے ابتدائی زمانہ تک برابر جاری رہا۔ اور جو ہندو آچاریہ اُٹھا وہی ہاتھ صاف کرتا رہا۔ کُمارل بھٹاچاریہ (جو خود جینیوں کا شاگرد تھا اور جسے یتیم لڑکا پاکر جینیوں نے پالا سکھایا پڑھایا تھا) اور پھر سوامی شنکراچاریہ جی نے اس ظلم کی حد کر دی۔ مذہبی شاستراتھ ہوئے۔ بحث مباحثہ سے کام لیا گیا اور اس میں مطلب براری کی صورت نہ دیکھکر سخت بیرحمی سے اُنکی کتابیں

وہاروں کے کتب خانوں سے چھین چھین کر اور کشتیاں بھر بھر کر دریاؤں میں ڈوبائی گئیں۔ معصوم نہتے بینی جتی۔ گرم تیل کے کڑاہوں میں بھر بھر کر جھونکے گئے۔ ایسی ایسی بدسلوکیوں سے کام لیا گیا۔ جس کا تذکرہ کرنے سے رحم دل انسان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اصلی غرض جین دھرم کی ہمیشہ کے لئے معدوم کردینے کی تھی۔ یہ ظلم کی کہانی سخت حسرتناک اور حد درجہ کی عبرتناک ہے کوئی اس کا کیا اور کہاں تک تذکرہ کرے! دنیا کی کسی ظالم سے ظالم قوم نے یہ سلوک غیر قوموں کے ساتھ نہ کیا ہوگا جو ہندؤں نے جینیوں کے ساتھ کئے تھے۔ حالانکہ وہ انھیں کے بھائی بند تھے۔ اور یہ کیوں ہوا؟ اہنسا کے اصول کی معصوم اشاعت کے بند کرنے کے لئے۔ ہنسا نے بڑی طرح اہنسا پر اپنا داؤں چلایا۔ بودہ تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ جینی اور ملکوں کی طرف نہیں بھاگے مرے۔ مارے گئے اور بری طرح سے مارے گئے۔ لیکن ہموطنوں کا ظلم انکے جلا وطن کرنے میں ناکامیاب ہی رہا نفرت کم نہیں ہوئی بڑھتی ہی گئی۔ کچھ آدمی زندہ بچے۔ موجودہ جینی نسل انکی یادگار ہے۔ کتابیں تو برباد ہو ہی چکی تھیں۔ صرف کہیں کہیں وہ رقیبوں کی غارتگری کے خوف سے زمین میں گاڑدی گئی تھیں۔ یہ صرف مذہبی دھرم پستکیں تھیں۔ باقی تمام علوم وفنون کی کتابیں ہمیشہ کے لئے ضائع ہوگئیں بعد کو میواڑ وغیرہ راجاؤں نے شنکر آچاریہ جی کے مرنے کے بہت دنوں بعد انھیں زمین سے نکلوایا۔ اور پھر از سر نو جینیوں کو موقع دیا گیا کہ وہ اپنے مذہبی دہرم کرم میں لگے۔

بات سمجھ میں نہیں آتی کہ معصوموں سے اس قدر کیوں نفرت کی گئی اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ ہندو آخر ہندو[1] ہیں!

[1] لغتاً ہندو کے لغوی معنی ظالم لٹیرے کے ہیں

تیرھواں باب

جین دھرم کی جے

براہمنوں نے جین دھرم کو لاکھ بدنام کیا۔ اُس کے برخلاف زہر اُگلتے رہے۔ عوام میں نفرت پھیلائی۔ کتابیں غرقاب کیں۔ جینیوں کو کھولتے ہوئے کڑاہوں میں جلایا۔ مٹھ غارت ہوئے۔ مندروں کی حالت ابتر کی۔ طرح طرح کے دُکھ دیئے پرچار روکا۔ سب کچھ ہوا۔ ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ آزاد مذاہب کی آزادی کو پامال کیا۔ اپنے وان دکشنا کی جڑ بھی مضبوط کر لی۔ جینی ہارے۔ براہمن جیتے۔ اہنسا کے دعووں کو شکست ملی۔ ہنسا کا رواج ہوا۔ یہ صحیح ہے۔ اِسکے سچ ہونے میں کسیکو انکار نہیں ہے۔ لیکن کیا جینی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے؟ نہیں۔ کیا وہ بالکل پامال ہو گئے؟ نہیں۔ تعداد بیشک کم ہوتی گئی۔ اب اور بھی کم ہو رہی ہے۔ بھکائے ہوئے جینی مندوں میں جذب بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ روزانہ دیکھا جا رہا ہے۔ لیکن اصل میں جینیوں کی یہ شکست شکست نہیں کہلاتی اخلاقی فتح ان حالتوں کے ہوتے ہوئے بھی اُنھیں کی ہے۔

جینی۔ مہرؔ نامی شاعر کا ہمزبان اور ہمخیال ہو کر کہہ سکتا ہے۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے مہرؔ
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

مقابلہ ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ہم کہتے ہیں۔ اخلاقی فتح تو جینیوں ہی کی ہوئی۔ اور جین دھرم نے مرتے مرتے اپنا اخلاقی سکہ برہمنوں کے دلوں میں بٹھا ہی دیا۔ براہمن زمین

کے ویو تلے بنتے ہیں اور اپنا پاؤں۔ غلامی پسند۔ ذلت پسند۔ اور خودداری سے محروم
مہاپرشوں سے ہو جاتے ہیں۔ یہ خدا کے بھائی بند ہی نہیں بلکہ وشنو کی چھاتی پہ لات
مارنے والے کہلاتے ہیں۔ پھر بھی۔ ہارے۔ ہارے۔ اور بری طرح سے ہارے
اور انکو جینیوں کے پاؤں میں جھکنا پڑا۔ اب بھی روزانہ جھکتے ہیں۔ اور ایسا
بھی دان دکشنا کے علاوہ جینیوں کے پس خوردہ سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔

تم کہو گے یہ باتیں ہی باتیں ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ سچی باتیں ہیں۔ اگر سچی
نہ ہوں تو انکی تردید کرو ہمت اور جرأت ہو تو میری باتوں کو جھٹلاؤ۔ تمام باتیں تو
میں تم کو نہیں سنا سکتا۔ تھوڑی بہت سن لو۔

(۱) رشبھ دیو جی کو تو یہ وشنو کا اوتار تسلیم ہی کر چکے تھے رام۔ کرشن
اور بدھ کو بھی اپنے اوتاروں میں مجبوراً انھیں شامل کرنا پڑا۔ رام اور کرشن
دونوں جینی تھے۔ بدھ نے اپنے آپ کو ایک مرتبہ سوال کئے جانے پر جین بتایا
تھا۔ وہ مہابیر سوامی کے شاگرد نہ سہی۔ لیکن وہ انکے اصول کے خوشہ چین ضرور
تھے۔ وہی اہنسا۔ وہی فرضی اور وہمی ایشور کی خیالی ہستی سے انکار۔ تعلیم
میں جینی اصطلاحات کا استعمال۔ اور ہندو بدھ کی خیالی تصویر کیا گھڑتے ہیں یہ
ایک دگمبر جینی کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔

تم کہو گے رام کرشن جینی نہیں تھے! نہیں کیسے! روایتوں کو غور سے
پڑھو اور سمجھ کر پڑھو۔ یہ رام ہی تھے جنھوں نے پرسرام جیسے کشتریوں کے دشمن کے
سامنے کشتری دھرم کی فضیلت کو قابل ترجیح ٹھہرایا۔ انھیں لاجواب کیا اور وہ
مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ رام ہی تھے جنھوں نے

دیدوں کے ٹیکا کرنے والے براہمن راون کے مقابلہ میں لشکر کشی کی تھی۔ اِس قسم کے واقعات کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے صحیح نتیجہ نکالو۔

کرشن جینی اور پنج پانڈو بھی جینی تھے۔ کرشن کی فوج میں برہمنوں کا عنصر معدوم تھا۔ یہ سب دُریودھن کے ساتھی تھے۔ جو عام ہندوؤں کی طرح براہمن پرست تھا۔ اور دروناچاریہ۔ کرپاچاریہ۔ اسوتھاما کا سرپرست مُربّی بن کر میدان جنگ میں آیا تھا۔ کرشن ذات پات کو کمتر مانتے تھے۔ شودرانی بِدُر کے گھر میں جاکر ابالا ہوا ساگ کھایا۔ دھرتراشٹر کی دعوت قبول نہیں کی کیا اِن سے اُنکے جینی ہونے کا پتہ نہیں لگتا؟

جینیوں کے آدی پوران اور اُتّر پوران کا بغور مطالعہ کرو اور تمھاری تسلّی ہو جائے گی۔

کیا رام اور کرشن کے اوتاروں کے پوجنے والے براہمن نہیں ہیں! کیا اُنکے بھوگ پرساد کو نہیں کھاتے! کیا یہ بھوگ پرساد اُن کا صحیح معنی میں جھوٹا پس خوردہ نہیں ہے؟

پورانوں کے کِن اوتاروں کو ترجیح ہے؟ براہمن اوتاروں کو یا کشتری اوتاروں کو؟ کِن اوتاروں نے اپنی عظمت کا سکّہ بٹھایا۔ براہمنوں نے۔ یا کشتریوں نے؟ کِن کے مندر ملک میں زیادہ ہیں براہمن اوتاروں کے یا کشتری اوتاروں کے؟ سوچو تب بات سمجھ میں آوے۔

کشاتر دھرم پر ودھرمہ، جین دھرم کشاتر دھرم ہے۔ تمام دھرموں پر فائق ہے۔ آج بگڑے دن میں بھی انسان کی ⅔ آبادی بُدھ کی نام لیوا ہے۔

ہندوستان میں لاکھ کشتریوں کی عظمت کے برخلاف زہر اُگلا گیا۔ پھر بھی دیکھو۔ براہمنوں کے پرسرام کرشن کی مورتیوں ہی کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ شنکرمت کو جانے دیجئے۔ سوامی رامانج اور مادھو آچاریہ۔ اور بلبھ آچاریہ کے متوں کو دیکھو! یہ کشتری اوتاروں کے اُپاسک ہیں یا براہمن اوتاروں کے؟ ان اوتاروں کا تو کوئی نام تک نہیں لیتا۔ یہ جین دھرم کی فتح ہے۔

(۲) جین دھرم۔ رِدھ پوجا۔ تیرتھنکر پوجا۔ اور انسانی کمال۔ خواہ مکمل انسان کی معراج کی پرستش کا حامی ہے۔ جو تصوّف کی جان ہے۔ معرفت کی روح رواں۔ گیان کا اصل الاصول ہے۔ اور ہندو دھرم کیا رہا ہے؟ دیوتاؤں کی غلامی کا مشرب۔ تینتیس سے بڑھتے بڑھتے وہ تینتیس کروڑ تک بڑھ گئے۔ اور ہندو انکی غلامی کے رستے سے بندھے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ جین دھرم نے انہیں راستے پر لگانا چاہا۔ یہ بپھر گئے۔ آخر میں سمجھ آئی۔ جینیوں کی تقلید کی۔ اوتاروں کا مسئلہ انکی دیکھا دیکھی گھڑا۔ پہلے یہ دس تھے پھر چوبیس تیرتھنکروں کے خیال کی پیروی میں یہ بھی چوبیس ہی کئے گئے۔ بودھ بھی اسی کے مقلد ہوئے۔ تیرتھنکر مکمل انسان کو کہتے ہیں۔ جس نے تمام زندگی کے مرحلے طے کر کے سچے ایشوریہ کے کمال کو حاصل کیا تھا۔ اسکے اشارے اُپنشدوں تک میں پائے جاتے ہیں جس کی مثال وِرہدارنیک میں موجود ہے۔ یہ جین دھرم کی فتح ہے۔

(۳) جین دھرم میں معتقدانہ خیال کے زیر اثر مندروں کے اندر تیرتھنکروں کی مورتیں قائم کرنے کا رواج ہوا تھا۔ جینی مورتی پوجک نہیں ہیں۔ یہ اہتمام صرف یادگار قائم کرنے کی غرض سے تھا جو عوام کی کشش کا باعث ہوا۔ ہندوؤں نے اس کی

بھی چڑبہ کھینچا۔ اور مورتی مندروں میں رکھنے لگے۔ یہ مورتی پوجک بن گئے۔ جینی اصل میں صرف یادگار کی تعظیم کرنے والے تھے۔ یہ بھی جین دھرم کی فتح ہے۔

(۴) جین دھرم اہنسا کا معلم ہے۔ ہنارو شروع ہی سے گوشتخوار ہنسک ہیں۔ بات بناما اور ہے۔ ہندو لٹریچر دیکھو۔ سب کی سب گوشتخواری کے مضمون سے بھری پڑی ہیں۔ والمیکی رامائن۔ منوسمرتی مستند گرنتھ ہیں۔ آخری کتاب میں تو مختلف قسم کے جانداروں کے گوشت کے پنڈدان تک کا حکم ہے اور ہوتا کیوں نہیں! جب ویدک یگیوں میں پشو بدھ کا حکم ہے تو یہ کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ لیکن جین دھرم انکو عملاً چھپایا کرتا تھا۔ ہنارو شرماتے تو ہمیشہ سے تھے۔ لیکن نفسانیت اور تعصب کیوجہ سے اِس بدعادت اور بدرسم کو ترک نہیں کرتے تھے۔ آخر انھیں اِس دھرم کا لوہا ماننا پڑا۔ اور وشنوؤں کے درمیان اہنسا کا رواج ہوگیا۔

ابتدا میں مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے ستیارتھ پرکاش میں جو راجہ جیکشن داس جی مرحوم کی زیر سرپرستی چھپی تھی۔ گوشتخواری کی حمایت تھی۔ بعد کو شرم وحجاب نے اُسے دور کروادیا۔ تاہم آریہ سماج میں گھاس پارٹی اور ماس پارٹی کی تمیز برسوں جاری رہی۔

راقم نے آریہ گزٹ لاہور کی اڈیٹری کے زمانہ میں اپنی تحریروں کے زور سے اسے بند کرایا۔ تب سے یہ تمیز جاتی رہی۔ دونوں لڑاکے قوموں کے لٹریچر اب بھی کسی کسی کتبخانہ میں ملینگے جس کا جی چاہے اپنا اطمینان کرے اب آریہ سماج تک "اہنسا" کا واعظ ہے۔

یہ جین دھرم کی فتح ہے۔

یہ چند فتوحات ہیں جو جین دھرم نے ہندو مذہب پر حاصل کئے ہیں ان کی تفصیل زیادہ طولانی بھی ہو سکتی ہے اس وقت کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

ان فتوحات کے ہوتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ رات کی تاریکی نے روز روشن کی روشنی کو مغلوب کر لیا۔ محکمند جینی مفتوح ہو گئے۔

کاش اگر جین مت والے یا جین مت کے با انصاف محقق ذرا توجہ سے کام لیں تو شاید وہ ثابت کر دینگے کہ ہندو دھرم کے اور تمام بنیادی مسائل بھی جینیوں ہی کی تعلیم سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ان میں سے کرم۔ آواگون وغیرہ کے مسئلے ہیں جن کی وضاحت ہندوؤں کے درمیان پہلے نہیں تھی۔

تاہم ہندو دھرم اور جین مذہب کی حیثیت انکے ناموں سے ظاہر ہے ہندو غلامی کا طریق ہے۔ براہمنوں نے موقعہ پاکر غیر براہمنوں کو اپنا محکوم بنایا۔ جین دھرم اس غلامی سے آزاد کر لئے اور غلامی پر فتح پا سکنے کیلئے آیا تھا۔ یہ ان دونوں کی بالترتیب حیثیت ہے اور براہمنوں اور کشتریوں کے درمیان قومی خانہ جنگی کا باعث صرف ایک ہی واقعہ ہے۔ براہمنوں نے قوم کی قوم کو برباد کر کے ہندو (غلام) بنا دیا۔ کشتری اسکو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اس زنجیر کے شکست کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس لئے جین دھرم ایک طرح پر نجات دہندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر غلامی پسند غلام۔ غلامی کی حالت میں رہنا چاہتے ہیں تو کوئی کیا کرے۔ وہ غلام اور محکوم بنے رہیں۔

ہندو اور براہمن ناموں کے درمیان مرادی مجازی اور اصطلاحی فرق ہے۔ ہندو ہندو ہے۔ براہمن براہمن ہے۔ براہمن ہندو نہیں ہے نہ ہندو

کہلانا پسند کرتا ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو ہندوؤں کے دائرے سے باہر رکھتا ہے۔
اِس لئے یہ کہنا کہ ہندو ایک قوم ہے بالکل غلط اور بے سروپا بات ہے اور ہندو قوم
کے اجزا میں براہمن گروہ ہندو عنصر نہیں ہے۔
اِس بات کے سننے سے لوگوں کو تعجب ہوگا لیکن یہ بالکل صحیح بات ہے
آجکل دکن میں براہمن اور غیر براہمن کا سوال زور شور سے زیر بحث رہتا ہے یہ سوال
آج کا نہیں ہے بلکہ صدیوں اور ہزارہا برس سے ہے برہمنوں نے جس جس طرح قوم کو
پامال کیا۔ اپنا غلام بنایا۔ اور اُسے غیر قوموں کی غلامی کے لئے اُنکے ہاتھوں
عملاً سپرد کیا۔ اسکی بدیہی کیفیت دکن میں جاکر دیکھو۔ یہ فساد کی آگ پہلے مشتعل
ہو چکی تھی۔ امن پسند کشتریوں نے اُسے مصلحت بینی سے بجھایا لیکن وہ کب تک
دبی رہتی اب وہ اُبھرے گی۔ اور اُبھر کر قومیت کا گلا گھونٹے گی کسی دکھنی برہمن سے
پوچھو اُسے ہندو کہلانے سے گریز ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے دلوں میں جانتا ہے۔ کہ
ہندو غلامی کا مرادف لفظ ہے۔ یہ سوال اس وقت دکن میں پیش ہے اب شمالی
ہند میں بھی آنے ہی کو ہے۔ جو کچھ کوشش ہندو سنگھٹن کے نام سے کی جا رہی
ہے وہ آپ دیکھیں گے۔ برہمنوں کی وجہ سے کبھی کامیابی کا مُنہ نہ دیکھے گی۔ کیونکہ
ہندو اور برہمن سنگھٹن امرِ محال اور بالکل غیر عملی ہے۔
جین دہرم کو موقعہ حاصل تھا کہ وہ میدان میں آکر تیرتھنکروں یا آزاد
فاتحوں کی تعلیم کی کوشش کرتا ہوا قومی مصالحت کا معاون ہوتا۔ لیکن اُدہر اسکی
توجہ نہیں ہے اور نہ جین دہرم کے صحیح معنے میں پیش کرنے کی کوشش مدنظر ہے۔
جینی خود جین دہرم کو بھول چلے ہیں اور روزانہ وہ ہندوؤں میں جذب ہوتے

جا رہے ہیں۔ ممکن ہے جینی ان باتوں کو سنکر ناراض ہو جائیں۔ لیکن یہ صحیح واقعہ ہے جینی دھڑا دھڑ پاکھنڈ مارگ کے غلام با ہندو ہوتے جا رہے ہیں۔ انکی کمی ہر سال ہو رہی ہے۔ اگر یہی رفتار رہی تو یہ بچے کھچے جو مٹھی بھر جینی نظر آ رہے ہیں تھوڑے دنوں بعد اپنا نام و نشان کھو بیٹھیں گے۔

(۷) جین دھرم سادگی کا طریق تھا

مہا بیر سوامی وردھمان نے کیا تعلیم دی تھی۔ اسکو جوں کا توں پیش کرنا آسان بات نہیں ہے کیونکہ اس پر مبالغہ آمیزی کا پشتارہ طومار بنا کر رکھ دیا گیا ہے اسکی مجلّی اور نکھری ہوئی صورت دکھانا کسی زبردست محقق سے متعلق ہوگا۔ قیاس کہتا ہے وہ ضرور سادہ اور عملی رہی ہوگی۔

میں اپنے طور پر اسے جینیوں کا مجبال ین کرتن مختصر لفظوں کی صورت میں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں وہ تری رتن کہلاتی ہے۔ یہ

(۱) سمیک درشن

(۲) سمیک گیان۔ اور

(۳) سمیک چارتر ہے

(۱) سمیک درشن۔ سادہ وشواس ہے جو ہر انسان کے اندر فطرتاً ودیعت کیا گیا ہے۔ اسکی صورت کا پتہ انسانی بچوں کے طرزِ عمل میں موجود ہے۔ بچہ کوئی چیز دیکھ کر اس پر ہاتھ لپکاتا۔ بڑھاتا۔ اور پکڑنا چاہتا ہے۔ یہ جن لفظ کی پہلی ماہیت ہے۔ انسان قدرت میں مادہ پر فتح پانے کے لئے آیا ہے۔ اس قسم کا وعیرہ سمیک درشن ہے۔ اور انسان اسکے سوا دنیا میں کر کیا رہا ہے! دیکھو۔ سمجھو۔ غور کرو!

تب اِس پر خود بخود یقین آجائے گا ؎

(۲) سمیک گیان پدارتھا کی اصلیت اور اصلی ماہیت یا ماہیتی اصلیت کو عقلی اور علمی طور پر سمجھ لینا ہے ورنہ سمیک درشن کی کافی وضاحت نہ ہوگی۔ واقعہ کو واقعہ سمجھو۔ واقعہ کو غیر واقعہ نہ جانو۔ جگت جیو۔ اجیو صرف دو تتوں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ نہ کہو کہ اجیو نہیں ہے اجیو ہے اور جیو کو اسی اجیو پر تو فتح پانا اور جینی بننا ہے اگر اسے پہلے ہی سے فرضی کلپت یا وہمی مانو گے تو پھر کسکو جیتو گے اور کس پر فتح پاؤ گے! اجیو مادہ کو کہتے ہیں۔ جیو سے مراد روح سے ہے۔ روح کو مادہ پر غالب آنا ہے۔ مادہ کو اگر ویدانتیوں کی طرح غیر صحیح اور غیر ہستی تسلیم کروگے تو پھر بس ہو چکی نماز مصلا اُٹھائیے۔

یہ یاد رہے جین دھرم غیر عملی خشک ہڈیوں کا فلسفہ نہیں ہے جس پر زبانی جمع خرچ کے سودا پکانے والے منہ ماریں گے۔ یہ بالکل عملی طریق ہے۔

(۳) سمیک چارتر۔ سمیک چارتر طرزِ عمل ہے اِس میں دو باتیں ہیں۔ ایک اپنا ذاتی طرزِ عمل جو سمتا کے ساتھ ہو۔ دوسرا اُن ہادیانِ طریقت کا طرزِ عمل جو سمتا کے ساتھ ہے۔ جینی شاید میرے متفق الرائے ہوں۔ مجھے اِس بات کی پروا نہیں ہے۔ میں جو کہتا ہوں اپنے انوبھو کے موافق کہتا ہوں۔ دونوں کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے ورنہ گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ ہادیانِ طریقت تیرتھنکر کہلاتے ہیں جو کامل انسان گذرے ہیں۔

مہابھارت میں ایک نہایت خوبصورت شلوک آتا ہے۔ یکش یُدھشٹر سے پوچھتا ہے "دھرم کیا ہے" اور یُدھشٹر جینیوں کی طرح اُسے حسب ذیل

جواب دیتے ہیں ۔

شرتیو وبھنّا سمرتیو وبھنّا
نیکو منیر سیہ پر ماننم نہ بھنّم
دھرمسیہ تتوم نہتم گُہایام
مہاجنو یینہ گتہ سہ پنتھا

ترجمہ ۔ ویدوں کے منتروں میں اختلافات ہیں ۔ شاستروں کے کلاموں میں فرق ہے ۔ کوئی مُنی ایسا نہیں ہے جسکی رائے تفرقہ سے خالی ہو (اسلئے) دھرم کا مضمون یا دھرم کا تتو مشکل اور پوشیدہ ہو گیا ہے ۔ جس راہ پر بڑے لوگ چلے ہیں وہی پنتھ ہے ۔

جینی رہنہیں بڑے لوگوں کو نیر تھنکر کہتا ہے انکا چارتر سمیک چارتر ہے ۔ اور اُسی کے موافق ہم کو اپنا ذاتی چرتر (طرز عمل) سمیک دھرم کے ساتھ جنچا تُلا ہوا بنانا ہے ۔

دیکھو یہ تعلیم کس قدر سادہ ہے ۔ جو بات ہے صاف سُتھری نکھری ہوئی اور فضول تصنع سے خالی ہے ۔

اِسی کلام کے موافق ایک انگریزی شاعر اس طرح گاتا ہے ۔

(ترجمہ: تمام بڑے لوگوں کی زندگیاں یاد دہانی کرتی رہتی ہیں کہ ہم (اُنکے موافق) اپنی زندگی کو لطیف (خوشگوار) بنائیں اور دنیا سے کوچ کرتے ہوئے وقت کی ریت پر نشانِ قدم چھوڑ جائیں (جو دوسروں کی رہنمائی کے باعث ہوں)

یہی تین باتیں جین دھرم کی روح عطر۔ جوہر۔ خلاصہ اور لب لباب ہیں۔
جینی مصنفوں نے گپل چوتھ کر کے اصطلاحات در اصطلاحات شامل کرتے ہوئے جین دھرم کی سادگی کو سخت نقصان پہنچا دیا۔ اور وہ عوام کی کشش اور دلچسپی کا باعث نہیں رہا۔

کیا کہوں۔ جی چاہتا ہے میں اپنے طور پر تیرتھنکروں کی سادہ بیانی پر ایک اچھی کتاب لکھوں۔ اس وقت بیمار ہوں۔ اس پر بھی عدیم الفرصت ہوں اگر موقع ملا تو رادھا سوامی دھرم کے ست سنگیوں کے مشابہتی مذہبی مطالعہ کے لئے کبھی وقت ملنے پر اس کا اہتمام کروں گا۔ جس میں آسکے سادہ فلسفہ کی بھی وضاحت شامل ہو گی۔

جین دھرم کا خلاصہ

(۱) جین دھرم - فتح حاصل کرنے کا طریق ہے
(۲) جیچا نلا وشواس - جیچا نلا گیان - اور جیچا نلا طرزعمل اس فتح کا مددگار ہوتا ہے
(۳) جین دھرم بُت پرست نہیں ہے مندروں کی مورتیں صرف یادگاری اور تعظیمی نشانات ہیں -
(۴) جین دھرم - تیرتھنکروں کا غلام پرستار نہیں - بلکہ اُن کا پیرو اور اُنکے نشانِ قدم پر چلانے والا ہے -
(۵) جین دھرم - پاکھنڈ مارگ نہیں ہے - دنیا کا قدرتی اور سریع العمل طریق ہے
(۶) جین دھرم - یونہی اناپ شناپ کسی بات کو نہیں مانتا - جب تک مشاہدہ اور تجربہ کی کسوٹی پر کس نہ لیا گیا ہو
(۷) جین دھرم کسی کا مخالف نہیں ہے - وہ صفائی - صدق دلی اور بے تعصبی کا مذہب ہے
(۸) جین دھرم کا سمیک چرتر (طرزعمل) اہنسا (غیر دلآزاری) ہے -
(۹) جین دھرم کا سمیک گیان (فلسفہ) واقعہ کو واقعہ کی نظر سے دیکھنا دکھانا ہے
(۱۰) جین دھرم کا سمیک درشن (عقیدہ) فطرت کا قدرتی جذبہ ہے -
(۱۱) جین دھرم کی معراج انسانی کمال اور سچے انسان اور مکمل انسان کی حالت ہے جو سچا ایشور ہے
(۱۲) جین دھرم کا مقصد مادّہ پر غلبہ پانا - اور جیو کی حالت کو روحانی حالت پر پہنچانا ہے جس کا اصطلاحی نام سِدّھ شِلا - سروگیہ تا کی منزل ہے -

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کی تصانیف در زبان اردو وغیرہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		سپتاہ وچار	
پرلوک سدھار	۸ر	سہج وچار ۶ر	
لوک پرلوک سدھار	۸ر	من کرم وچار	
جیون سدھار	۸ر	بدھ سکشا وچار ۶ر	
یوگ سدھار	۸عہ	بھگتی گیان وچار	
سکھ سدھار		**یوگ کا سلسلہ**	
پرمارتھ سدھار ۸عہ		سرت شبد یوگ کا ابھیاس	عا/۱ر
نج ایکار سدھار		پنتھ سندیش	عہ/۱ر
برہمی سدھار	۱۰ر	رادھاسوامی یوگ	عا/۱ر
نوجیون سدھار	۱۰ر	کبیر یوگ	للعہ/
وچار سدھار	۱۰ر	نانک یوگ	عہ/۱ر
وچار کا سدھار		سہج یوگ	عا/۱ر
چھکل وچار	۱۰ر	وگیان رامائن	۱ر/
مکھ وچار	۱۰ر	وگیان کرشنائن	عہ/۱ر
سفید وچار	۱۰ر	**سنت سنجوگ کا سلسلہ**	
آشچریہ وچار	۱۰ر	سنت یوگ حصہ ۱ و ۲	عا/۱ر

نام کتاب	قیمت
سنت یوگ حصہ دوم	[illegible]
" حصہ سوم	[illegible]
" حصہ چہارم	[illegible]
حصہ پنجم	[illegible]

سنت سندیش کا سلسلہ

نام کتاب	قیمت
کرم سندیش	۸/
گیان سندیش	۸/
اپاسنا سندیش	۸/
بویک سندیش	۸/
یاترا سندیش	۸/
بچن سندیش	۸/
سار سندیش	۸/
سہج سندیش	۸/
آوبھت سندیش	۸
آگم سندیش	۸/
وچار سندیش	۸
ست سندیش	۸/
مرم سندیش	۸/

نام کتاب	قیمت
ابھو سندیش	۸/
وگیان سندیش	۸/
پریم سندیش	۸
ڈسٹانت سندیش	۸/
بیچاک سندیش	[illegible]

بچن کا سلسلہ

نام کتاب	قیمت
بچن سار حصہ اول	[illegible]
" دوم	۱۲/
" سوم	۱۲/
" چہارم	۱۰/
شبد سار نظم	[illegible]
شبد گنجار نظم	[illegible]
انہد جھنکار نظم	۸/
انہد دھنکار نظم	۴/
شبد یوگ انگریزی	[illegible]

مستی کا سلسلہ

نام کتاب	قیمت
خمکدہ سرشار	۱۰/
خمکدہ تخیلات	۱۰

نام کتاب	قیمت
خمخانۂ عرفان	۱۱/
خمخانۂ خیالات	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جامِ مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	عہ ۸/
سنت مال	۸/
شاہی بھگت	۶/
راج بھگت	۶/
راج بھگتی	۶/
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ ۸/
تابدار موتی	عہ/
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان کے قصے	۱۰/
عجیب و غریب قصے	۱۰/
قصۂ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	

نام کتاب	قیمت
صوفی ازم	۶/
کبیر و کبیر پنتھ	۸/
کبیر شبداولی	۸/
کبیر ساکھی	۱۰/
نند و بھائی کی ساکھی	۱۲/
رادھا سوامی مت	۱۰/
تحفۂ درویش	۸/
الحیات بعد الممات	۸
برہم گیان پرکاش	۸/
معیار المکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ/
پنچدشی	[illegible]
وشنو پوران	۱۰/
کلکی پوران	۸/
مسلمانان در گورو / مسلمانی در کتاب	۶/
ظاہری و باطنی موسیقی	۶/
سچا سناتن آریہ دھرم	۶/

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
روحانی ترقی	۶ر	بھگت مال حصہ دوم	عمہ
آئینہ کشمیر	۱۲ر	مہلا چنر انجلی	۸ر
مورتی پوجا		کبیر بیجک مع شرح بالتصویر حصہ اول	ع
معجون مرکب	۱۲ر	للت کرم انجلی	۸ر
ہندی زبان میں		للت پرشنوتر انجلی	۸ر
سنت سلسلہ اول		**سنت سلسلہ سوم**	
سنت کبیر کی ساکھی	عمہ	للت پٹ پا انجلی	۸ر
نوجیون سدھار	۱۰ر	پرمارتھ سدھار	۸ر
کبیر شبداولی	عہ	بھگت مال حصہ سوم	عمہ
للت کتھا انجلی حصہ اول	۸ر	للت کتھا انجلی	۸ر
؍؍ اپدیش انجلی	۸ر	؍؍ درشٹانت انجلی	۸ر
؍؍ وچار انجلی	۸ر	کبیر بیجک مع شرح حصہ دوم	عہ
؍؍ بویاک انجلی	۸ر	للت کرم انجلی	۸ر
بھگت مال حصہ اول	عہ	سار انجلی	۸ر
سنت سلسلہ دوم		گیان انجلی	۸ر
للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸ر	**سنت سلسلہ چہارم**	
؍؍ ونجا انجلی	۸ر	وگیان انجلی	۸ر
ستیہ وچار	۱۰ر	کبیر بیجک حصہ سوم	ع

آبدار موتی	عہ؍	سنت سلسلہ پنجم۔ چمکدار موتی	عہ؍
نایاب موتی	عہ؍	شاہوار موتی	۱۰؍
ازم ناول	۸؍عہ	بقیہ زیر ترتیب	

رعایت سنت سلسلہ اول و دوم و سوم کا مکمل فائل صرف للعہ میں دیا جاتا ہے مگر کسی سٹ کے یکجائی خریداران کو سال بھر کی ساری کتابیں صرف للعہ میں معہ محصول ڈاک دی جاتی ہیں جو اصحاب سنت کے مستقل خریدار ہو جائینگے انہیں سلسلہ چہارم کی ساری کتابیں صرف للعہ میں معہ محصول ڈاک دیجائیں گی اور شبد ساگر نامی بھجنوں کی نہایت نفیس کتاب فری بلا قیمت بھینٹ کیجائیگی۔

کبیر بیجک ہندی (مکمل)

ترجمہ۔ تفسیر۔ تشریح۔ صراحت اور وضاحت کے ساتھ نہایت آسان اور عام فہم عبارت میں چھپکر تیار ہے۔ یہ پرم سنت کبیر صاحب کا خاص کلام ہے اور سنت مت کے گیان رتن بھنڈار کی کنجی ہے۔ بغیر اسکے مطالعہ کئے ہوئے نہ صرف کبیر پنتھ بلکہ گورو نانک صاحب ودادو صاحب وغیرہ کے اصول کا سمجھنا بھی نہایت مشکل ہے۔ یہ گیانی۔ دھیانی۔ ویدانتی۔ اور بھگتیاؤں کے بڑے کام کی چیز ہے پانسو سال کے بعد مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج نے اسکی تشریح کی ہے۔ پوری کتاب کی ضخامت ۷۲۸ صفحات ہے۔ اس میں پرم سنت کبیر صاحب اور مہرشی مہاراج کی تصاویر بھی دی گئی ہیں قیمت صرف لاگت کے حساب سے مبلغ صہ؍ رکھی گئی ہے تاکہ عوام اسکے مطالعہ سے مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔ یہ کتاب کارآمد ہونے کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے آپ بھی اس نادر موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

جین دہرم کی بابت کتابیں

(۱) نایاب موتی۔ (ناول) پڑہیئے۔ روئیے۔ رومال ہاتھ میں رکھئے۔ آنسو پونچھتے جائیے۔ نہایت

رقت خیز۔ دردانگیز کہانی ہے جو بہت خوبصورتی سے جین دہرم کی پاکی اور پاکیزگی کا نقشہ دکھاتی ہے۔ قیمت ہندی عہ قیمت اردو عہ

(۲) تابدار موتی (ناول) یہ بھی رلانے والی کہانی حد درجہ دردانگیز دہرم کتھا ہے ہندی عہ اردو عہ

(۳) جین ورتانت کلپدرم۔ جینی مہاتماؤں کا حال اردو ۴ر

(۴) جین دہرم (کتاب ہذا) قیمت ۴ر

(۵) گوہر بےبہا۔ دو پیسے (دوسرے اڈیشن کا انتظار کریں)

(۶) گوہر نایاب۔ دو پیسے۔

(۷) گاسپل آف وردھمان (مہابیر چرتر) اردو زیر ترتیب قیمت ۸ر سے کم ہوگی

(۸) جین دہرم کی تمام مذہبوں پر فوقیت۔ اردو۔ زیر ترتیب۔

بھگت مال

نیا۔ نرالا۔ انوکھا۔ دلچسپ۔ دلاویز۔ مؤثر اور رقت انگیز عبارت میں لکھا ہوا تیار ہے۔ ناول نہ پڑھیے اسے پڑھیے۔ ناول سے زیادہ پسند آئیگا۔ اور ساتھ ہی بھگتی پریم اور شردھا کو پیدا کرکے مضبوط بناتا جائیگا۔ یہ ہندو دہرم کی لاثانی کتاب ہے۔ سینکڑوں برس سے یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ اسے مریض کے سرہانے رکھدو وہ آرام پاویگا۔ ایک بار شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ دنیا اور عقبیٰ میں کامیابی ہوگی۔ لکھنے کا ڈھنگ اسقدر عجیب غریب ہے کہ روز بار بار پڑھیے جی کبھی نہ اکتائے گا۔ نئے نئے وچار ملتے جاوینگے۔ درشن۔ انپشار۔ سمپرداینتھ کے تواریخی حالات معلوم ہوتے جاوینگے۔ دھرم کی خوشی اور دولت لوٹتے رہیے۔ یہ نہو تو ہمارا ذمہ بہت بڑی کتاب ہے۔ ضخامت کتاب اردو ۲۵۰ بیان ہندی زائد از ۷۰۰ صفحات ہیں اور کتاب کی قیمت ۳ روپیہ ۸ر اور ہندی کی صرف للعہ ہے۔ جلد منگا لیجئے۔ دیر نہ کیجئے۔

"سنت"

کارگذاری جین متر منڈل دہلی ۱۹۲۷ء

نہایت مسرت کا مقام ہے کہ آج ہم سب ایک جگہ جمع ہو کر اپنے آخری تیرتھنکر سری مہاویر سوامی کا پچیسو پچیسواں جشن ولادت منا رہے ہیں۔ بے شبہ یہ وہ پاک ہستی تھی جسنے نہ صرف سخت مشقت و ریاضت سے ازلی زنجیر اعمال کو توڑ کر اپنی روح مقدس کو قید تناسخ سے آزاد کیا۔ بلکہ اپنے خیال و عمل اور تجربات و مشاہدات کے برقی فانوس بھی عوام الناس کو عموماً اور متلاشیان صداقت کو خصوصاً آخری منزل روحانی کی طرف سچی رہنمائی کرنے کے لئے روشن کر دئے۔ ہماری احسان مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم ایسی متبرک شخصیت کی یادگار اپنے دلوں میں قائم کرنے کے لئے جوش مسرت کے ساتھ اسکی سالگرہ منادیں اور اسکی پاکیزہ ہدایات کے بموجب خود عمل پیرا ہو کر ہر بنی نوع انسان تک خواہ اس کا پیرو ہو یا نہ ہو اسکے کلام پاک کو پہنچائیں تاکہ ہر فرد بشر کو حتی المقدور راہ حقیقت کی طرف کم و بیش گامزن ہونے کا موقع نصیب ہو سکے۔

اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے جین متر منڈل نے جو ۳۰ مارچ ۱۹۱۵ء سے شہر دہلی میں قائم ہے دو آسان طریقے اختیار کئے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر سال ایک شاندار جلسہ عام میں مناسب اور ضروری اہتمام کے ساتھ اسکی پاکیزہ ہستی کی مجلس میلاد منعقد کیا کرے تاکہ عوام الناس آزادی کے ساتھ اس میں شریک ہو کر علماء و فضلاء کی زبانی اس پیشوائے دین حق حقیقی کی بابرکت زندگی کے حالات اور اسکی صلح کن تعلیم اور امن گستر ہدایات کے متعلق کماحقہ واقفیت حاصل کر سکیں جس کا نمونہ آج مہابیر جینتی کا جلسہ آپ صاحبان کے پیش نظر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ اس پاک ہستی کی سبق آموز تعلیم رسالوں اور ٹریکٹوں کی صورت میں ہندوستان اور دیگر ممالک کے اندر شائع کی جائے تاکہ جین دھرم کی صداقت کو ہر اہل

دانش موازنہ کر سکے اور اگر ممکن ہو تو کم و بیش اپنی علمی و عملی ترقی کی جانب رجوع ہو سکے
ان طریقوں کے اختیار کرنے سے اس مترمنڈل کو ابتک کسقدر کامیابی نصیب ہوئی
ہے اس کا مفصل حال آپ کو ویر جینتی کے جلسہ سال گذشتہ کی روئداد جس میں منڈل کے
پچھلے گیارہ سال کی کارگذاریوں کی کیفیت بھی درج کی گئی تھی معلوم ہو گیا ہو گا۔ یہاں اُنکا
دوہرانا آپ صاحبوں کا وقت ضائع کرنا ہے۔ ممبرانِ منڈل کو اور زیادہ خوشی کا احساس
کرنا چاہیئے کہ اس مبارک اور قابلِ یادگار موقع پر ہی مترمنڈل کا بھی بخیر و خوبی تیرھواں سال
شروع ہوتا ہے۔ اِس انجمن نے اِس سال کیا قومی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی بابت یہ مختصر
رپورٹ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

دھرم پرچار کے متعلق جو اس منڈل کا عظیم مقصد ہے سال گذشتہ تک اڑتیس ۳۸
ٹریکٹ شائع کئے جا چکے تھے جنکی فہرست رپورٹ سالگذشتہ میں دیدی گئی ہے۔ انکے علاوہ امسال
حسب ذیل چھ ٹریکٹ قریب پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کئے جنکی شہر دہلی اور بیرونجات کے
علم دوست اور صداقت پسند اصحاب نے مناسب قدر کی۔

ٹریکٹ نمبر ۳۹۔ نایاب گوہر بزبان اردو۔ رادھا سوامی پنتھ کے دلدادہ مہرشی
شیوبرت لال ورمن کا مضمون ہے جسے پبلک نے سال گذشتہ کے جلسہ "ویر جینتی" میں
نہایت دلچسپی کے ساتھ سنکر پسند کیا تھا۔

ٹریکٹ نمبر ۴۰ What is Jainism جین دھرم کیا ہے بزبان انگریزی
مصنفہ جین درشن ودیا کر ودیا وارِدھی پنڈت چمپت رائے صاحب بیرسٹر۔ اسکی قریب آٹھ سو
کاپیاں۔ لندن۔ جرمنی۔ اٹلی۔ فرانس۔ وغیرہ کو بغرض اشاعت بھیجی گئیں۔ اٹلی کے
مشہور اخبار Lega Itala Britannica نے اِس

ٹریکٹ کا جو ریویو کیا ہے اُس سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ اس مفید عام ٹریکٹ کو یورپ
والوں نے کس قدر پسند کیا ہے۔

ٹریکٹ نمبر ۲۱ ۔ جین دہرم کی عظمت ۔ بزبان اُردو ۔ اسکو قوم کے نامور اہل قلم ۔ بابو
رکھب داس صاحب بی۔اے وکیل میرٹھ نے نہایت دلچسپ اور سلیس زبان میں مرتب کیا۔
جین دہرم کے چند اُصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا ہے کہ جین دہرم کے پیرو کسکی
کس طرح اور کیوں پرستش کرتے ہیں ۔ یہ ٹریکٹ جینی ۔ اور دیگر صاحبان نے بیحد پسند کیا ہے۔

ٹریکٹ نمبر ۲۲ ۔ جین دہرم پرویشکا بزبان ہندی ۔ چونکہ جین سماج میں اِس قسم کی
کوئی چھوٹی سی کتاب شائع کیے جانے کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی ۔ جس سے جین
اور اجین صاحبان ۔ اور اسکول اور پاٹھ شالاؤں کے طلبا کو آسانی کے ساتھ جین دہرم
کے موٹے موٹے اُصولوں سے واقفیت ہو سکے لہذا اُسکے واسطے قوم کے پنڈتوں سے
درخواست کی گئی ۔ مگر کسی نے اِس ضرورت کو پُورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی ۔ آخر کار
سماج کے ہمدرد و فخرِ قوم بابو سورج بھان صاحب وکیل نے یہ ٹریکٹ لکھکر ہم کو عطا فرمایا۔

اِس مضمون کے عام پسند ہونے کا اندازہ اُس ریویو سے کیا جا سکتا ہے جو ہندی
زبان کے مشہور رسالہ **مادھری** نے اپنے مارچ ۲۷ء کے نمبر میں شائع کیا ہے۔
اور نیز اس واقعہ سے کہ پانی پت جین ہائی اسکول کی ایجوکیشنل کمیٹی نے اسکو کورس میں
جگہ دی ہے ۔ یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ اور بھی جین اسکولوں اور پاٹھ شالاؤں کے
منتظمان اس رسالہ کو اپنے یہاں پانی پت اسکول کی طرح مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص کر دیں
تاکہ طلبا کو قابل لحاظ فائدہ پہنچ سکے۔

ٹریکٹ نمبر ۲۳ ۔ Lord Mahavira بزبان انگریزی ۔ یہ وہ پر اثر

اور دلچسپ مضمون ہے جو سال گذشتہ کے جلسہ بیرجنیتی میں مسٹر ہری ستیہ بھٹاچاریہ ایم۔ اے
بی۔ ایل۔ باوڑہ نے بھیجا تھا۔ اِس ٹریکٹ کی اشاعت ملک ہند کے علاوہ یورپ میں بھی
کافی طور پر ہوگئی ہے جس نے اِسکو پڑھا ہے اُسی نے بیحد پسند کیا ہے۔ کوشش کیجا رہی
ہے کہ اسکو بھی کورس میں رکھ لیا جاوے۔

ٹریکٹ نمبر ۴۴۔ روئیداد جلسہ بیرجنیتی سنہ ۱۹۲۶ء بزبان ہندی۔ اُردو۔ انگریزی۔ جس میں
مہا ویر جنیتی کے جلسہ سال گذشتہ کی مکمل روئداد اور ۲۰ مارچ ۱۹۱۵ء تاریخ قائمی سے ۱۴ مارچ
۱۹۲۶ء تک کی متر منڈل کی کارگذاریوں کی مختصر رپورٹ شائع کی گئی ہے۔ میں اِس
موقعہ پر یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت منڈل کے پاس قریب ۴۰۰ ٹریکٹ مختلف
زبانوں میں قوم اور ملک کے مشہور اور نامور اہل قلم کے لکھے ہوئے طبع ہونے کے قابل
رکھے ہوئے ہیں جو سرمایہ کی قلت کی وجہ سے شائع نہیں کئے جا سکے۔ اگر سماج کے فیاض
طبع ارکان تھوڑی سی بھی اس طرف توجہ کریں تو انکے ذریعے سے اُمید سے زیادہ مذہبی
اشاعت میں کامیابی ہوسکتی ہے۔ ٹریکٹ پرچار کے علاوہ جو منڈل نے اور کام انجام دیئے
ہیں اُنکی کیفیت یہ ہے کہ:۔

سماج کے اُن بھائیوں کو جو ملازمت پیشہ ہیں انت چودش کے مبارک دن بھی چھٹی
نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی اور دھرم دھیان سے اکثر محروم رہنا پڑتا
تھا۔ منڈل نے اُنکی اس دقت کو محسوس کرکے جناب چیف کمشنر صاحب بہادر صوبہ دہلی کی
خدمت میں ایک میموریل اس استدعا کے ساتھ روانہ کیا کہ انت چودس اور مہا بیر
جنیتی کی عام تعطیلیں حلیہ دفاتر کے لئے منظور فرمائی جاویں۔ چونکہ پیشتر دس سال سے
متواتر ہندوستان کی مختلف جماعتوں کی طرف سے اسبارہ میں کوششیں کی گئیں۔ جو

برابر نا کامیاب رہیں۔ اس لئے ہمکو بھی اس درخواست کی نامنظوری کا خوف غالب تھا مگر رائے بہادر لالہ موتی ساگر صاحب ایڈوکیٹ، وائیس چانسلر شہر دہلی نے نہایت دلچسپی اور جانفشانی سے کوشش کرکے کامیابی حاصل کی۔ اور اب چودہ کی تعطیل عام منظور ہو گئی۔ ہم اسکے لئے رائے بہادر صاحب اور چیف کمشنر صاحب بہادر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

دوئم یہ کہ ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کو منڈل کی جانب سے ایک میموریل اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ جین قوم کے لئے بھی سالانہ تعطیل میں ایک جگہ دیجائے اسکے متعلق ڈائرکٹر ایجوکیشنل کمشنر صاحب اور ایجوکیشنل سپرنٹنڈنٹ سے ہنوز خط وکتابت ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں بھی کامیابی کی کافی امید کیجاتی ہے۔

سوئم۔ جنتریوں اور ڈائریوں میں جین تہوار اور سمبت وغیرہ نہ دئے جانے کا رواج تھا منڈل نے اسکے متعلق بھی بہت کوشش کی چنانچہ سنہ ۲۷ کی انڈین قانونی ڈائری۔ عدالتی ڈائری اور دیگر جنتریوں میں جین تہوار اور جین سمت کا پرچار ہو گیا۔

چہارم شہر دہلی میں جو آریہ سماجی اور سناتن دھرمی بھائیوں کیطرف سے وقتاً فوقتاً مذہبی کانفرنس ہوتی رہی ہیں منڈل نے اس میں بھی بہت کچھ حصہ لیا۔ اور اسسال قریب قریب تمام کانفرنسوں میں اپنے نمایندے بھیجکر لوگوں پر اپنے سچے عقیدے کا اظہار کیا۔

پنجم۔ جیسا کہ پچھلی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ منڈل جین لا تیار کرانے کی کوشش کر رہا ہے جسکی قوم کے لئے بیحد ضرورت ہے۔ خوشی کا مقام ہے کہ ہماری درخواست پر مسٹر چمپت رائے صاحب بیرسٹر نے ایک مکمل جین لا بزبان انگریزی مرتب کرکے شائع کردیا جس کا ہندی ترجمہ بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

ششم - منڈل کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ ہر ممکن طریق سے جینیوں اور دیگر لوگوں میں ہندستان اور ممالک غیر میں جین مذہب کی اشاعت کیجائے اس خیال کو مد نظر رکھکر منڈل نے مسٹر چمپت رائے صاحب بیرسٹر سے جبکہ وہ ولایت تشریف رکھتے تھے یوروپی ممالک میں بھی جین عقائد کا اظہار کرنے کی درخواست کی - چنانچہ بیرسٹر صاحب موصوف نے انگلینڈ - جرمنی - فرانس کے مختلف مقامات پر اپنے زمانہ قیام میں ۲۴ لیکچر دیئے - لندن شہر کے اندر مہاویر جینتی بھی نہایت دہوم دہام سے منائی گئی - چونکہ ہم لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمارے بہت سے گرنتھ جو اب ہندوستان میں نہیں ملتے ممکن ہے ولایت کی لائبریریوں میں ہوں - اسکی تلاش کے لئے ابتک نہ کوئی اہل علم وہاں جانیکو تیار ہوا نہ کسی کے بھیجنے کے لئے کافی سرمایہ کا انتظام ہوا اس لئے یہ موقعہ غنیمت جانکر بیرسٹر صاحب سے بھی اسکی بابت عرض کیا گیا - چنانچہ انہوں نے سخت محنت اور صرف اوقات سے چند لائبریریوں میں جین گرنتھوں کو تلاش کرنے کی مہربانی کی افسوس کہ کسی گمشدہ شاستر کا پتہ نہ ملا - تاہم اس قومی ومذہبی خدمت کی انجام دہی پر ہم بیرسٹر صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - اسیطرح اور بہت سی قومی خدمات منڈل نے انجام دی ہیں جنکی مفصل طور سے بتلانے کی ضرورت نہیں ہے - منڈل کے ہر دلعزیز اور قومی معاملات میں دلچسپی کا بین وہ ثبوت ہے کہ سال گذشتہ کی ویر جینتی کے موقعہ پر ممبران منڈل کی تعداد چالیس ۴۰ سے بڑھکر ۱۳۸ تک پہنچی تھی اور اس وقت تعداد ۲۵۰ ہے جس میں ۱۸۰ خاص شہر دہلی کے اور ۷۰ بیرونجات کے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جس انجمن کے ممبران کی تعداد ایک سال میں ۵۰ فیصدی بڑھ جائے اس سے زیادہ اور کوئی سنستھا سوسائٹی زندہ اور ہر دلعزیز نہیں ہوسکتی - میرا یہ فخریہ دعوی شاید ذاتی غرور نہ سمجھا جائیگا کہ اس چھوٹی سی انجمن نے ابتک تھوڑے عرصہ میں جسقدر کارنمایاں کئے ہیں اور قومی ودینی خدمات دلچسپی - جانفشانی اور ہر دلعزیزی کے ساتھ انجام دے - اِس سے زیادہ اور

بہتر خدمات کی انجام دہی کا موقعہ ہماری کسی دوسری قومی انجمن کو شاید ہی نصیب ہوا ہو۔
کچھ دنوں سے ہمارے چند بزرگان قوم کے دل میں ہماری بدقسمتی سے ہماری طرف سے
بدظنی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ قوم کے اندر بیدہوا بواہ کا رواج دینے میں منڈل بھی شریک ہے
اسکے جواب میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جین مترمنڈل کا مقصد صرف جین مذہب کے
علم و ادب کی اشاعت کرنا ہے۔ اور یہ منڈل ایک خلوص دلی اور جانفشانی کے ساتھ یہی
خدمات انجام دے رہا ہے اور اس وقت تک مختلف زبانوں میں ۴۴ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں
اس مترمنڈل پر اس قسم کا ناپاک دلخراش اتہام لگانیوالے ناعاقبت اندیش اصحاب کو
چیلنج دیا جاتا ہے کہ ان ٹریکٹوں میں یا ۱۲ سال کی متواتر خط و کتابت جو دفتر میں محفوظ ہے
کوئی ایک لفظ یا ایک خیال اسکے جماعتی مقصد یا مذہبی اصول کے خلاف نہیں بتلا سکتے
ممکن ہے کہ منڈل کا کوئی خاص ممبر اپنے ذاتی خیالات اس قسم کے بھی رکھتا ہو۔ مگر مترمنڈل
اس کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نہ اس وجہ سے اسپر کوئی بہتان لگانا چاہیئے۔ اگر کوئی
جین قوم کا رکن کسی قسم کا کوئی خلاف مذہب جذبہ اپنے دل میں رکھتا ہے یا اپنی ذاتی حیثیت
کوئی کام قومی رواج کے خلاف کرتا ہے تو یہ الزام اسی کی ذات تک محدود رکھنا چاہیئے ساری
جین قوم اسکے قابل اعتراض خیالات و عمل کی جوابدہ نہیں ہو سکتی۔ اصولاً جین مترمنڈل
میں ہر برہمن چھتری۔ ویش اور چھوت شودر ممبر شامل ہو سکتے ہیں جو جین دہرم کی اشاعت
کے دلدادہ ہوں۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ انکے قومی رواجات کیا ہیں اور آئندہ قومی اصلاح
کے متعلق کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ منڈل کا اصول محض اشاعت دینے تک محدود ہے قومی اور
ملکی معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جین مترمنڈل ہی جین قوم کی وہ زندہ سوسائٹی ہے جو بھگوان مہاویر کی پاک تعلیم

او مفید عام ہدایات کی مختلف ممالک میں اشاعت کر رہی ہے۔ اور اسی کی کوششوں کا نتیجہ ہے
کہ جین دھرم کے متعلق لوگوں کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں چار دانگ عالم میں اسکی
صداقت کو قولاً و عملاً تسلیم کیا جا رہا ہے اسکی تائید محکمہ مردم شماری ۱۹۲۱ء کی سرکاری رپورٹ
سے ہوتی ہے کہ- The jain Mitra Mandal at
Delhi is the chief litrary Agency.
یعنی جین متر منڈل دہلی مذہبی تعلیم کا دارالاشاعت ہے۔ دیگر قوم کے اہل خیال اور اہل قلم کے
لئے دل سے منڈل کے کاموں کی داد دے رہے ہیں۔ اب ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ
جس منڈل کی عملی کارروائیاں ہندوستان اور یورپ میں اونچی نگاہوں سے دیکھی جاتی
ہیں ہماری اپنی قوم کے بزرگ جلتی کا ٹھی میں روڑا اٹکانے کے اصول پر پیچھے دل سے اس منڈل کے
کام کرنیوالے نوجوانوں کو اس قسم کے جھوٹے اتہام لگا کر بیزار اور دل برداشتہ کرنا چاہتے ہیں آپکا
یہ خیال اور عمل کہاں تک روا اور درست کہا جا سکتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان چند الفاظ
سے ان بے بنیاد اور غلط تہمت انگیز خیالات کی صفائی ہو جائیگی۔ چونکہ ملزم کو اپنے الزام کی ہر ممکن
طریق سے صفائی پیش کرنے کا قانونی اختیار ہے اسلئے یہ گستاخانہ کلام درمیان میں آ گیا ہے۔
جس کے لئے سامعین مجھے معاف کریں گے۔

امسال اس مبارک موقعہ پر ہندوستان یورپ امریکہ جاپان وغیرہ ممالک کے مشہور و چیدہ
اہل زبان اور اہل قلم سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ عنوانِ ذیل پر مضامین لکھکر اپنی آزاد رائے کا
اظہار کریں اور یا تو مضامین لکھکر دفتر میں آخر مارچ تک بھیج دیں یا خود تشریف لا کر اپنی زبان مبارک سے
ارشاد فرمائیں (۱) بھگوان مہابیر کی حیات اور اسکی تعلیم (۲) جین دھرم کی قدامت (۳) جین
فلسفہ بھی عالمگیر مذہب کی بنیاد ہے (۴) دنیا ازلی و ابدی ہے مخلوق و مصنوع نہیں ہے۔

مقام شکر ہے کہ اکثر اہلِ قلم صاحبان نے ہماری اِس درخواست کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا
اور ہماری حوصلہ افزائی کی۔ چنانچہ قریب ۳۰ کے مضامین مختلف زبانوں میں موصول ہوئے ہیں
اور مزید مسرت کا باعث ہے کہ علاوہ جین صاحبان کے دیگر قوم اور مذہب والوں نے بھی نہایت
آزادی سے [illegible] قابلِ قدر مضامین تحریر فرما کر بھیجے ہیں۔ جس میں جسٹس شیو برت لال
[illegible] مسٹر ہرق سیتہ شاچاریہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ منڈل

اِن سب صاحبان کا جنہوں نے اِس معاملہ میں ہماری ہمت بڑھائی ہے شکر گذار ہے۔ ساتھ ہی
ہمکو افسوس ہے کہ سرمایہ کے کم ہونے کی وجہ سے سر دست ہم انکے بیش بہا خیالات کو شائع
نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ہماری قوم کے فیاض طبع اور سیر چشم صاحبان اگر اس طرف توجہ دیں
تو ان شرکیٹوں سے ہمارے اصولِ مذہبی کی کماحقہ اشاعت ہو سکتی ہے۔

غالباً ناظرین یہ محسوس کرتے ہیں کہ جس کا نام نامی آج ہر زبان پر اور جسکی یاد ہر دل کے اندر
موجود ہے جسکی شان میں آج ہم یہ طرب فزا منظر پیش کر رہے ہیں۔ جو محض تماشہ ہی نہیں ہے۔ اُس
پاک ہستی کی پُرصداقت تعلیم کی دنیا میں اشاعت کرنا ہمارا فرض اولی ہے۔ میں جبکہ سطور بالا
میں اِس منڈل کے کارنمایاں پیش کر چکا ہوں۔ یہ درخواست کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ اگر آپکے
دل میں اِس منڈل کے انجام دادہ خدمات قابلِ قدر ہیں اور آپ بھی اسکو قومی علم ادب کا دار الاشاعت
تصدیق کرتے ہیں تو ضرور اسکے ممبر یا سرپرست بنکر اسکی علمی و مالی امداد کیجئے۔ لاکھوں روپیہ مقدمہ بازی
رسومات تیجہ بیاہ شادی اور دیگر تقریبوں میں فضول خرچ ہو جاتا ہے یہ خیال کر کے اپنے دھرم اور قوم کی
خاطر بھی کھلے دل سے ودیا پرچار کے لئے دان دیجئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ بندگان قوم و دلدادگان
مذہب و دیگر معزز حاضرین صاحبان جو [illegible] دلی ہمدردی رکھتے ہیں میری اپیل پر عملی توجہ
دینگے اور اپنی سخاوت و فیاضی [illegible] میری منڈل کی [illegible] فرما دیں گے۔

[illegible] سکریٹری جین [illegible] منڈل دہلی۔